عروس چمن آرائی باغ کن فکان و تازگی بخش گلشن جنان

گلدستۂ ازہار نظم ارجمند و سنبلستان ریاحین معانی دلپسند مخزن فصاحت گستری و معدن بلاغت پروری

یعنی

کلام الملوک ملوک الکلام

موسوم بہ

دفتر حسرت

دیوان انجم

من تصنیف منیف شاعر بے ہمتا ابر نیسان بہار حقیقت فرمانروائے اقلیم سخندانی تاجدار مملکت سخن بیانی
خسرو فریدوں گہر سکندر صولت ارسطو فطرت حضرت عالم شہزادہ مرزا آسمان جاہ بہادر دام اقبالہم المتخلص بہ انجم
خلف سلطان ابن السلطان حضرت سلطان عالم و عالمیان قیصر زمان محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودھ

مرحوم و مغفور خلد آشیان

حسب فرمایش پرنس محمد نوشیرواں جاہ مرزا بہادر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں چھپا

سنہ ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گذارش مصنف

عبد پرگناہ آسمان جاہ بخدمت نکتہ سنجان و سخن فہم عرض پرداز ہے کہ اگر کوئی اس
ن مین غلطی ملاحظہ فرمائین تو عیب جوئی سے ہاتھ اٹھائین اصلاح فرمائین

نہین ہے مجکو سلیقہ سخن طرازی مین | امیدوار معافی ہون نکتہ چینون سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدور کیا جو وصف خدائے علیم کا | یارا نہیں جو شرح الف لام میم کا

ہم کرتے ہیں گناہ وہ دیتا ہے ہمکو رزق | ادنی یہ اک [illegible] ہے ہمارے کریم کا

تم پھیکدو جہاں وہی باغ بہشت ہے | خواہاں نہیں [illegible] ہے بندہ تمھارا نعیم کا

بندہ نوازیوں میں تری کب کلام ہے | اک بات میں بڑھا دیا [illegible] کلیم کا

کیونکر نہ اپنی خلق پہ یکساں ہو تیرا لطف | رحمت [illegible] ہے ترے فیض عمیم کا

سجدے نکیوں کروں تجھے اٹھ اٹھکے بار بار | خط [illegible] العظیم کا

انجم ہماری آنکھیں کھلی ہیں جو بعد مرگ | ہے رحم دیکھنا ہمیں اپنے رحیم کا
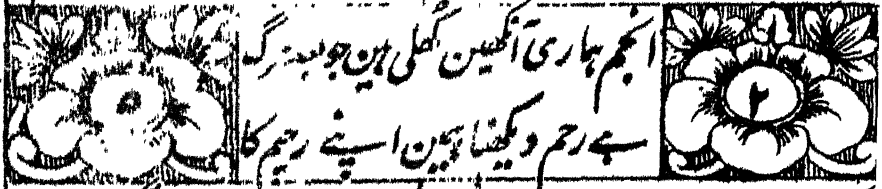
گھر ہے مرے دل میں اس بشر کا | مختار ہے جو خدا کے گھر کا

کیا حسن تھا جسکے دیکھنے سے | دو ٹکڑے ہوا جگر قمر کا

پڑھنے لگے جن یسبح الرعد | ڈنکا جو بجا تری ظفر کا

یون مدح نبیؐ علیؑ سے ہے جیسے / کوزے مین سمانا بحر و بر کا
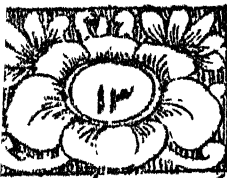
ہے فخر غلامی اُس کی انجم
جو فخر ہوا زمانے بھر کا
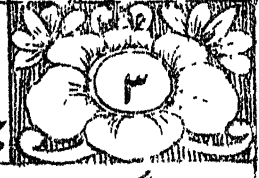
جو گدا ہو صنم ترے در کا / اُسکو رتبہ ملے سکندر کا
پھیر ہے کیا مرے مقدر کا / نہین ملتا پتہ ترے گھر کا
ایک قطرہ تھا دیدۂ تر کا / جسپہ دھوکا ہوا سمندر کا
خط کو اُسنے پڑھا رقیبو نہین / یہ بھی لکھا مرے مقدر کا
دم نکل جائے گا ابھی میرا / میرے پہلو سے تو اگر سرکا
آبرو ہوگئی دو چند مری / ہے یہ احسان دیدۂ تر کا
جو تصور کیا وہی دیکھا / دل بھی آئینہ ہے سکندر کا
لاکھون ظلم و ستم اُٹھاتا ہے / دل جو مفتون ہے اک ستمگر کا
جائے غیرون کے گھر مکر جانا / چوسیئے پانون اُس ستمگر کا
حشر کہتی ہے جسکو خلق خدا / فتنہ ہے ایک تیری ٹھوکر کا
خضر جو بہکے بہکے پھرتے ہین / بھولے ہین راستہ ترے گھر کا
لاکھ نالے کرو نہین تاثیر / دل بنا ہے بتون کا پتھر کا

ہم غلام علیؑ ہین اے انجم
خوف کیا آفتاب محشر کا
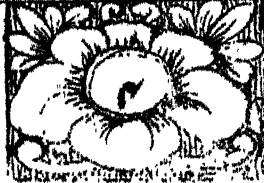
اُف اس وقت تو نہ کچھ بھی دامن کشان رہا
قاتل مری طرف سے سدا بدگمان رہا

ایسا تم تو چڑھے ہوئے تھے ہماری نگاہ پر
آنکھون مین جب سما گئے تو پردہ کہان رہا

ہمنے تو چپکے چپکے بہت سے کیے تجھے
کیونکر کہین کہ دیر و حرم مین نہان رہا

پایا تو ہر دو وصل مین بھی بیقرار کیا
وہ بات بات پر تو بدلتا زبان رہا

چھپ کے دل مین گھر کیا تو نے تو میری جان
پھر کیا سبب کہ میری نظر سے نہان رہا

تیر نگاہ دل مین نہ بیٹھے تو کیا کرے
چھانا کرو جسے وہ کلیجہ کہان رہا

جلوے دکھا رہے ہو وہ قدرت کی آڑ مین
پھولون کی اوٹ سے صفت بو عیان رہا

اتنا تو اپنے جاننے والے کا ہو خیال
بے خانمان کیا تو وہ خود لامکان رہا

بت منہ کے بل گرے ہین تری آستان پر
کیونکر کہون کہ سجدہ گہ انس و جان رہا

اللہ ری ٹھنڈی ٹھنڈی تری پاپسائیان
زاہد اذان کے پردے مین گرم فغان رہا

عاشق کا دل تو بڑھ کے نہ تھا کوہ طور سے
موسیٰ کہو وہ برق تجلی کہان رہا

بیت العتیق کعبہ ہے بیت الشرف ہے دل
اسمین خیال ماہ وش و مہ رخان رہا

اسپر کبھی حشر ہو تو اسے کیا کرے کوئی
دل تھام تھام کر تو ترا ناتوان رہا

ہون بے نیاز آیۂ بئس المصیر سے
ممنون دستگیری پیر مغان رہا

دل رہنمائے مسلک راز و نیاز ہے
یہ خانقاہ رسم و رہ سالکان رہا

دل اور کعبہ دونون ہین یکسان ہے آسمان
بیت اسمین اور اسمین خیال بتان رہا

دیوانہ دل تو کہتے ہے آسمان سے
وارستہ فریب الف قامتان رہا

۱۲۰

سینے مین یان تو دم ہے ہمارا رُکا ہوا
وہ آئے یا نہ آئے اجل تجھکو کیا ہوا

دل کی مرے مراد ملی تیرے ہاتھ سے
دستِ کرم ترا مرا دستِ دعا ہوا

یون اُٹھتی ہے ہمارے دلِ ناتوان سے آہ
جسطرح سے چراغ دھوان دے بجھا ہوا

دلبر سوا تمھارے نہین دوسرا کوئی
تمنے نہین لیا جو مرا دل تو کیا ہوا

اچھی نہین یہ گرمیان عاشق سے اے فلک
فریاد کر نہ بیٹھے کوئی دل جلا ہوا

ہر ایک آپکی تہ شمشیر آئے کیون
عاشق نہ ٹھہرا آپ کا یہ سر اگلا ہوا

آئینے کو جو کہتی ہے حیران تمام خلق
دیدہ ہے یہ کسی کا پہ حسرت بھرا ہوا

ڈر سے تمھارے دیکھ کے تمکو ہٹینگے ہم
سب ہے ہمارا طور کا قصہ سنا ہوا

تجھسا حسین کسینے جو دیکھا ہو تو کہے
یوسف کی طرح سے کہنے کو کوئی ہوا ہوا

کسکے خرام ناز نے بیچین کر دیا
یارب یہ آج کونسا محشر بپا ہوا

پیغام وصل کہتے زبانی رسول کی
پر ہونٹھ سے نہ ہونٹھ ہمارا جدا ہوا

میدان حشر مین ارے دل تو تو پہلے چل
مین بھی پہونچ رہون گا تجھے ڈھونڈھتا ہوا

اُس بت کی چال دیکھو خدا کے لیے کوئی
قرآن گلے مین ڈال کے کیا باخدا ہوا

آیا خیال کون سے پردہ نشین کا آج
آنکھون پہ اپنے ہے جو یہ پردا پڑا ہوا

جس دل مین دیکھو پینے کی ہے آرزو بھری
پانی تمھاری تیغ کا آبِ بقا ہوا

روزن سے بھی وہ عربدہ جو جھانکتا نہین
ڈرتا ہے دل نہ ہوئے کسی کا لگا ہوا

کیون چاندنے چھپا لیا منھ آج ابر مین
چہرے سے کس کے دیکھا دوپٹہ ہٹا ہوا

بیت الصنم کو چھوڑ کے کعبے کو جائیں کیوں
زاہد تو ہی بتا ہے وہاں کیا دھرا ہوا

ابرو کو دل پہ پہلے ہی وہ آزما چکا
خنجر گلے پہ پھیرا تو پتھر چٹا ہوا

کیا جانے آج آتا ہے قاتل یہاں کیوں
سر کو جھکائے تیغ بکف سوچتا ہوا

خون ہو کے دل ہمارا جو آنکھوں سے بہہ گیا
شاید نظر سے تھا یہ تمہاری گرا ہوا

فریاد جب کسی کی سنی تھی ٹھہر گیا
دل کاہے کو مرا ہوا عرش خدا ہوا
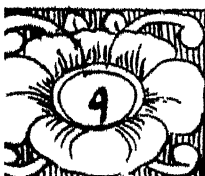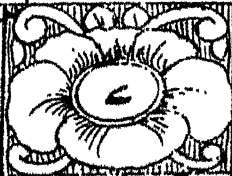
پوچھا وہی نکیر نے جو چاہتا تھا دل
انجم سوال قبر مرا مدعا ہوا

١٩

اگر بے گنہ خون ولے ہے کسی کا
تو حاضر ہے سر آئین کیا ہے کسی کا

جو عاشق ہے سمجھو تو اتنا ہی سمجھو
کہ پامال جور و جفا ہے کسی کا
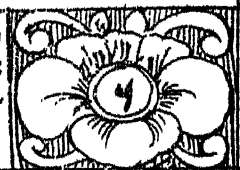
اگر خلق طوفان باندھے تو باندھے
یہاں تو تصور بندھا ہے کسی کا

کہے کون ترک جفا و ستم کو
کبھی اُس نے مانا کہا ہے کسی کا

سمجھ لو اجل اُسکی بے موت آئی
کسی پر جو دل آگیا ہے کسی کا

امید ترحم ہو اور آسمان سے
یہ نا آشنا آشنا ہے کسی کا

عجائب روابط زمانے کے دیکھے
کسی کا ہے خنجر گلا ہے کسی کا

یہ حُسن دو روزہ پہ کیوں کبر و نخوت
صنم کیا ہے گویا خدا ہے کسی کا

نہیں لٹ پٹا سرخ چیرا بندھا ہے
یہ جلاد خون سر چڑھا ہے کسی کا

نہیں بے سبب نوح کا آیا طوفان
زمانے ہی سے دل پھرا ہے کسی کا

خفا گر نہو تم تو ہم نے سنا ہے
کہ عیار و پرفن تپا ہے کسی ک

ارے آسمان تیرا بیجا ہے شکوہ
زمانے مین کوئی ہوا ہے کسی ک

کہا مان اچھا نہین ظلم بیجا
ارے دل دکھانا برا ہے کسی ک

تمھین دیکھے دل پھیرے یہ کیا گمان ہے
اجی توبہ کیا سر پھرا ہے کسی ک

یہ مطلب نہین ہم ہین عاشق تمھارے
مگر ذکر ہم نے سنا ہے کسی ک

عجب خواب دیکھا ہے سر خالق
مرے سینے پر سر دھرا ہے کسی ک

مجھے اپنا عاشق نہ کہیے نہ کہیے
یہ کہدیجیے مبتلا ہے کسی ک

الجھنے سے دم کے یہ ثابت ہوا دل
گرفتار زلف رسا ہے کسی ک

٧

کشاکش مین جو اپنے کام آوے انجم
سمجھ لو وہ مشکل کشا ہے کسی کا

٩

انجم تمھین الفت ابھی کرنا نہین آتا
ہر ایک پہ مرتے ہو پہ مرنا نہین آ

عالم کے حسین بھرتے ہین آنکھوں مین تمھاری
دم عشق کا بھرتے ہو پہ بھرنا نہین آ

ہم جان ہی سے اپنی گذر جائین تو بہتر
ہٹ دھرمی سے انکو جو گذرنا نہین آ

لو نام خدا ہمسے بناتے ہین وہ باتین
جنکو کہ ابھی بات بھی کرنا نہین آ

کہتے ہو مری لاش پہ مارا ہے یہ کسکا
کیون جی یہی کہتے تھے مکرنا نہین آ

بکھرے ہوے بالون مین بھی ہین لاکھ ادائین
اظہر کو ابھی سیر سے سنورنا نہین آ

کیا وصل کی شب کاٹی ہے فقرے ہی بتا کر
سچ ہے کہ تمھین بات کترنا نہین آ

ایسا تو ہمین ہیں کہ ہون آنکھون کا سر
اے چرخ تجھے جور بھی کرنا نہین آتا

حق یہ ہے کہ انجم ترا دل ٹھہرے تو کیونکر
سینے پہ انھین ہاتھ بھی دھرنا نہین آتا
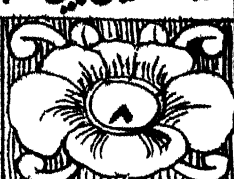
چارہ گر زخم جگر کا مرے ٹیسا کیسا
اُف ترا لطف یہ ناوک نظری سا کیسا

تجکو جب پایا تو بس اپنے ہی دل مین پایا
کعبہ کیسا بُت بیباک کلیسا کیسا

ہمتو بے موت مرین آپ خبر تک بھی نہ لین
عجز اعجاز مین اے غیرت عیسی کیسا

نام کو میرا نشان تک بھی نہ باقی رکھا
مجکو اس چرخ ستمگار نے پیسا کیسا

صوت وہ اور ہی تھی جس سے تم آئے دلمین
بار بد کیسا مری جان نکیسا کیسا

خواب مین ات کو ادسر و گل اندام آکر
پھر گیا آنکھون مین تو کبک دری سا کیسا

تیرے آنے کا گمان تیرے تغافل کا خیال
ساتھ ہے قبر مین نیکی و بدی سا کیسا

ہے قسم تمکو سلیمان کی جو پردہ رکھو
آدمی ہو تو یہ انداز پری سا کیسا

میری حالت پہ تمھین گر نہین افسوس آتا
دھیئے آنچل مین یہ آنسو کی تری سا کیسا

آپکا رحم بھی ہے جور کا پہلو رکھتا
دل کو سمجھانا مگر فتنہ گری سا کیسا
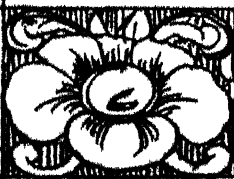
بوسہ تو دیتے نہین دل ہی مرا مانگتے ہو
کیون جی یہ حسن طلب مفت بری سا کیسا

نجم طالع ترا پرضو تو ہے لیکن انجم
جھلملاتا ہے چراغ سحری سا کیسا
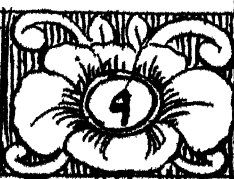
نہ تڑپا مین فلک زیر و زبر ہوتا تو کیون ہوتا
اثر نالون مین او بیداد گر ہوتا تو کیون ہوتا

مین سودائی مین دیوانہ مین سرگردان مین آوارہ
اگر اُس سنگدل کے دل مین گھر ہوتا تو کیون ہوتا

جگر میرا سا دل میرا سا الفت میری کسی مین
کوئی میری طرح سینہ سپر ہوتا تو کیون ہوتا

خدائی بھر پڑی ہے سر جہان چاہا وہان پھوڑا
ترے کوچے مین او بت شمع رو شر ہوتا تو کیون ہوتا

یہان سر تھا ہتھیلی پر وہان خنجر بکف وہ تھے
ہمارے امتحان سے درگذر ہوتا تو کیون ہوتا

نہ قابل امتحان کے یہ نہ دلداری کے لائق تھے
ہمارا دل جو منظور نظر ہوتا تو کیون ہوتا

۱۰ تجھے اے آسمان خود ہی خبر اپنی نہین اب تک
خبر گیرا ترا وہ بیخبر ہوتا تو کیون ہوتا ۹

شب کو میرا ساقی سرو جو میخوارون مین تھا
شمع پروانو نمین روشن تھی قمر یارون مین تھا

سونگھتے ہی مثل غنچہ ہو گیا دل باغ باغ
کیا اثر او گل ترے اُترے ہوے ہارون مین تھا

کشتہ تیغ تغافل کے لیے مجھکو کیا
مین بھی تو ایجان تیرے ناز بردارون مین تھا

جرم الفت کی سزا شاید اُنھین پھر دیگئی
آج کیون غل توبہ توبہ کا گنہگارون مین تھا

کر دیا آزاد کیون تو نے مجھے اِن سب کے ساتھ
مین بھی او صیاد کیا تازہ گرفتارون مین تھا

مجھکو بھی اک جام بھر کر دیدیا ہوتا کبھی
ساقیا مین بھی تو آخر تیرے میخوارون مین تھا

ہجر عیسی مین خبر اگر کسی نے بھی نہ لی
اے خیال یار اک تو ہی پرستارون مین تھا

مجھکو کیا گر یوسف مصری بکے بازار مین
تو اگر بکتا تو بندہ بھی خریدارون مین تھا

۱۱ میری قسمت مین لکھی گردش بھلا کسواسطے
مین تو اے انجم ثوابت مین نہ سیارون مین تھا ۵

رات بھر اُس ماہ پیکر کا خیال آتا رہا
داغ دل انجم ضیائے ماہ دکھلاتا رہا

وائے قسمت صورت غنچہ رہی دل بستگی
وصل کی شب بھی وہ گلرو مجھسے شرماتا رہا

انکی دزدیدہ نگاہون نے ستم برپا کیا
دیکھتے ہی دیکھتے دل ہاتھ سے جاتا رہا

پوچھتے کیا ہو ہوئی فرقت مین کیونکر زندگی
خون دل پیتا رہا لخت جگر کھاتا رہا

۱۲ کس بت بیدین کو انجم آپنے دل دیدیا
کیون زبان سے آپکی ذکر خدا جاتا رہا ۹

جو تیرے کوچے مین اُسکا مزار بن جاتا
ترے کرم سے ترا خاکسار بن جاتا

رقیب اپنا اگر دوستدار بن جاتا
تو پھر وہ یار بھی دو دن مین یار بن جاتا

جو اسکو عشق کسی کج کلاہ کا ہوتا
تو سیدھا یہ فلک کج مدار بن جاتا

جو تیرے دانتونکی رونمین یاد آجاتی
ہر ایک اشک دُر شاہوار بن جاتا

جو پاس یار کے پھر کے آئنہ جاتا
تو میرے دل کی طرح بیقرار بن جاتا

ترا خیال جو ہمدم نہوتا الفت مین
تو گھر مرا مجھے کنج مزار بن جاتا

وہ بے نصیب ہون خوشی کہ میری بیت گئی
جو پھول بھی کوئی ہوتا تو خار بن جاتا

جو گشتہ کرتی نہ سیماب کو ہماری آہ
کسی کا یہ بھی دل بیقرار بن جاتا

۱۳ مئے وصال پلا آج یار سے انجم
یقین جانو کہ مین بادہ خوار بن جاتا ۵

کسی پہلو دلکو قرار نہین مرے یار سے کوئی کہنا
کیا خوب نشانہ تاکا ہے دو تیر فگن ترا کیا کہنا

نہ وہ بت ہی ملا نہ خدا ہی ملا نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے
او زاہد تجھسے خدا سمجھے ترا ناحق ہمنے سنا کہنا

اسے دیر سے کیا کعبہ کیسا جدھر آپ ہوئے یہ ادھر ہی پھرا
اے قبلۂ عالم چاہیے ہے مرے دلکو قبلہ نما کہنا

دل تیرا جو نہ آ جائے تو یہ پھر ہم پوچھین تجھسے
کیون زاہد کوئی گنہ تو نہین بھولے سے بتونکو خدا کہنا

۱۴

دن رات یہاہی کرتے ہین یہ فراق مین یار کے اے انجم
گر سچ پوچھو تو زیبا ہے ان دیدون کو دریا کہنا

۵

شہید ناز کو مٹی جو وقت ملا دینا
تو حسرتین نہ کہین خاک مین ملا دینا

طریق اسکو نہین یاد جان لینے کا
ذرا اجل کو تم اپنی ادا سکھا دینا

بچین اسی کے تصدق مین تم بلا سے مری
ہمارے بخت سگ یار کو دعا دینا

جو تمکو ہمسے کنارہ ہی کرنا ہو منظور
تو پہلے گور کنارے ہمین لگا دینا

۱۵

ہزار نوح کے طوفان تمھین دکھاتے ہم
کہا تو ہوتا کہ انجم پلک ہلا دینا

۷

جو دھونا تیرا دامن کا نہو کچھ کارگر تو کیا
گواہی دین ہمارے خون کی دیوار و در تو کیا

فقط ہو دور سے باتین بنا نیکے مسیحا تم
لبو پر آ گیا جب دم اگر پھر لی خبر تو کیا

خدا کیواسطے ڈرا و نڈر دیوانے سے اپنے
اٹھا لے آسمان سر پر جو یہ شوریدہ سر تو کیا

ہماری آہ نے دنیا جلا کر خاک کر ڈالی
اگر اے طور سینا تجھسے نکلا اک شرر تو کیا

عیادت کو جو تو آیا گیا مین جان سے اپنی
اگر مثل قضا عیسیٰ ہوا تیرا گذر تو کیا

اثر اس سنگدل کے دلپہ ہو اے آہ تو جانین
اگر سا تون فلک تو نے کیے زیر و زبر تو کیا

سقدر آسمان جا لگے جبھی جب ہو وہ ہم پہلو
وگرنہ تو جو یون سونیکو سویا عمر بھر تو کیا

رنگ بدلا ہے کئی دن سے مزاج یار کا
جوڑ شاید چل گیا پھر آج کل اغیار کا

کسقدر پایا سویدائے دل عاشق نے اوج
رفتہ رفتہ تل بنا آخر ترے رخسار کا

ایتو آکر دیکھ جانا چاہیے تجھکو ضرور
حال ہے نوع دگر عیسیٰ ترے بیمار کا

بیتوددی مین زخم دل پر جبکہ پڑتی ہے نظر
ہوتا ہے دھوکا تمھارے روزن دیوار کا

حال درد دل بیان کس سے کرون مین بدنصیب
تو ہی جب پرسان نہ ہوئے میرے حال زار کا

بات کرنا ہو گیا مشکل تبونکے سامنے
پڑ گیا پھندا گلے مین رشتۂ زنار کا

ہو گیا ہون ناتوان ایسا تمھارے ہجر مین
توڑنا مشکل ہوا ہے آنسوؤن کے تار کا

اک فقط تیرے کشیدہ ہونے سے یہ حال ہے
بھاگتا ہے سایہ تک مجھسے تری دیوار کا

ناتوان ایسا ہون بسکر خاک ہو جاؤن ابھی
سایہ پڑ جائے اگر مجھپر تری دیوار کا

ایتو صورت اپنی دکھلاؤ خدا کیواسطے
دم نکلتا ہے تمھارے طالب دیدار کا

اپنی کم فہمی سے انجم ہم نہایت تنگ ہین
ذہن مین آتا نہین مضمون دہان یار کا

ہٹا دو چہرے سے گرد وپٹہ تم اپنے اے لالہ فام آدھا
تو ہو یہ ثابت کہ نکلا ابر سیہ سے ماہ تمام آدھا

ہوا تو ہے تیرے ہجر مین دل ہمارا جلکر کباب ساقی

کسر اگر ہے تو اتنی ہی ہے کہ پختہ آدھا ہے خام آدھا

یہان تو دل کو مرے جلایا وہان جلائینگے جسم میرا

یہ حشر پر کیون اُٹھا رکھا ہے حضور نے انتقام آدھا

ہماری الفت کا ذکر سُنکر عدو نکالے بھی شق تو کیونکر

کہ لفظ شق مین بھی تو یہ شق ہے کہ ہے یہ عاشق کا نام آدھا

یہ چٹپٹے کے وید سے کیے تو نے مجھکو جو نیم جان کر رکھا ہے ناحق

حلال کر ڈال اب تو ظالم ہوا ہے جینا حرام آدھا

یہ کیسی دریا دلی ہے ساقی ہوس بھی دلکی ہوئی نہ پوری

جو کی عنایت بھی تو ادھوری اگر دیا بھی تو جام آدھا

۱۴

نظر جو پڑ جائے اُسکے قامت پہ بس قیامت ہی آئے انجم

زمین مین گڑ جائے سرو خجلت سے اُسکی وقتِ خرام آدھا

۱۵

حرفِ مطلب زبان پہ لا نہ سکا
حال دل یار کو سُنا نہ سکا

وار خنجر کا مجھپہ کیون نہ کیا
دل نہ تھا یہ جو تو لگا نہ سکا

خود بخود دیکھ بیک چلے آئے
مین تو آنکھین تلک بچھا نہ سکا

تیری آنکھون نے وہ فریب دیا
آسمان گردشین دکھا نہ سکا

مار ڈالا ہمین تری چپ نے
تو ذرا ہونٹ تک ہلا نہ سکا
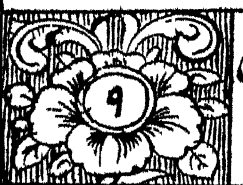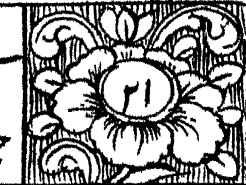
رُک رہا دم جو آسکے آنکھون مین
خواب کیسا خیال آ نہ سکا

چلی ایسی نسیم حسرت دید | وہ دوپٹے سے مُنھ چھپا نہ سکا
نہ رسائی ہوئی ترے در تک | اپنی تقدیر آزما نہ سکا
حشر مین تیرے ظلم یاد آئے | وان بھی دلسے تجھے بھلا نہ سکا
تھی گنا ہونکی یہ گران باری | لاش میری کوئی اُٹھا نہ سکا
اسقدر بڑھگیا تصور یار | کہ مری آنکھونمین سما نہ سکا
ناتوانی نے آبرو رکھ لی | تیرے کوچے سے اُٹھکے جا نہ سکا
جھک گیا کسکے بار احسان سے | آج تک چرخ سر اُٹھا نہ سکا
نظر بد کا ڈر رہا مجھکو | اپنا زخم جگر دکھا نہ سکا
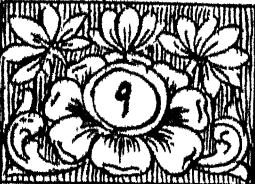
۱۹ — لگ گئی آنکھ موت سے انجم
ایسا سویا کوئی جگا نہ سکا — ۹

جور مین نام نکلتا ہی رہا | ظلم قاتل تجھے پھلتا ہی رہا
حلق پر یان تو چھری چل ہی چکی | پر اشارہ ترا چلتا ہی رہا
ڈھل گئی دوپہر آیا نہ وہ یار | نیل یان آنکھون سے ڈھلتا ہی رہا
کرتے رو رو کے کلیجہ ٹھنڈا | دل مگر ہجر مین جلتا ہی رہا
اُٹھ گیا پاس سے وہ دل آزار | پر کلیجہ کوئی ملتا ہی رہا
چارہ سازی نہ چلی تیری مسیح | دم مرا تجھپہ نکلتا ہی رہا
لے تو آئے اُسے ہم ہاتھون ہاتھ | دل مگر ہاتھون اُچھلتا ہی رہا

چل گیا وار وہان نظرونکا ۔ دل سنبھلتے کا سنبھلتا ہی رہا

۲۰ ۔ ۹

نہ پھری تیری طبیعت انجم
وہ زبان تجھسے بدلتا ہی رہا

سر بالین جو وہ کھولے ہوئے گیسو ہوتا ۔ میری الجھن مین نہ کچھ فرق سر مو ہوتا

باندھتا مین جو ترے تیر نظر کے مضمون ۔ شعر بھی میرا بدلتا ہوا پہلو ہوتا

بس نہین چلتا جو اپنا ستم ایجادون سے ۔ کاش اے بار خدا دل ہی پہ قابو ہوتا

تجھکو اے سرو سہی ہم چمن آرا کہتے ۔ غنچۂ دل مین نہان گر صفت بو ہوتا

دیکھ لیتا تجھے یوسف بھی تو سجدے کرتا ۔ خم محراب عبادت خم ابرو ہوتا

مجھکو بھی بھر کے مزا عشق کا ملتا او بت ۔ دل کے بدلے مرے پہلو مین اگر تو ہوتا

دل بھی جلتا شب فرقت مین اگر شمع صفت ۔ مین ترے گرم کسی طرح نہ پہلو ہوتا

اوج پر ہوتا جو اے ماہ ستارہ میرا ۔ میرے سینے پہ گلے کا ترے جگنو ہوتا

۲۱ ۔ ۹

مے کا کیا ذکر کہ انجم ترے غم مین ساقی
جام کوثر بھی جو پیتا اُسے اُچھو ہوتا

منتشر گر اپنی آہون کا دھوان ہو جائیگا ۔ آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا

نقش ہوتی جاتی ہین لاکھون تجھ سی صورتین ۔ کیا یہ دل بھی خطۂ ہندوستان ہو جائیگا

دل کو اس ناز و نعم سے پالتا کس واسطے ۔ مین اگر یہ جانتا خواہان جان ہو جائیگا

قبر مین رکھتے ہو یارو قبلہ رو تم کیون ہمین ۔ منہ ہمارا پھر سوے کوے بتان ہو جائیگا

جا لگے گی کشتی دل ساحل امید پر — دیدۂ تر سے اگر دریا رواں ہو جائیگا

لیچلا تھا دل اُنھین مین نذر دینے کے لیے — یہ نہ تھا معلوم وقف امتحان ہو جائیگا

وہ نہ چھوٹیگا کبھی دام بلا سے زیست بھر — جیسے اے دل سایۂ زلف بتان ہو جائیگا

وہ اِدھر دیکھین تو پھر حاجت بیان کی کچھ نہین — حال میرا خود بخود اُنپر عیان ہو جائیگا

۲۲ — ۸

سب نکل جائینگی انجم تیرے دل کی حسرتین
جبکہ فضل خالق کون و مکان ہو جائیگا

آہ و زاری مین مری پیدا اثر ہونے لگا — اِن بتان سنگدل کے دلمین گھر ہونے لگا

جب فراق یار مین مین نوحہ گر ہونے لگا — دامن صحرا مرے اشکون سے تر ہونے لگا

طرز اُنکے پھر بدلتے جاتے ہین اے دوستو — پھر وہان شاید رقیبون کا گذر ہونے لگا

آسمان کو لائی چکر مین مری سرگشتگی — سایۂ خورشید بھی اب دربدر ہونے لگا

آسمان پر چاند خجلت سے نہ نکلے گا کبھی — بام پر اپنے اگر تو جلوہ گر ہونے لگا

پھر بہار آئی ہمارے گلشن امید مین — رفتہ رفتہ نخل اُلفت بارور ہونے لگا

سر مرا زانو پہ اپنے رکھکے وہ رونے لگا — حال میرا جسگھڑی نوع دگر ہونے لگا

۲۳ — ۱۳

فرقت دلدار مین کب چین آیا آسمان
گر ذرا آنسو تھمے درد جگر ہونے لگا

مجھکو بسمل نہ چھوڑ جانا تھا — ایک ہاتھ اور بھی لگانا تھا

خواب مین بھی کبھی نہین آتے — یون نہ ایجان مُنہ چھپانا تھا

وعدۂ حشر پر عبث ٹالا
تم کو صورت اگر دکھانا تھا

تم نہ آتے تو جان دے دیتے
آج ہمنے یہ دل مین ٹھانا تھا

مرمٹے ہم خبر نہ لی تونے
یون نہ عاشق کو بھول جانا تھا

خاک ہی مین ہمین ملا ڈالا
کسطرح کا یہ آزمانا تھا

دل نہین ملتا آپ کا نہ سہی
آنکھ تو میری جان ملانا تھا

دل نگاہون سے انکی کیون بچتا
یہ تو ناکا ہوا نشانہ تھا

جور سے ہاتھ کیون اُٹھاتے وہ
پھول میرے انھین اُٹھانا تھا

جو کہ جھوٹون نہ پوچھے بات کبھی
دلکو ایسے سے کیا لگانا تھا

شمع رکھنی نہ تھی جو تربت پر
دل ہی آکر مرا جلانا تھا

بیوفا جسکو سمجھے تھے انجم
اُس سے بیکار دل لگانا تھا

۲۴

در جانان پہ کیون نہ سر پھوڑا
آسمان قسمت آزمانا تھا

۵

تیری فرقت مین ترے وحشی نے گر نالہ کیا
یاد رکھنا دونون عالم کو تہ و بالا کیا

ایک دن بھی وصل سے تو نے کیا ہمکو نہ شاد
وعدۂ امروز فردا پر سدا ٹالا کیا

باغبان گلشن قدرت کا تو نیرنگ دیکھ
داغ دل مجکو دیا تجھکو اگر لالہ کیا

کوئی بھی نکلا نہ اس سے کام خود حیران ہون
کس توقع پر دل نادان کو مین پالا کیا

کوکب قسمت سے انجم کو نہین اصلا گلا
میرے دود آہ نے گیسو ترا کالا کیا

۲۵

دل دلدار مین گھر کچھ نہ کیا
آہ و نالے نے اثر کچھ نہ کیا

غرق کر دیتے تھے دونون عالم
تونے اے دیدۂ تر کچھ نہ کیا

تم تو کہتے تھے مسیحا ہین ہم
چارۂ دردِ جگر کچھ نہ کیا

تیغ مین دل تھا جگر خنجر مین
آپ نے زیب کمر کچھ نہ کیا

ہمنے دل بھی دیا اور جان بھی دی
اُسنے منظور نظر کچھ نہ کیا

مار ڈالا ہمین دھڑکے دیکر
یہ تو اے مرغ سحر کچھ نہ کیا

۲۶ ۵

ایسے جلاد کو دل دے بیٹھے
آسمان جان کا ڈر کچھ نہ کیا

اگر دم بھر کو آجاتا تو کیا تھا
مرا شانہ ہلا جاتا تو کیا تھا

موے ہم حسرت دیدار ہی مین
جو تو صورت دکھا جاتا تو کیا تھا

خیال یار نے دل مین جگہ کی
جو آنکھو مین سما جاتا تو کیا تھا

نہ کرتا شمع روشن قبر پر تو
مرا دل ہی جلا جاتا تو کیا تھا

۲۷ ۹

نہ جانا تھا تجھے گھر اُسکے انجم
جو دل تیرا بھی آجاتا تو کیا تھا

ہے طرز جفا مین دلبری کا
قائل ہون تری ستمگری کا

کیا جانیے ہوش اُڑ گئے کیون
سایہ تو نہین کسی پری کا

بندہ ہے تری ادا کا بندہ
احسان ہے سر پہ کنگری کا

ہے ایک بلا سے بدوہ کا کل — دعویٰ کرے کون ہمسری کا

آنکھون نے تری خدائی بھر کو — سکھلا دیا طرز کافری کا

قاصد کا دماغ عرش پہ ہے — رتبہ جو ملا پیمبری کا

غم مول لیا ہے بیچکر جان — دل دیکھو تم اپنے مشتری کا

اے خضر کٹھن ہے منزل عشق — بیڑا نہ اٹھاؤ رہبری کا

٢٨ انجم ترے دل سے برق وسیماب
سیکھے ہین طریق مضطری کا ٩

راز الفت کا جتا کیون ندیا — حال دل انکو سنا کیون ندیا

حشر مین حشر بپا ہو جاتا — تمنے دیدار دکھا کیون ندیا

آپنے خط کو عبث چاک کیا — نام ہی میرا مٹا کیون ندیا

بیوفائی ہی اگر تھی منظور — تمنے پہلے سے جتا کیون ندیا

کیون کمی کی مرے نالو تمنے — عرش و کرسی کو ہلا کیون ندیا

مار ڈالا ہمین ای رشک مسیح — اپنا اعجاز دکھا کیون ندیا

کیون نہ مجرم کیا محشر مین مجھے — جرم الفت کا لگا کیون ندیا

اے خدا اسکو بنایا جو پری — مجکو دیوانہ بنا کیون ندیا

٢٩ کیون نکیرین سے چھپے انجم
نام اس بت کا بتا کیون ندیا ١١

دردِ دل بار بار کیا کہنا — آپ سے حال زار کیا کہنا

خوب گریے کو تو نے ضبط کیا — دیدۂ پردہ دار کیا کہنا

کھینچ لایا اُسے بھی تربت پر — نقش سنگ مزار کیا کہنا

تا دم مرگ انتظار کیا — چشم امیدوار کیا کہنا

کیا ہی نکلا ہے اُسکے قابو سے — دل بے اختیار کیا کہنا

نقد دل لے لیا تو چھوڑی جان — خوب کھایا اُدھار کیا کہنا

باز رکھا ہمین گناہون سے — خوف روز شمار کیا کہنا

اتنی قدرت پہ ایسا صبر کیا — صاحب ذو الفقار کیا کہنا

ایک عالم کو کردیا بیخود — میرے مست خمار کیا کہنا

او خزان تو بھی ہے غضب چالاک — کیا ہی لوٹی بہار کیا کہنا
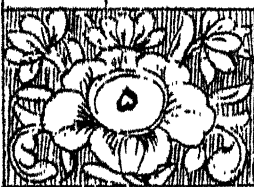
۳۰ — عشق مین نام کر دیا انجم — ارے رسوا و خوار کیا کہنا — ۵
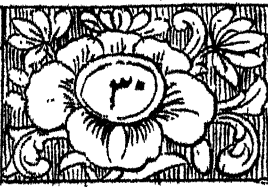
عہد و پیمان کو نہ یون دلسے بھلایا ہوتا — کبھی بھولے سے ادھر بھی نکل آیا ہوتا

حیف زخمون پہ نمک میرے چھڑکا قاتل — دل لگانیکا مزا کچھ تو چکھایا ہوتا

کب سے ہم منتظر دید ہین بیٹھے در پر — اپنا جلوہ کبھی ہمکو بھی دکھایا ہوتا

اے خدا مجھکو محبت جو تو نے دی تھی — تو نے دل بھی مرا پتھر کا بنایا ہوتا

دوستی اُنسے نکرتا اگر اے انجم تو — دشمن جان ترا کیون اپنا پرایا ہوتا

مجھکو دسے لئے ڈبو دیا ہوتا
دین و دنیا سے کھو دیا ہوتا

دل مین سو چٹکیان نہ لیتی تھین
ایک نشتر چبھو دیا ہوتا

تھا اگر دعوئ مسیحائی
درد دل میرا کھو دیا ہوتا

تیرے عاشق کی لاش پر ظالم
ملک الموت رو دیا ہوتا

کوسنا توسہ گالی یا کہ جواب
کچھ تو ہمسکو تون دیا ہوتا
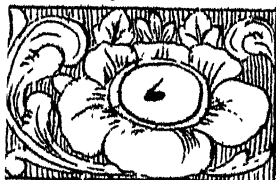
وہ جو تھا بیوفا تو اے انجم
دل کسی اور کو دیا ہوتا
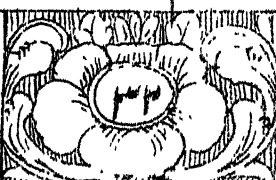
اے دل ناداں یہ تونے کیا کیا
کس ستمگر پر مجھے شیدا کیا

غیر سے الفت جو تھی مد نظر
پھر ہمین کیون آپنے رسوا کیا

جو کیا ہمنے وہ سب کچھ تھا گنا
آپنے جو کچھ کیا اچھا کیا

گرمیان کین غیر سے اسنے وہان
مین یہان انگارون پر لوٹا کیا

جان لے لیتے ہو تم وقت خرام
یہ نیا تمنے چلن پیدا کیا

ہمنے مانا تم مسیحا ہو مگر
کس مریض ہجر کو اچھا کیا
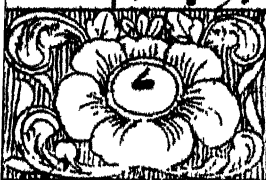
آپ اپنے دل مین منصف ہو ذرا
قول کیا انجم سے تھا اور کیا کیا
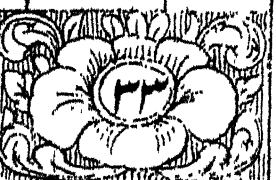
سینے سے اس پری کے دوپٹہ جو ہٹ گیا
بیتاب ہو کے مین بھی گلے سے لپٹ گیا

دیدار یار کا نہوا خاک بھی نصیب
پردہ اٹھاتے تھا کہ مرا دل الٹ گیا

تو ایک بار کوٹھے پہ آیا نہ اور میں
سو بار تیرے کوچے میں آکر پلٹ گیا

اللہ رے شوق وصل کہ مرنیکے بعد بھی
میں خاک بنکے پاؤں سے اسکے لپٹ گیا

دیکھی جو یار کے دُرِ دندان کی آب و تاب
[illegible] نظر میں ہیچ تھا مول گھٹ گیا

ممکن نہیں مزاج رہے ایک حال پر
یہ طرز ہے کہ بات کہی اور پلٹ گیا
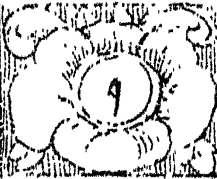
۳۴
ہان تکتکی لگی رہی وہ ہی سے آسمان
روزن سے جھانک کے وہ یار ہٹ گیا
۹
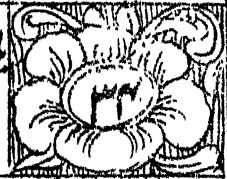
خط نکل آیا ہے گردِ رخ انور کیسا
کلک تقدیر نے لکھا ہے یہ دفتر کیسا

تم تو کہتے ہو نہیں بولتے ہم جھوٹ کبھی
لیکے دل پھر یہ مکرنا مرے دلبر کیسا

جبکہ ملنا ہی نہیں یار سے منظور تجھے
پھر یہ رہ رہ کے تڑپنا دل مضطر کیسا

طوق گردن میں پڑا پاؤں میں زنجیر گران
میری وحشت نے پنہایا ہے یہ زیور کیسا

ہے اگر شکل دکھانا تمھیں منظور نظر
اے مری جان یہ پھر وعدۂ محشر کیسا

میں تو کشتہ ہوں تری ناز و ادا کا قاتل
تیغ کہتے ہیں کسے ہوتا ہے خنجر کیسا

خونِ دل فرقتِ ساقی میں پیا میں نے مدام
مے کہاں جام کہاں شیشہ و ساغر کیسا

شوق نظارہ لیے پھرتا ہے کوچے میں ترے
مل گیا اس دلِ گم گشتہ کو رہبر کیسا
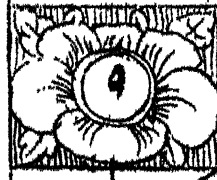
۳۵
جبکہ امید ہے بخشش کی خدا سے انجم
پھر تجھے دغدغۂ پرسش محشر کیسا
۹
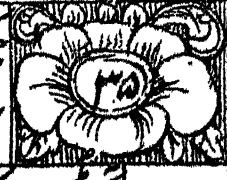
آنکھ اٹھا کر جدھر جدھر دیکھا
تجھکو اے یار جلوہ گر دیکھا

اپنے بسمل کو تو نے اے قاتل
مرتے دم بھی نہ اک نظر دیکھا

سجدۂ شکر حق بجا لائے
جبکہ اس بت کا سنگ در دیکھا

نہ پسیجا کبھی بتون کا دل
تجکو اے آہ بے اثر دیکھا

وہ نہ راضی ہوے کسی صورت
جو نہ کرنا تھا وہ بھی کر دیکھا

داغ دل کے سوا نہ کچھ پایا
نخل الفت مین یہ ثمر دیکھا

دل پہ برچھی سی لگ گئی آکر
کسنے روزن سے جھانک کر دیکھا

دل صد چاک اپنا یاد آیا
چاک جیب و دامن سحر دیکھا

۳۶ — ۷
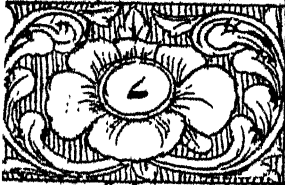
تیری فرقت مین ہمنے انجم کو
صورت سایہ دربدر دیکھا
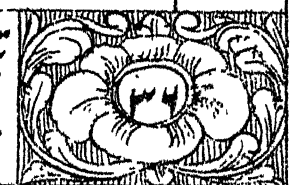
ہوا ہے ہمکو تو اے جان اب یہ ڈر پیدا
کہ دل کے دینے مین ہوتے نہ کچھ ضرر پیدا

اگر فراق کا یارا نہ تھا تو اے اللہ
نہوتے سینے مین میرے دل و جگر پیدا

وہ دل کو ہاتھو نسے تھامے ہوے چلے آئین
الٰہی آہ مین اتنا تو ہو اثر پیدا

عدم کو جائینگے گھل گھل کے سوچنے والے
نہوگی حشر تلک بندش کمر پیدا

ریاض دہر مین نکلی نہ آرزو دل کی
ہوا نہ نخل تمنا مین کچھ ثمر پیدا

بہایا کرتی ہے ناحق بھی رات دن آنسو
یہ روگ کیسا ہوا آنکھین چشم تر پیدا
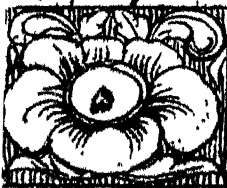
۳۷ — ۵

تڑپ تڑپ ہی کے تم جان دوگے اے انجم
اثر نہ آہ مین کچھ ہوگا عمر بھر پیدا

گر گھڑی بھر کو کبھی درد جگر کم ہو گیا
غم یہ غم ہے کہ جاری دیدۂ نم ہو گیا

رات دن رہتا ہے یہ ناآگہاں شور و شین
اس دل وحشی کے ہاتھوں ناک میں دم ہو گیا

کہتے جاتے ہیں دل وحشی برا ہے اضطراب
قہر ہوگا گر مزاج یار برہم ہو گیا

موت سے بدتر ہے جینا فرقت دلدار میں
حق میں گویا خضر کے آب بقا سم ہو گیا

۳۸
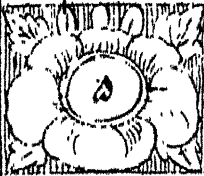
جان و دل دینے میں اے انجم نہیں تجھکو دریغ
تو بھی اپنے وقت کا گویا کہ حاتم ہو گیا

۵
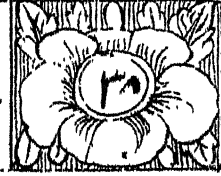
بحر الفت کا نہیں دل کو کنارا ملتا
ڈوبتے کو نہیں تنکے کا سہارا ملتا

گلشن دل کو مرے وقف خزاں کسنے کیا
کوئی کانٹا بھی نہیں اوچمن آرا ملتا

پوچھ لیتا سبب قتل میں اُس قاتل سے
بات کرنے کا دم ذبح جو یارا ملتا

دیکھے انداز تو سے ملنے کا کوئی قاتل کے
کبھی ملتا بھی ستے ظالم تو قضا را ملتا

۳۹
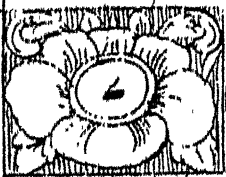
دل تو کیا جان بھی دیدیتے ہم اُسکو انجم
گر ذرا بھی ہمیں اُس بت کا اشارا ملتا

۷

کیا چمن جنکے ٹکڑے ٹکڑے اک اک اُستخواں میرا
نہ رکھا نام کو باقی ستمگر نے نشاں میرا
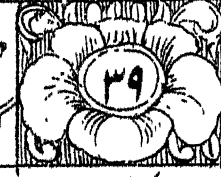
خزاں رخصت ہوئی پھر آمد فصل بہاری ہے
گریباں خود بخود ہونے لگا ہے دھجیاں میرا

سوال وصل اُس جلاد سے کرتا ہوں مرتے
گلا کٹوائیگی اک روز یہ بیسری زباں میرا

جہنم اور بھی دشمن نہیں صاحب خلق کرتے
اگر تھا آپ کو منظور لینا امتحاں میرا

زمانے میں ہر اک شے جلکے ہو جاتی ہے خاکستر
یہاں بالکل کلیجہ ہو گیا جلکر دھواں میرا

پس دیوار اُسکی جا کے نالے کر نہیں سکتا
گلا گھونٹا کریگی کب تک او ضبط فغان میرا
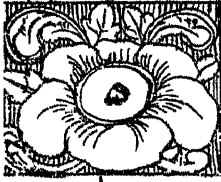
(۴۰)
کرو شکر خدا ہونے لگی مشق ستم انجم
کہ پھر ہوتا چلا ہے مہربان نا مہربان میرا

جو نہ آتا وہ یار کیا ہوتا
او دل بیقرار کیا ہوتا

چلو اچھا ہوا کیا برباد
میرا مشت غبار کیا ہوتا
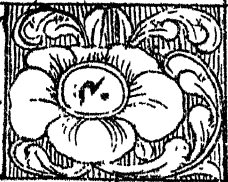
تیرے وعدے پہ میں جو مر مٹتا
ارے غفلت شعار کیا ہوتا

ہاتھ دھو بیٹھتے ہم آنکھوں سے
اور اسے انتظار کیا ہوتا

(۴۱)
دل پہ قابو نہیں جب اے انجم
یار پر اختیار کیا ہوتا
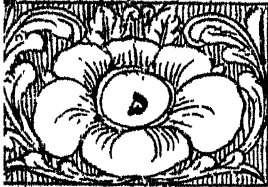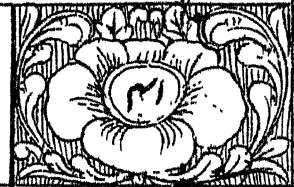
دوست اپنا نہ یار ہے اپنا
وہی پروردگار ہے اپنا

نہیں تیری خطا ستم ایجاد
دل ہی کچھ بیقرار ہے اپنا

ناامیدی امید ہے اپنی
بیدیاری دیار ہے اپنا

پھونکے دیتی ہے سوزش غم عشق
گھر بھی دارالبوار ہے اپنا
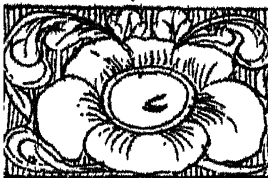
(۴۲)
ہم غلام علی ہیں اے انجم
بس یہی افتخار ہے اپنا

سولی پہ خیال قد دلدار نے کھینچا
کانٹو نپہ ہمیں سبزۂ رخسار نے کھینچا
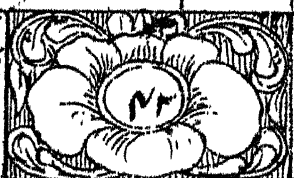
ہوتی ہی نہیں صبح کسی طور الٰہی
کیا طول قیامت کا شب تار نے کھینچا

تھا میں تو رضامند گناہوں کی سزا پر
کیا تھا قلم عفو جو سرکار نے کھینچا

دل بھی مرے پہلو سے تڑپ کر نکل آیا
سینے سے جو ہیں تیر ستمگار نے کھینچا

موجود تھے وہ سامنے میرے دم آخر
آنکھوں ہی سے دم لذت [illegible] نے کھینچا

پھندا وہ گلے کا ہوا صیاد کے ڈر سے
نالہ جو کوئی مرغ گرفتار نے کھینچا

۴۳

اسد رجہ مرے نام سے نفرت ہوئی انجم
اب ہاتھ عداوت سے بھی اغیار نے کھینچا

ے

اٹھ کے پہلو سے مرے آپکو جانا کیا تھا
میرے اس دکھتے ہوئے دلکو دکھانا کیا تھا

ابھی آئے ابھی کہنے لگے لو جاتے ہیں
آگ لینے کو جو آئے تھے تو آنا کیا تھا

سچ کہو یاد بھی ہیں کچھ تمھیں اگلی باتیں
کیوں جی کیسے تھے وہ دن اور وہ زمانا کیا تھا

اے جنوں تھی مری ایذا نہ اگر تجھکو پسند
پھر مری راہ میں کانٹوں کا بچھانا کیا تھا

کہ تو او شوخ جفا جو تجھے ڈر تھا کسکا
دل چرایا تھا تو پھر آنکھ چرانا کیا تھا

مجھسے کاوش جو نہ تھی اے نگہ یار تجھے
درد بن بن کے مرے دلمیں سمانا کیا تھا

۴۴

یہ تو ہے آپ ہی کی عقل کی خوبی انجم
جس سے واقف نہ تھے دل اسسے لگانا کیا تھا

ے

عرش اعلیٰ پہ ہے دماغ اپنا
کیوں نہو خلد خانہ باغ اپنا

اشک حسرت شراب گلگوں ہے
چشم خوں بار ہے ایاغ اپنا

کون دلسوز کون ہے غمخوار
کسکو دکھلائیں دل کا داغ اپنا

اُف نگر عشق شمع رویان مین
کیون بجھاتا ہے خود چراغ اپنا
عشق کی بحث دور کر ناصح
کون خالی کرے دماغ اپنا
گر نہین عظمتِ شہی نہ سہی
جدّا سے علے تو ہے بداغ اپنا

۴۵
شمع رویون پہ مرتے انجم
گل کیا ہمنے خود چراغ اپنا

۶

سینے سے لپٹے مرے وہ دیکھکر کالی گھٹا
یاخدا برسون رہے ساونکی رت والی گھٹا
اسقدر کیون روز محشر کو کیا تونے دراز
یاالٰہی کیون شب فرقت مری ڈالی گھٹا
دیکھکر دیوانے تیرے آنہ جائین جوش مین
مستیان کرتی ہوئی اُٹھی ہے متوالی گھٹا
خاک مین ملجائیگا حسن دوبالا چاندکا
قدر دیوگی تمھارے کانکی بالی گھٹا
سبزہ صحرا ہے خط اور حسن ہے دریا ترا
پان کی لالی شفق ہے اور مسی کالی گھٹا

۴۶
مینھ برستے مین بھلا کیا آئیگا انجم وہ یار
حسرتون کی کیون مری کرتی ہے پامالی گھٹا

۹

کبھی آکے میرے مزار پر کوئی پھول بھی نہ چڑھا دیا
تری اس حیا نے تو غنچہ لب مجھے خاک ہی مین ملا دیا
کبھی آہ سرد تھی دم بدم کبھی انکھڑیون کا لگا کے دم
ترے انتظار نے اے صنم یہ کرشمہ مجکو دکھا دیا
یہی میرے دلمین ہے آرزو یہی داغ ہے بت ماہرو
کبھی قبر پر بھی نہ آیا تو مجھے ایسا دل سے بھلا دیا
کبھی آگے تھا نہ یہ بانکپن کبھی ایسے تھے نہ ترے چلن
بھلا کچھ تو کہ یہ فریب فن تجھے یار کسنے سکھا دیا
ترے انتظار مین اے پری دم مرگ آنکھین رہین کھلی
مجھے کشتہ حسرت دید کا مری آرزو نے بنا دیا

جو یہ روز حشر وہ پوچھیگا تو مین یہ کہونگا کہ اے خدا
مرے لکی ساری یہ ہے خطا کہ بتون کا بندہ بنا دیا

مین بھٹکتا پھرتا ہون جا بجا نہین آہ ملتا ہے کچھ پتا
مجھے اپنے گھر کا بھی راستہ رہجان تمنے بتا دیا

کبھی صاف آیا نہ وہ نظر مری آنکھون ہی مین ہا مگر
مرے یار نے اسی طور پر مجھے جلوہ اپنا دکھا دیا

۴۷ — ۵

جو نکلتا ہے وہ دل سے لب پہ ہے انجم اسکا یہی سبب
کہ فراق یار کی آگ نے ہر اک استخوان کو جلا دیا

یہ نہین وصل کی تدبیر نے پلٹا کھایا
ہمنشینون مری تقدیر نے پلٹا کھایا

دوست کیسا کہ ہوا دشمن جانی وہ یار
ہاے کیا آہ کی تاثیر نے پلٹا کھایا

کیا کہون سانپ سا اک لوٹ گیا دلپہ مرے
جب تری زلف گرہ گیر نے پلٹا کھایا

صید کرنیکا مرے قصد تھا خود صید ہوا
کیا ہی اے ترک ترے تیر نے پلٹا کھایا

۴۸ — ۱۱

بزم اغیار سے وہ اٹھکے مرے پاس آئے
آسمان خواب کی تعبیر نے پلٹا کھایا

صبر کو ہاتھون سے بسمل کیون دیا
دم تہ شمشیر قاتل کیون دیا

دلپہ قابو ہی نہ دینا تھا اگر
تونے اے خالق مجھے دل کیون دیا

تم ستم کرتے نہین گر تل کی اوٹ
زیر ابرو تمنے پھر تل کیون دیا

چاہنے والا اگر سمجھا مجھے
رنج تونے راحت دل کیون دیا

موت لکھ دی تھی جو قسمت مین مری
تونے وقفہ تا بمنزل کیون دیا

خار گندا خار گل کے پاس کیون
دم تڑپ کر اے عنادل کیون دیا

تجکو پرواہی نہین پروانے کی / تو نے آنسو شمع محفل کیون دیا

اے جنون دیوانہ رہ ہووے بست / مجکو یہ شوق سلاسل کیون دیا

پھول کسکے ہین چمن مین باغبان / تو نے آنکھو نسے بہا دل کیون دیا

یار رایا یار دلداری خوش ست / رنج اے زہرہ شمائل کیون دیا

۲۹ دیدیا سب دل تو انجم کیا ملال / اور اگر دینا تھا مشکل کیون دیا ۱۱

نہین اچھا دکھانا دل کسی کا / کہا بھی مان او قاتل کسیکا

تڑپتا ہے جو سینے مین دل زار / ہوا ثابت کہ ہے بسمل کسیکا

رلائے گا تجھے او شمع محفل / جلانا یون سر محفل کسیکا

تجھکو بھی ہے دعوائے خدائی / ترا بندہ نہین قائل کسیکا

سرک جاتے ہین اک جھلکی دکھاکر / کہ رہ جائے پھڑک کر دل کسیکا

جو دل اٹھا تو سارا کھل گیا حال / یہی تھا پردہ محمل کسیکا

لگا کر تیغ اب کیا سوچتا ہے / لگا دے نام او قاتل کسیکا

سواد دل پہ ہے دھبہ لگاتا / وہ کاجل سے بنا تل کسیکا

قطعہ

الٰہی خیر ہو پھر یاد آیا / وہ آجانا کسی پر دل کسیکا

وہ رو دینا کسی کا سر جھکا کر / وہ جھنجھلانا سر محفل کسیکا

۵۰ ۹
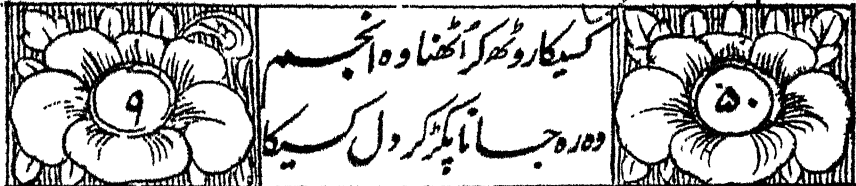
کسیکا روٹھ کر اٹھنا وہ انجم
وہ رہ جانا پکڑ کر دل کسیکا

یون تو کہنے کو کیا نہین ہوتا
پر کبھی بت خدا نہین ہوتا

ہجر مین جو کہ ملتی ہے لذت
وصل مین وہ مزا نہین ہوتا

چاہتے ہین کہ دل کا حال کہین
پر زبان سے ادا نہین ہوتا

حال فرقت بیان کرون کیونکر
لب سے لب آشنا نہین ہوتا

کب قیامت یہان نہین آتی
کب ترا تذکرا نہین ہوتا

کالے کوسون ہے کوچۂ دلدار
خضر بھی رہنما نہین ہوتا

باوفا کسطرح کہین تمکو
کوئی وعدہ وفا نہین ہوتا

یہ بھی اپنا نصیب ہے ورنہ
درد تو لادوا نہین ہوتا

۵۱ ۵

مر مٹا تیرے نام پر انجم
پر ترا خاکپا نہین ہوتا

دسترس نالۂ پر شور جو پایا کرتا
آسمان پھاڑ کے تھگلی یہ لگایا کرتا

عشق کی راہ سے افسوس کہ واقف ہی نہین
ورنہ مین خضر کو بھی راہ بتایا کرتا

سرد کر دیتی جو نا اونکو نہ اشکون کی جھڑی
دونون عالم مین یہ اک آگ لگایا کرتا

سیر گلزار کو وہ گل اگر آیا کرتا
بوی گل سنکے پتے دید مین جایا کرتا

کسطرح اس سے بھلا بار وفا کا اٹھتا
آسمان ناز جو تیرے نہ اٹھایا کرتا

خون مرا قاتل کا دامنگیر ہو کر رہگیا
خود بخود محضر مرا تحریر ہو کر رہگیا

وہ گل خوبی جو آیا سیر گلشن کے لیے
یک بیک مین بلبل تصویر ہو کر رہگیا

مجھسے وہ تیوری چڑھا کر بولے دشمن خوش ہوے
وہ ہنسے غیرونسے مین دلگیر ہو کر رہ گیا

اُنکے دل سے اپنی گستاخی مٹا سکتا نہین
ہاتھ کا لکھا خط تقدیر ہو کر رہ گیا

۵۲ ۵

خود چلا جاتا ترے کوچے سے انجم کیا کرے
عشق گیسو پاؤن کی زنجیر ہو کر رہگیا

وفور الفت مین ان تونکو بیان کرین کیا کہ کیا جانا
اگر بری خبر کی خدا نے کہ ہمنے اپنا خدا نہ جانا

ستم کو تیرے ستم نہ سمجھے جفا کو تیری جفا نہ جانا
مگر یہ افسوس ہے کہ تونے کبھی ہمین باوفا نہ جانا

تمھاری بے اعتنائیون کا گلہ نہین ہے نہ کوئی شکوہ
تمھاری صاحب خطا نہین کچھ ہمین نے دل کو دغا نہ جانا

تڑپ کے دی جان اُسنے آخر یہ تو نے اُسکی لی خبر کچھ
مریض فرقت کو مار ڈالا مگر مسیحا جِلا نہ جانا

۵۳ ۶

تجھے بھی لازم ہے کچھ ترحم کہ دل سے عاشق ہے تیرا انجم
ستم ہزارون سہے ہمیشہ مگر تجھے بیوفا نہ جانا

پھیرا اسکے گلے پر بارہا لیکن نہ اسپر بھی کٹا
خنجر کو اپنے سنگدل تو سان یا پتھر چٹا

بوسہ تو لینے کو لیا پر خوف رنجش ہی رہا
خون عاشق ناشاد کا تل تل بڑھا تل تل گھٹا

آزردہ کیون ہے تو بھلا بتلا تو کچھ بہر خدا
کی مین نے تیری کیا خطا کیون مجھسے تیرا دل ہٹا

وحشت کا میری بخیہ گر تجھ سے نہو گا چارہ کچھ
تونے گریبان کل سیا یان آج پھر دامن پھٹا

فکر کمر کو چھوڑ کر فکر دہن کرنے لگا
انجم مرا ذہن رسا اب دوسری جانب ہٹا

دیکھا نقاب ابر کو جھٹ پٹ ہٹا کر ناز نے | سر سے جو کل اُس شوخ نے اوڑھا دوپٹا الٹ دیا
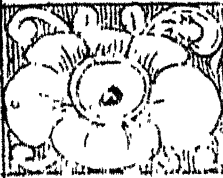
(۵۵)
روئے صبیح یار پر بکھری ہے یوں زلف سیہ
جسطرح انجم چاند پر چھا جاتی ہے کالی گھٹا
(۵)
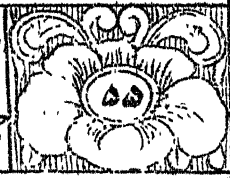
اگر بالفرض برسا ابر تر دو تین دن برسا | مگر کیا جوش ہوئیگا ہمارے دیدۂ تر سا
اگر فرقت میں تیری اے پری دل کھولکر رو دوں | رواں ہو جائیگا آنکھوں سے بہی اک سمندر سا
نہیں کچھ بات کرنیکا تجھے ناصح وقوف اصلا | یہ کی ہے بات گویا کھینچ مارا تو نے پتھر سا
نہ آوارہ پھرو تم کو بکو دل میں رہو اگر | نہ ممکن ہو گا دنیا میں کوئی بھی تمکو اس گھر سا
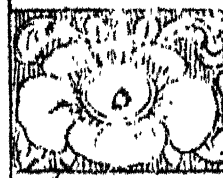
(۵۶)
خوشی سے اُس کے فرہاد آنکھوں پر قدم لیوین
اگر ملجائے کوئی آسمان سا بادیہ فرسا
(۵)
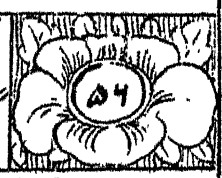
قریب میں ان بتوں کے اگر رہا نہ دنیا کا میں نہ دین کا | برا ہوا اس عشق کا الٰہی رکھا نہ اس نے مجھے کہیں کا
جو امتحان تو نے دلمیں ٹھانا کہاں ہے دنیا کا پھر ٹھکانا | الٹ پلٹ کر دے زمانہ الٹا تیرا یہ آستین کا
ہے جانبر تجھی سی سخت مشکل چڑھائیگا سولی تجکو قاتل | چھپیگا زلفوں میں کیونکر اے دل کہ شانہ جاسوس ہے کمین کا
ستانا بیکار ہمکو ہمدم نہ چھوڑینگے مرتے دم تلک ہم | عزیز جان کیوں نہ ہو ترا غم کہ ہمنشیں ہے دل حزین کا

(۵۷)
پھر ایا اس بت کے آستان کو مٹایا کیا مرے نشان کو
حسد ہے انجم یہ آسمان کو ہوا میں پیوند کیوں زمین کا
(۲۵)

نہیں بھاتا اسے کوئی ہزاروں پر جو مائل تھا | یہی تھیں آرزوئیں کیا خدایا کیا یہی دل تھا
تری قدرت کے صدقے تو نے کیا پوری تمنا کی | ہوا ہے زیب آپ وہ جو لگے زیب محفل تھا

نہ پوچھو حال کچھ آوارہ و سرگشتہ کا اپنے
قیامت کا سفر بھی اسکے آگے پہلی منزل تھا

نہین گر بیقراری دلکی صاحب ستمگر لذتی
تو کیون تسکین کی تمنا گر تسکین کے قابل تھا

وہ اگلی صحبتین یاد شب بخیر اب یاد آتی ہین
کوئی زہرہ جبین تھا اور کوئی زہرہ شمائل تھا

گئے مقتل کو کیون تم اور گر دیکھا تو کیا دیکھا
دلا اتنا تو بتلا کوئی ہم سا بھی بسمل تھا

سمندر کو جو شہرت دی نہین معلوم کیا باعث
مرے اشکون کا دریا بھی تو بے پایان ساحل تھا

تصور نے ترے لاکھون نکالین جستجو دل کی
تری فرقت مین لیکن کب مراد وصلت کا حاصل تھا

نہین کچھ موسی عمران سے کم عاشق ترا اے بت
کہ بن دیکھے تری صورت ترا تو یون ہی مائل تھا

رہا نظرون مین تیری گرچہ یہ نظر دے بھی تیری
سویدا ہے دل عاشق ترے رخسار کا تل تھا

خطا میری نہین کچھ کفر کا اطلاق کیون مجھ پر
دکھا دیتے اگر قامت قیامت کا بھی قائل تھا

سنایا تھا تمھین منصف سمجھکر حال دل اپنا
مذمت تمنے کی ہوتی نہ گر تحسین کے قابل تھا

نہ چھوڑا مرکے بھی دامن اگر وہ بندہ فتنے تیرے
غبار آسا ترے ہمراہ یہ منزل بہ منزل تھا

مجھے سب تو نا ہے جلاد عالم بیقراری پر
شکیبائی کا مین دعوی اگر کرتا تو باطل تھا

یکایک آ گیا کیون بن بلائے وہ مرے گھر مین
مرا آرام جان بھی یا الہی کیا مراد دل تھا

ہوا ثابت کہ ہم مجنون تجھی پر جان دیتے ہین
جہان نالہ کنان ہم تھے وہین شمع رعنا دل تھا

نہ دیکھا موت کا مارا ہوا محشر مین بھی ہمنے
کوئی تھا کشتہ ابرو کوئی مژگان کا گھائل تھا

کیا کیون ذبح بسم اللہ کہکر تمنے او قاتل
کہ مشتق لفظ بسم اللہ سے خود تیرا بسمل تھا

تری رحمت کے بارے مین تجاہل عارفانہ ہے
کیا جہل مرکب جب تو مین کسطرح جاہل تھا

خداوندا اسیکو کردیا خود رفتہ کیون تونے
بتون کی نذر کے قابل اگر تھا تو یہی دل تھا

نہ مرتے دم بھی صاحب میرا حال دل سنا تمنے
زبان کیون بند کی میری مین کیا کچھ تمسے سائل تھا

اٹھائین سختیان سی سختیان کیون جان دیدیکر
ترے سینے مین انجم دوسرا دل کیا نہ دل تھا

نہ کیونکر رحم آتا تجکو انجم پر کراے داور
گنہگار و نہین تھا لیکن تری رحمت کا قائل تھا

ہمارا دل تو ہے وابستۂ گیسوے محبوبان
وہ دیوانہ تھا انجم جو کہ پابند سلاسل تھا

۵۸
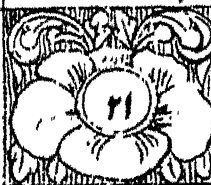
چھپایا مدعاے دل جو تم نے کیا ہوا انجم
زبان کا کھولنا آگے تو نکے کوئی مشکل تھا

۲۱
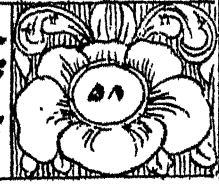
ہے زیر ابر حسن عجب ماہتاب کا
کونہ اُلٹ کے دیکھ لو تم بھی نقاب کا

بیجرم و بیقصور یہ باعث عتاب کا
آخر حضور مجھسے سبب اجتناب کا

بے خان و مان ہوا تو ہوئی اُنکے دلمین جا
ممنون مین تو ہون دل خانہ خراب کا

سینے کو چاک کر کے مرے دلکو دیکھلے
مجھسے سبب نہ پوچھ مرے اضطراب کا

منھ دھوکے رات بھر کا تو غصہ اُتار لے
حاضر فلک ہے طشت لیے آفتاب کا

پردہ اُلٹ کے تونے تو دل ہی اُلٹ دیا
قائل ہے آسمان بھی ترے انقلاب کا

کیا کوئی نازکی ترے لب کی بیان کرے
ہم نے تو عطر کھینچ لیا ہے گلاب کا

رندونکو کچھ فضیلت عشق بتان سنا
زاہد کوئی تو کام کیا کر ثواب کا

اُس ماہ وش سے میرے مقابل نہو سکا
دو روز مین اُتر گیا منھ ماہتاب کا

او بت تپش تو کرتا ہے یہ لن ترانیان
کیا منھ جواب دے جو مرے لاجواب کا

واعظ سے پوچھ کے نوح کا قصہ بیان کر / افسانہ یہ بھی ہے کسی چشم پر آب کا

تم تو ہو پاس پھر ہے یہ دل بیقرار کیون / کھلتا نہین ہے مجھپہ سبب اضطراب کا

ساقی وہان تو ہے در توبہ کھلا ہوا / تو نے ابھی سے حکم دیا سدّ باب کا

کیون مجھسے پوچھتے ہو کٹی زیست کسطرح / پابند مین نہین ہون حساب و کتاب کا

کیونکر جمال رخ سے ہم آغوش ہو نگاہ / تم تو اُلٹتے ہی نہین پردہ حجاب کا

آفت نہ ڈھاے خندۂ دندان نما ترا / کھلتا چلا ہے پھول چمن مین گلاب کا

یوسف کا قصہ کہتی ہے جسکو تمام خلق / چھوٹا سا تذکرہ ہے تمھارے شباب کا

سلجھا کے اپنی اُلجھی ہوئی کاکلونکو دیکھ / کھلجاے تجھپہ حال مرے اضطراب کا

قرآن تلک مین قصہ یوسف نے پائی جا / قائل ہون مین تو عشق فضیلت مآب کا

پابوسیونکی باد صبا کو ہے آرزو / او شہسوار کھول دے تسمہ رکاب کا
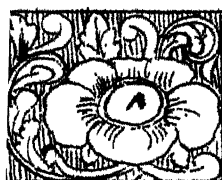
کیونکر نہووے بڑھ کے سلیمان سے مرتبہ / انجم گدا ہون مین تو در بوتراب کا

تری فرقت مین اِن دیدون نے وہ طوفان کیا برپا / جگر اور دل کا اے پیارے نہین لگتا ہے تھل بیڑا

نہ ہنسکر غیر سے دلکو ہمارے گدگدانا تھا / غضب ہو جائیگا ظالم یہ کیون دیوانیکو چھیڑا

نہ چھوٹا کوئی پھنسکر جیتے جی دام محبت سے / ترے گیسو نہین کافر قیامت کا ہے بکھیڑا

غضب ڈھایا یہ گھونگر والی لٹیان کیون بنا آئے / پھنسانیکو مرے ناحق نکالا اور اُلجھیڑا

چلا تھا کشتہ تیری سرد مہری کا گھبرا کر / وہین دروازہ مالک نے جہنم کا ہر اک بھیڑا

بچے دل کسطرح تیری نگاہ و چشم و ابرو سے
کہین چور نگی سے ہے بستی سپاہی کا کہین پڑا

بیان احوال الفت کر دیا تو نے قلیون سے
ارے او آسمان یہ بھڑ کا چھتہ تو نے کیون چھیڑا

۶۰ ۹

بہاتے آنسوؤن سے ہین دل سوزان جو اپنا ہم
مراد آتی ہمی سا ہے انجم جو چھیڑا خنجر کا پیڑا

تمہین مطلوب ہے ہمکو طالب دیدار ہونا تھا
بس اتنی بات پر اس حشر کا طومار ہونا تھا

الٰہی کچھ تو ہوتی پردہ داری جوش وحشت کی
ہر اک زخم جگر کو میرے دامن دار ہونا تھا

مری قسمت مین لکھدی تھی اگر سرگشتگی تو نے
تو اے خالق مقدر بھی نگاہ یار ہونا تھا

محبت تجھسے او ظالم نکرتا مین تو کیا کرتا
مقدر مین تو رسوا و ذلیل و خوار ہونا تھا

جفا مین جو مزا پایا وفا مین وہ کہان لذت
مری قسمت سے دلبر تجکو دل آزار ہونا تھا

نہوتے ناز مین گر تم اٹھاتے ناز ہم کیونکر
تمہارے عشق مین ہمکو نحیف و زار ہونا تھا

وہی تو خون ہے جو اپنی آنکھون سے بہا برسون
ہمارے قتل سے انکو خجل بیکار ہونا تھا

وہ منظور نظر ہر وقت ہتا اپنی آنکھون مین
بجاے روزن در دیدۂ بیدار ہونا تھا

۶۱ ۵

مین اب سمجھا بکھیڑا حشر کا تھا اس لیے انجم
کہ طشت از بام تیرے عشق کا اظہار ہونا تھا

غم ہجر تیرا ایجان جو نہ غمگسار ہوتا
تو عجب طرح کا صدمہ پئے جان زار ہوتا

مین ہزار بار جا کر اسے درد دل سناتا
مرے یار بدگمان کو اگر اعتبار ہوتا

کہون کس سے حال کیا ہے کہون کیا ملال کیا ہے
نہ وہ دل مراد کھاتے نہ مین اشکبار ہوتا

کہ

مین وہ رہرو وفا ہون جو نہ میرے پانوٗن ٹوٹتا | توکبھی نہ خار صحرا لیے تجھے افتخار ہوتا

۶۲

نہین کچھ خطا کیسکی ہے قصور تیرا انجم
نہ تو چاہتا کسیکو نہ ذلیل و خوار ہوتا

۵

خدا حافظ ہے تیرے اِن لگاوٹکے اشارونکا
ذرا تربہ کوئی دیکھے شہیدون کے مزارونکا
لب جان بخش سے اپنے ذرا ہان کہکے دیکھو تو
دماغ عیسی دوران چہارم آسمان پہ ہے

ہوے دو ایک جانبر اور دم نکلا ہزارون کا
چڑھاتے ہین وہ ایک اک پھول اپنے باسی ہارونکا
اگر ہو امتحان منظور اپنے جان نثارون کا
لبو پہر دیکھکر دم وصل کے امیدوارون کا

۶۳

پکارین لامان دلکو فرشتے تھام کر انجم
پہونچ جائے اگر نالہ فلک تک بیقرارون کا

۷

کیا حسد دل آماج گاہ کا کیسا
بڑھی ہوئی ہے غضب سے کہین تری رحمت
جب اک جہان سے در گذرین تب ہان پہونچین
ترے لیے جو نہین سہے وفا کی پابندی
لڑائی کی جو نہین تمنے ٹھان لی دلبر
جو آپکو نہین منظور دل وہی صاحب

ہدف بنا ہے فلک تیر آہ کا کیسا
معاوضہ مرے جرم و گناہ کا کیسا
یہ پھیر پھار ترے گھر کی راہ کا کیسا
مرے لیے یہ بکھیڑا نباہ کا کیسا
تو پھر ہر اک سے لڑنا نگاہ کا کیسا
تو پوچھنا مرے حال تباہ کا کیسا

ڈبو نہ دے کہین انجم یہ آبرو تیری | مزا پڑا ہے ترے دل کو چاہ کا کیسا

نہ کسی کے عشق مین ہم تھے نہ کسی کے سر پہ جنون تھا | نہ کسی پہ اپنا دل آتا نہ بہار آتی نہ جنون ہوتا

تسلی دلکو دین کیونکر ستمگر کچھ تو کہتا جا
و یا سینے پہ اپنے رکھ لین پتھر کچھ تو کہتا جا

یہ دل سہتے سہتے سبھی کچھ سہے گا
زمانہ مگر تجھکو کیا کچھ کہے گا

پہلو سے مرے اُٹھ کے جو تو میرجان گیا
یہ جان سے لے کہ جان سے مین نیم جان گیا

گیسوے یار ترا زور گھٹا
دیکھ وہ اُٹھی ہے گھنگھور گھٹا

یہ کس موکمر کا خیال آگیا
جو اس شیشۂ دل مین بال آگیا

ابھی ہو پاس تم اور دل ہے بیتاب
خدا جانے کہ ہو وقت سحر کیا

کیا سیدھی نگاہون نے تو بسمل
کریگی دیکھیے ترچھی نظر کیا

گر خدا پوچھیگا کیون انجم کیے تو نے گناہ
صاف کہدونگا کہ رحمت پر تری نازان رہا

دیدۂ نرگس نے اُس گل کے سوا
اور کیا دیکھا جو حیران رہ گیا

نگہ یاس سے جسنے تجھے دیکھا ہوگا
اے صنم اُسکو خدا ہی نظر آیا ہوگا

تھام کر جسنے کلیجہ تمھین دیکھا ہوگا
دلمین کیا جانیے کیا اپنے وہ سمجھا ہوگا

بعد مردن جو مری آنکھون پہ باندھی پٹی
رشک یہ آیا کہ دیدار خدا کا ہوگا

وہ تو دنیا ہی مین کرتا ہے قیامت برپا
کوئی پوچھو تو سہی حشر مین پھر کیا ہوگا

عطر فتنے کا لگاتا ہے وہ مہندی ملکر
آج پھر فتنۂ تازہ کوئی برپا ہوگا

تیرا گھائل نہین جلاد فلک کا قائل
تجھسے بڑھکر کوئی سفاک بھلا کیا ہوگا

نیچی نظرون مین بتاؤ نہ یہ آلے بالے
دل تو کیا ایک زمانہ تہ و بالا ہوگا

جو سر آنکھون پہ اُٹھ آتے ہین وہ ہین ناز ترے
جو کہ اُٹھتا ہی نہین سر وہ ہمارا ہوگا

بے سبب تو نہین یہ نوح کا طوفان آیا
دل کسی تیرے دل افگار کا اُمڈا ہوگا

چشم بد دور ستم جو نظر انداز ہوا
تیر بن کر وہ کلیجے ہی مین پیٹھا ہوگا

مجھسے اب پوچھتے ہین آپ کہ اب کیا ہوگا
وہی ہوگا مری قسمت مین جو لکھا ہوگا

تیرے چھلے کا ہتھیلی پہ جو گل کھایا ہے
حشر کے روز یہ رشک ید بیضا ہوگا

آسمان غرق ہے دریاے محبت مین تو
شعر جو ہوگا ترا عشق مین ڈوبا ہوگا

۶۵

بے سبب تو نہین انجم یہ تمھاری اُلجھن
دل کسی گیسوے پر پیچ مین اُلجھا ہوگا

۱۴

جاتے جاتے لاش کو ٹھکرا گیا
اُٹھتے اُٹھتے اک قیامت ڈھا گیا

ہاے رے الھڑ پنا اُس شوخ کا
مجھکو روتے دیکھکر گھبرا گیا

بے سبب یہ کرب و بیتابی نہین
پھر کسی پر دل ہمارا آ گیا

سر نہین اُٹھتا اُٹھا مین ناز کیا
ناتوانی اب تو جی اُکتا گیا

اپنے جینے سے تنفر کیون ہوا
کس کا انداز تلون بھا گیا

جاتے جاتے لوٹ آئے آپ کیون
لیجیے یان دم مین دم پھر آ گیا

دلکو کیون اتنا لُٹاتا ہے مرے
مفت کا کیا مال ظالم پا گیا

دل نہین پھولون سماتا ہے مرا
کون سا گل پیرہن یاد آ گیا

آج کیون وہ دلکی بیتابی نہین
کچھ تو او جلاد تو سمجھا گیا

دل ہمارا عرش سے کچھ کم نہین
آہ جب کی ہمنے پتھرا گیا

گالیون کی کرگیا بوچھار وہ | اک جھڑی ساونکی سی برسا گیا
مجھکو فقرے باز فرماتے ہین آپ | یہ تو فقرہ آپ ہی پر چھا گیا
آپ اُٹھے مین نے دیدی اپنی جان | یعنے مطلب آپکا مین پا گیا

۶۶ — ۵

اُڑ چلا دل خودبخود کیون آسمان
کس پری رو کا تصور آگیا

وہ نظر سے گو کہ نہان رہا وے اُسکا دل مین خیال تھا
کیا غور ہمنے جو آسمان یہ فراق عین وصال تھا
ہوا مرکے ہمکو یہ تجربہ کہ یہ زندگی کا مآل تھا
جسے عمر خضر ہوئی عطا اُسے اک نفس بھی وبال تھا
نہ ثواب ہی کے لیے جزا نہ پئے گناہ کوئی سزا
تری غفلتون سے یہ کھل گیا کہ تجھے ہمارا خیال تھا
نہ وفا پہ تمسے بجد ہوئے گئے اپنی جان سے اسلیے
ہمین جان دینا تو سہل تھا تمہین قول دینا محال تھا

۶۷ — ۱۱

اگر آگے داور حشر کے وہ مکر بھی جاتے تو ہوتا کیا
ترا درد دل ہی خود آسمان ترے دلکے دُکھنے پہ دال تھا

مجھے محشر مین ہونا ہے گریبانگیر قاتل کا | مرے بازو پہ کوئی باندھ دو ٹکڑہ مرے دل کا
ہولے حسرتِ دیدار نے کیسا غضب ڈھایا | کیا برباد مجنون کو اُڑا کر پردہ محمل کا

ذرا تو چین سے لینے دو عزیزو ن کیون ستاتے ہو
پڑا رہنے دو دم مارے تھکا ماندہ ہون منزل کا

وہ کھینچے تیغ مجھ پر یہ سراسر ہے غلط فہمی
کہان سر مجھ سیہ رو کا کہان احسان قاتل کا

نہ موت آئی نہ عزرائیل پھر قبض روح آئے
الٰہی کسکے قبضے مین ہے قبضہ تیغ قاتل کا

کسی پہلو نکلتا ہی نہین سینے سے یہ ظالم
ترا تیر نظر ارمان بن بیٹھا مرے دل کا

نہ کھینچی تیغ او ظالم مگر دل ٹکڑے کر ڈالا
کیا ارمان کیون پورا نہ اپنے نیم بسمل کا

جبھی جانین نمونہ حشر کا خلقت کو دکھلا دو
اُٹھا دو پردہ اے صاحب گرا دو میم مشکل کا

الٰہی شکر اتنی تو جگہ اُس بت کے دل مین ہے
نکالا مجکو محفل سے بنا کر حوصلہ دل کا

دکھائی دے رہی ہے کیا ہی نیرنگی زمانے کی
یہ کس کا رنگ آفت بن گیا ہے رنگ محفل کا

۶۸
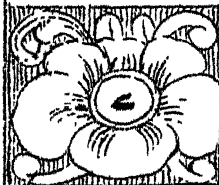
بپا اندھیر ہے دنکو نظر آنے لگے تارے
تصور بندھ گیا انجم یہ کس زہرہ شمائل کا
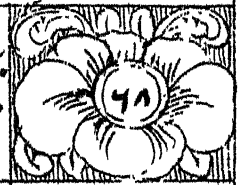
جان دینا بھی محبت مین نہ کچھ کام آیا
اُلٹے ملزم ہوئے الزام پہ الزام آیا

ڈھونڈھتا تھا تری گلیون کو کلیجہ پکڑے
وہ پر ارمان ہون ارم مین بھی نہ آرام آیا

بت پرستی مین بھی اللہ نے حرمت رکھی
مین سوئے دیر بھی باندھے ہوئے احرام آیا

چاندنی کیون نظر آنے لگی دھندلی دھندلی
کون سا ماہ لقا آج لب بام آیا

تو ہی کہہ حشر مین دامن ترا کیونکر تھامون
ہون وہ خود رفتہ کہ دل بھی نہ مجھے تھام آیا

نہ کرم کا ہے سلیقہ نہ ستم کا ہے وقوف
آج تک چرخ کہن کو نہ کوئی کام آیا

۶۹

ہائے رنگینی تقریر پردازی قسمت انجم
ہو گئے ہونٹ جدا وصل کا جب نام آیا

ہاتھ سینے سے جدا ہجر مین اکدم نہوا
رات آخر ہوئی پر درد جگر کم نہوا

نہ بندھا دل مین تصور ترے آنے کا کبھی
میرا پہلو افق نیر اعظم نہوا

آہ سوزان نے سکھائے مرے آنسو ایسے
حیف صد حیف کہ دامان نظر نم نہوا

بات مین یار مسیحائی دکھائی تو نے
زخم دل کا مرے منت کش مرہم نہوا

اُس دل آزار کے جانے پہ تو دے بیٹھا جان
جان کے جانے کا انجم تجھے کچھ غم نہوا

سارے عالم مین نور ہے تیرا
ہر جگہ پر ظہور ہے تیرا

شرق سے غرب قاف سے تا قاف
تذکرہ دور دور ہے تیرا

دل عاشق کو کیون جلاتا ہے
یہ بھی کیا کوہ طور ہے تیرا

مین کہان اور تیرا نام کہان
سب کرم کا وفور ہے تیرا

شب فرقت کو کیون دراز کیا
کیا یہ روز نشور ہے تیرا

اُس ستمگر کا کیا کرین شکوہ
اور ے دل سب قصور ہے تیرا

رحم کر آسمان پہ اے باری
بندۂ پر قصور ہے تیرا

اُسکو کہتے ہین انجم عاصی
نام رب غفور ہے تیرا

جو دیکھا شمع کو دل سوز میرا
جلا ہے رشک سے پروانہ کیا کیا

سوال وصل پر محجوب ہو کر
وہ انکا ناز سے فرمانا کیا کیا

ابھی تو خیر سے ہے پر آگے آگے
دکھائے گا دل دیوانہ کیا کیا

زبان کے بند ہونے نے بچایا
نہین معلوم مین کہتا نہ کیا کیا

ہوا باندھی ہے نالون نے ہمارے
صبا پھرتی ہے بیتابانہ کیا کیا

تصدق تیرے او بیتابیِ دل
سنا اُسنے مرا افسانہ کیا کیا

کشش اُلٹی دکھائی آہ تو نے
کھنچا مجھ سے مرا جانانہ کیا کیا

نکل کر دل سے پکڑی اوٹ تل کی
تصور سے کیا پردانہ کیا کیا

نہ نکلی جان لاکھون ظلم جھیلے
دکھائی ہمت مردانہ کیا کیا

نہین موقوف کچھ محشر پہ صاحب
کروگے تم ابھی رسوانہ کیا کیا

نہ نکلا دم جو فرقت مین تمھاری
مرے دل مین خیال آیا نہ کیا کیا

۷۲ — ۶

نہ پوچھا اُسنے انجم خیر گذری
وگرنہ اُس سے مین کہتا نہ کیا کیا
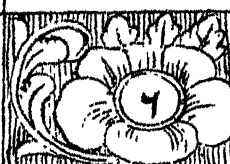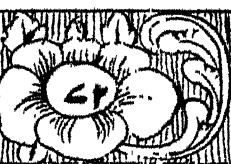
ہمکو تو ہی یہ بتلا دے ہمنے کب اصرار ہی کیا
اچھا یہ بھی ہمنے مانا تجکو پیار ہی کیا

تجکو ظالم آنا تھا تو پھر یہ شرط فرصت کیا
تو نے پردے پردے مین تو یہ انکار ہی کیا

میری چاہت جھوٹی تھی تو پھر یہ شہرت کسنے کی
تمنے اپنے مُنھ سے دیکھو خود اظہار ہی کیا

تم تو میری آنکھون مین ہو تم تو میرے دل مین ہو
تمنے ظاہر کا یہ پردہ تو بیکار ہی کیا

مجھسے چارہ سازی اپنی درد فرقت کی کیا ہو
میرے دل نے تو خود مجھکو ناچار ہی کیا

انجم میرے جذب الفت نے ایسا کیا ناچار
آخر اُسنے میری چاہت کا اقرار ہی کیا

۷۳ — ۹

وہ دل آرام کیون نہین آتا — دل کو آرام کیون نہین آتا

واسطے جسکے مین ہوا بدنام — لب پہ وہ نام کیون نہین آتا

یا الٰہی وہ ترک مے آشام — ہو گئی شام کیون نہین آتا

جور کیسا یہ چرخ نیلی فام — میرا گلفام کیون نہین آتا

مین نے مانا کہ دل نہین ناکام — پھر مرے کام کیون نہین آتا

بک گئے جسکے ہاتھ ہم بے دام — وہ گل اندام کیون نہین آتا

ساقیا سوچتا ہے کیا انجام — شیشہ و جام کیون نہین آتا

ہم لب گور ہو گئے ظالم — تو لب بام کیون نہین آتا
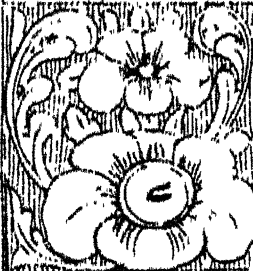
عشق کے باندھتا ہے انجم لام — خوف آلام کیون نہین آتا

ردیف بائے
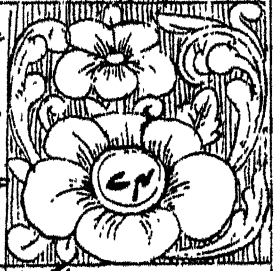
کیون خود بخود دھری نگہ یار کیا سبب — کیون سرنگون ہے ابروے خمدار کیا سبب

قسمت پلٹ گئی کہ نصیبا الٹ گیا — کیون خود بخود دھری نگہ یار کیا سبب

کیا آگیا قریب زمانہ وصال کا — کیون بیقرار ہے یہ دل زار کیا سبب

طاقت کہان سے آگئی اس ناتوان مین آج — دم توڑتا جو ہے دل بیمار کیا سبب

کس سے لڑی نگاہ یہ کیسا عتاب ہے — ہوتے ہین بند روزن دیوار کیا سبب

فرقت کی رات روز قیامت کہین نہو — ہوتی نہین جو صبح شب تار کیا سبب
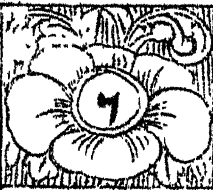
انجم گئے ہم تجھے انکو سنانے کیواسطے
پھر حال دل کیا جو نہ اظہار کیا سبب

تھا دم ذبح جو سینے مین مرا دل بیتاب
ہاتھ رکا رک گیا ایسا ہوا قاتل بیتاب

ہاتھ سے چھوٹ گیا دامن تسلیم و رضا
حیف صد حیف ہوا کیون دل بسمل بیتاب

تاب طاقت جو نہ دیکھی ترے دیوانے مین
نالہ کرنے لگی ہو ہو کے سلاسل بیتاب

ایک سان قاتل و مقتول کو پایا ہمنے
آپ بیفکر ہین اور آپ کا بسمل بیتاب

باغبان کا نہین کھٹکا تجھے کچھ او صیاد
چیخ اٹھینگے اگر ہونگے عنادل بیتاب
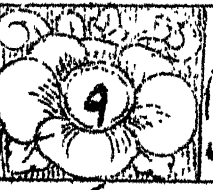
تھام کر دل کو ذرا نالے کرو اے انجم
کہین ہو جائے نہ وہ رونق محفل بیتاب

چین فرقت مین تری ہمکو بھلا آیا کب
تو نے آکر دل بیتاب کو سمجھایا کب

ایک بوسہ جو دیا بھی تو خفا ہو ہو کر
آٹھ آٹھ آنسو نہ تو نے ہمین رلوایا کب

تو نے بے صبر جو سمجھا مجھے باعث کیا ہے
تو ہی بتلا مین تری چاہ سے پچھتایا کب

کونی پابند وفا مجھ سا بھلا ہوئے گا
سیکڑون ظلم اٹھایا کیا گھبرایا کب

لاش پر آیا اگر سیدھی تو حاصل اس سے
تو نے کب آنیکا وعدہ کیا اور آیا کب

کب تمنا مرے دل کی ہوئی پوری کوئی
تجکو تنہا ارے او عربدہ جو پایا کب

چاہ مین اپنی کنوین ہمکو جھکائے کیا کیا
اپنا دیدار ہمین آپ نے دکھلایا کب

[illegible] کٹی رات [illegible] مین
مجھسے نالان نہ [illegible] رہتا مرا ہمسایہ کب

آسمان بھی تھین کچھ رنگ دکھاتا اپنا
تمنے محفل ہی مین اپنی اُسے بلوایا کب

کیون مری بات مین ناحق کوئی بولے کیا خوب
سامنے آپکے منہ کیون کوئی کھولے کیا خوب
گر میان غیب سے کر کرکے ستمگر تو نے
ڈالے عشاق کے سینے مین پھپھولے کیا خوب
زندگی بھر تری فرقت مین کہانتک روئے
اپنی آنکھون سے کوئی ہاتھ ہی دھولے کیا خوب
ہمسے تو کرتے ہو عیاری کی کیا کیا گھاتین
اور سے بنتے ہو رقیبون سے کے بھولے کیا خوب
مجھسے کرتے ہو ہنسی پاس بٹھا کر اُسکو
غیر پہلے ہی مری جان کو رو لے کیا خوب
تم ستاؤ کوئی اُف تک نہ نکالے منہ سے
منہ مین رکھتا ہو زبان اور نہ بولے کیا خوب
ہمسے کہتے ہو کہ تمکو نہین پہچانتے ہم
ایسے تھے مرے ایسے مرے بھولے کیا خوب
ہمسے اور آپ نباہین اجی توبہ توبہ

آپ اور سے ہمسے بناتے ہین بتو لے کیا خوب

۷۸

منع کرتا ہے ہمین عشق بتان سے انجم
دل مین واعظ کے بھی اُٹھتے ہین بلولے کیا خوب

۵

ہمسے ہوگی ترک وفا یہ اور کسیکو سنائین آپ
ہم نہ سنینگے حضرت ناصح لاکھ ہمین سمجھائین آپ

شرم وحیا کے پردے مین کرتے تھے ہمپہ جفائین آپ
آپ کو ہم پہچان گئے منھ آنچل سے نہ چھپائین آپ

زلف کا تیرے انسے کوئی مضمون جو رقم ہو جاتا ہے
فرط خوشی سے لے لیتا ہون ہاتھونکی اپنے بلائین آپ

واہ جی واہ بس دیکھ لیا کیا وضع کی ہے یہی پابندی
کہتے ہسکو ہین شرم وحیا ہم جانے جائین آئین آپ
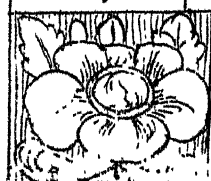
سن چکے حال پرسش محشر وعظ کی انجم حد بھی ہے
یہ تو نہین ہے حکم خدا روز ایک قیامت ڈھائین آپ

۷۹

ردیف تاے فوقانیہ

۷
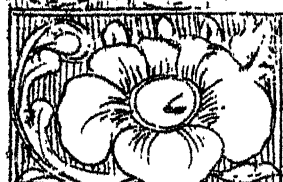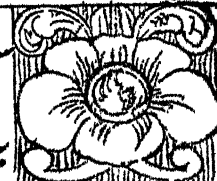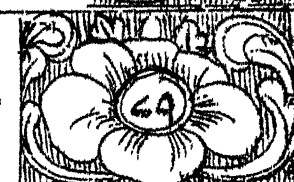
نقد جان دینے کو ہین جمع خریدار بہت
آج کل آپکی ہے گرمی بازار بہت

چاند سورج کی جو شہرت ہے تو ایسے دو ہے
پڑے رہتے ہین تمھارے پس دیوار بہت

خود ہمین دل نہین دیتے ہین کسیکو ورنہ
دل تو کیا جان بھی لینے کو ہین تیار بہت

کون سی بات سے دین دلکو تسلی اپنے
ایک دن بھی نہ تم آئے کیے اقرار بہت

اپنے بیمار کی للہ خبر لے جلدی
بڑھتا جاتا ہے ترے ہجر مین آزار بہت

سچ ہے تم سا ہمین کاہے کو ملیگا کوئی
ہم سے مل جائینگے لیکن تمھین ایار بہت

کسقدر عشق جتایا ہے غزل مین انجم
بات تھوڑی سی ہے اور باندھے ہے طومار بہت

ولا تو چاہے اُس بت سے مدارات
ارے کم بخت چھوٹا منھ بڑی بات

لیتے ہین عبث مجھسے وہ اقرار محبت
چہرے سے عیان ہوتے ہین آثار محبت

کہنے ہی کو ہین آپ مسیحا سے زمانہ
کچھ بھی نہ کیا چارۂ آزار محبت

کیون کہتے نہ تھے ہم کہ یہ شہرہ ہے ہمین تک
اب کیا ہوئی وہ گرمی بازار محبت

اک حشر بپا ہے نہین معلوم خدایا
آثار قیامت ہین کہ آثار محبت

اے رشک مسیحا اگر آنا ہے تو بس آ
دم توڑ رہا ہے ترا بیمار محبت

اے دل تجھے امید رہائی کی ہے ناحق
چھوٹا ہے کبھی کوئی گرفتار محبت

وہ اور سنا سمجھینگے زیادہ تمھین انجم
گر کچھ بھی زبان سے کیا اظہار محبت

دل لبھا لیتی ہے عاشق کا تمھاری بات چیت
بھولی بھولی گفتگو ہے پیاری پیاری بات چیت

اب یہ سب حیلے حوالے وصل کے بیکار ہین
کھائین قسمین ہو چکی بس ختم ساری بات چیت

کیون دم گلگشت تم ساکت ہو کچھ منھ سے کہو
کیا اُڑا لیجائیگی بلبل تمھاری بات چیت

تیر ہین پلکین بھوین خنجر نگاہین برچھیان
مسکرا دینا چھری ہے اور کٹاری بات چیت

ہو چکین غزلین مری جان ٹھمریان بیچ چارگا
تیرے منھ سے پیاری لگتی ہے گنواری بات چیت

باتون ہی باتون مین دل انجم کا تم نے لے لیا
سارے عالم سے انوکھی ہے تمھاری بات چیت

ردیف تاے ہندی

(۸۲) (۲)

بیمار سے تیرے نہین لیجاتی ہے کروٹ
آ آکے صبا اُسکو بدلواتی ہے کروٹ

تو آکے بدلوا دے ذرا پیار سے کروٹ
بدلی نہین جاتی ترے بیمار سے کروٹ

گستاخ اگر مین ہون تو جو چاہو سزا دو
پر چھپ کے رسوؤ نہ گنہگار سے کروٹ

انجم کو جو کوچے مین ترے آتی نہین نیند
سوتا ہے لگا کر تری دیوار سے کروٹ

(۸۳) (۹)

دے ندیتے رقیب دم جھٹ پٹ
کھا گئے آپ کیون قسم جھٹ پٹ

یہی عاشق کے حق مین خیر ہوئی
کھل گئے آپ کے ستم جھٹ پٹ

کہین مضمون وصل بھول نجاؤن
اُسکو نامہ کرون رقم جھٹ پٹ

ابھی وہ اُٹھنے بھی نہین پاتے
یان بھر آتی ہے چشم نم جھٹ پٹ

گر کسی اور کو بلاتے ہین وہ
دوڑے جاتے ہین سُنکے ہم جھٹ پٹ

کوئی کرلو گواہ وعدۂ وصل
بھول جاتے ہو تم صنم جھٹ پٹ

کیا دھرا ہے ترا دہان زاہد
تو جو دوڑا سوے حرم جھٹ پٹ

مل گئی بندش دہان و کمر
لکھدے اے آسمان عدم جھٹ پٹ

بس تھا انجم کو خنجر ابرو
تیغ کیون تمنے کی علم جھٹ پٹ

ردیف تاے مثلثہ

۸۴ — ۶

آفت اپنے سر پہ لاتے ہو عبث
اُنسے انجم دل لگاتے ہو عبث

پھیر پھیر دم نکلتے دیکھ لو
پھر ابھی آ کے جاتے ہو عبث

ہم تو یونہیں کہتے ہیں قاتل نہیں
زیر ابرو تل بناتے ہو عبث

مر رہا ہوں اے خیال یار میں
میری آنکھوں میں سماتے ہو عبث

جب نہیں اُنسے امید دل ہی
انکو درد دل سناتے ہو عبث

رحم کب آتا ہے اُس بے رحم کو
اشک اے انجم بہاتے ہو عبث

ردیف جیم

۸۵ — ۸

ہے التجا جو وصل بتان کی خدا سے آج
شرمندہ ہے اثر بھی ہماری دعا سے آج

حسرت نکل گئی جو دل مبتلا سے آج
مہمان اُٹھ گیا مری مہمان سرا سے آج

جلدی اُسے ہے اور مجھے انتظار یار
بے طرح کا پڑا ہے یہ جھگڑا قضا سے آج

یارب بچائیو دل پُرآرزو مرا
بن ٹھن کے وہ نکلتے ہیں دولت سرا سے آج

کس بے گنہ کا خون بہانے چلا ہے تو
پیدا جو شوخیاں ہیں ترے نقش پا سے آج

ٹکرا کے سر کو چھوڑا ہے دیوار کعبہ سے
فریاد کر رہے ہیں بتو کی خدا سے آج

نازان عبث ہے [illegible] وعدے پہ یار کے ۔ پھر ٹال دیگا دے کے وہ کچھ دم دلاسے آج
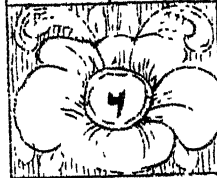
پھر اپنے سر کا ہوش ہے تمکو نہ پانون کا
انجم بگاڑ ہو گیا کس دلربا سے آج

۸۶ ۔ ۶

بدلی نظر آتی ہے انکی نظر آج ۔ کل سے زیادہ ہے یان درد جگر آج
جی مین ہے دل تھام کے بیٹھے آہین ۔ ہونگے فلک آسمان زیر و زبر آج
پہونچی شب ہجر مین جان پہ نوبت ۔ مرگئے تقدیر سے مرغ سحر آج
اوج پہ ہے آج تو اپنا ستارہ ۔ بام پہ بیٹھا ہے وہ رشک قمر آج
مین تو ہی فرقت مین ہون کب سے تڑپتا ۔ تجکو ہوئی بیخبر مری خبر آج
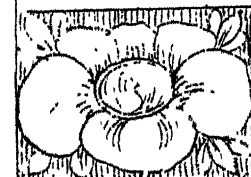
پہلے اُسے آسمان دے چکے تم دل
سوچنے بیٹھے ہو کیا نفع و ضرر آج

ردیف جیم فارسی

۸۷ ۔ ۵
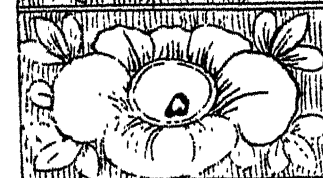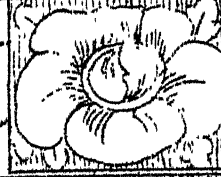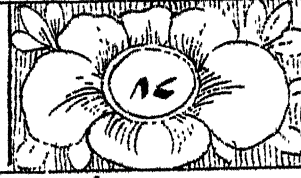
طوفان سر پہ روز اُٹھاتے ہین جھوٹ سچ ۔ جا جا کے لوگ اُنسے لگاتے ہین جھوٹ سچ
نوبت یہان تو جان پہ آئی فراق مین ۔ وہ گھر مین بیٹھے باتین بناتے ہین جھوٹ سچ
معلوم ہو گیا کہ انھین مین نہین عزیز ۔ قسمین جو میرے سر کی وہ کھاتے ہین جھوٹ سچ
سوز فراق کی تو شکایت نہین ہمین ۔ دل مین ہمارے آگ لگاتے ہین جھوٹ سچ
شاعر ہے کون عشق کہان وصل و ہجر کیا ۔ انجم یہ ساری آپکی باتین ہین جھوٹ سچ

انجم اگر نہیں ہے در دلدار تک پہونچ
ہو جائے کاش روزن دیوار تک پہونچ

جاتا ہے کوئی کعبے کو اور کوئی سوے دیر
مجھ رند کی ہے خانۂ خمار تک پہونچ

نالے کی نارسائی نے عاجز کیا ہمین
ہو جاتی ورنہ آپکی سرکار تک پہونچ

یہ کیا ہے بیٹھا باتین بناتا ہے دور سے
عیسے اگر بنا ہے تو بیمار تک پہونچ

لیجائیگی بہاکے کبھی سیل چشم تر
انجم کبھی تو ہوگی در یار تک پہونچ

پیچ کی باتین یار کرتا ہے
فرد
کسطرح دل مرانکھاسے پیچ

ردیف حائے مہملہ

۸۹

داغ ہین دلمین گلستان کی طرح
خار حسرت ہین بیابان کی طرح

ذبح کرتے ہین وہ کس نخرے کے ساتھ
ظلم بھی کرتے ہین احسان کی طرح

دفعتہً سامان بربادی ہوا
آگیا دل کسپہ طوفان کی طرح

ہے تمنا دل کو تیغ ناز کی
درد کی حسرت ہے درمان کی طرح

دم مرا نکلا ترے وعدے کے ساتھ
تیری شرمائی ہوئی ہان کی طرح

سادہ پن نے تیرے کی آفت بپا
کیا قیامت ڈھائیگی بانکی طرح

مین بیان کرتا ہون اپنا درد دل
چپکے سنتے ہین وہ نادان کی طرح

خاک مجنون ناقۂ لیلیٰ کے ساتھ
آگے آگے ہے حدی خوان کی طرح

باتون باتو نہین مری اُلفت کا حال
اُنسے کہدے کوئی بہتان کیطرح

ہے گلے مین آنکے خالی ڈھولنا
پڑ اُٹھا لیتے ہین قرآن کی طرح

دیکھ کر شمشاد قدیار کو
جل گیا سرو چراغان کی طرح

قتل کی میرے سپار کیا دین
لوگ اُنکو عید قربان کی طرح

مٹ گئے سب لولے سب حوصلے
وصل کی باتون کے ارمانکی طرح

چارہ سازی کیا کریگا چارہ گر
چاک ہے سینہ بھی دامانکی طرح

آرزو تیر نگاہ یار کی
رہ گئی سینے مین پیکانکی طرح

حشر مین ہے ہمنے خیال یار کو
ساتھ رکھا دین و ایمانکی طرح

۹۰ ۱۰

عشق مین بدنام و رسوا ہو گئے
آسمان تم آہ سوزان کی طرح

بپا ہے خلق مین اندھیر میرے گھر کی طرح
دکھاوے جلوہ خدارا کبھی قمر کی طرح

لے اب خدا نہو آکے گلے لپٹ جاؤ
تمام دن بھی گذار وگے رات بھر کیطرح

جو تو نہ پوچھے تو پھر کون لے خبر اپنی
قضا بھی پھر گئی ہم سے تری نظر کیطرح

یہ کس نگاہ نے بجلی گرائی بجلی پہ
تڑپ رہی ہے یہ کم بخت کیون جگر کیطرح

اگر مین قتل نہوتا تو وصل ہی ہوتا
ارادہ باندھا تو ہوتا کبھی کمر کی طرح

نہ بھیجا ہمنے کبوتر تو کیا ہوا ضد سے
وہ باتین کرتے نگے قاصد کی بال و پر کیطرح

تو ہی بتا کہ ہے کعبہ مین کیا دھرا زاہد
جو سجدہ گاہ خلائق ہے اُسکے گھر کی طرح

یہ آج کسنے خبر اُسکے آنے کی کہدی | نکل گیا مرا دم نالۂ سحر کی طرح
بھلا میں دیکھوں تو کیونکر ہٹاتا ہے رضوان | وہان بھی جاکے دھونی دونگا اُسکے گھر کیطرح

پھرا جو کرتا ہے انجم یہ گنبد گردان
بھرا ہے اسمین بھی سودا تمھارے سر کیطرح

۹۱ ردیف خای معجمہ ۵

وصل کی کوئی بتاتا نہیں کاہن تاریخ | حشر ٹھہرا کہ نہیں جسکا کوئی دن تاریخ
گویا مرنا مرا ہے اصل تھا اُنکے آکے | سنگ تربت جو مرا چھوڑ دیا بن تاریخ
سال دو سال کا کیا ذکر مسیحا زمان | عمر کاٹی ترے بیمار نے گن گن تاریخ
سنگِ در جن کا رہا سجدہ گہ اہل سخن | نہ ہوئی سنگ لحد کے لیئے ممکن تاریخ

امتحان لیتا جو انجم کا تھا منظور نظر
کیون نہ ٹھہرا دی کوئی او بت کم سن تاریخ

ہر ایک بات پہ یہ گفتگو تمھاری تلخ | فرد | یہ جان لو کہ ہوئی زندگی ہماری تلخ

۹۲ ردیف دال مہملہ ۶

پہنچ گئی جو مری تا بہ آسمان فریاد | فرشتے چیخ اُٹھے کہکے الامان فریاد
کیا کریگی جو بلبل یونہی فغان فریاد | لگیں گی کرنے قفس کی بھی تیلیان فریاد

چلا ہون چھوڑنے جب گھر کو جوشِ وحشت مین
لگا ہے کرنے ترا سنگِ آستان فریاد

ستایا تو کسنے ستایا ہے اِسکو اے گلچین
جو کرتی پھرتی ہے بلبل جہان تہان فریاد

لبون پہ رہ گئی ہے بنکے مُہر خاموشی
کبھی جو آئی ہے فرقت مین تا زبان فریاد

برا ہے گُل کے لیے تیرا رونا اے بلبل
خدا کرے نہ سُنے تیری باغبان فریاد

(۹۳)
نہ پوچھ کیسی گذرتی ہے ہجر مین انجم
کبھی ہے نالہ وزاری کبھی فغان فریاد
(۵)

دل بھولتا نہین تری زلفِ رسا کی یاد
دیوانہ کہنے کو ہے پہ ہے کس بلا کی یاد

پھرنے لگی ہے نظر مین گردش زمانے کی
آئی ہے جب تری نگہِ فتنہ زا کی یاد

آ آ کے ہنستا ہے ترا جانا رُلاتا ہے
وہ ابتدا کی یاد ہے یہ انتہا کی یاد

دل ہو گیا ہے کیسا ہمارا جفا پسند
جب سے ہوئی ہے ایک ستم آشنا کی یاد

(۹۴)
عقبیٰ کو چھوڑ سے بیٹھے ہو دنیا کیواسطے
عشق بتان مین بھولے ہو انجم خدا کی یاد
(۹)

چو آن قاتل برای امتحان شد
ز ہر نقشِ قدم محشر عیان شد

دلِ وحشی چو سرگرم فغان شد
تہ و بالا زمین و آسمان شد

اجل با ابروے دہم رکاب ست
بلا با گیسوی او ہم عنان شد

دلم از آرزو ہا گشت خالی
جرس نالان بیاد کاروان شد

کنی رنگین لبِ معجز بیان را
پس از مدت خیالِ کشتگان شد

چنان فریاد کردم در تلاشت — که هر ناله محیط آسمان شد

شدم ممنون تائید آهی — که آن نامهربان هم مهربان شد

چو از پهلوی من آن یار برخاست — دلم آناً فاناً نیم جان شد

۹۵ — چو در هجر تو نالان گشت انجم — ز هر اشکی دو صد دریا روان شد — ۵

گر شب وصل دلا ناله گلوگیر شود — مُهر خاموشی لب حاصل تقریر شود

خط محبوب تقاضای تمنا گشته — ای خوشا وقت که صرف دم تحریر شود

خط شوقیهٔ خود را چو به بالش بندم — از قلق نغمه سرا بلبل تصویر شود

پیچ و تاب دل بیتاب چو آید به رقم — قلم از جوش جنون زلف گره گیر شود

۹۶ — انجم شیفته این درجه فغان لازم نیست — باز آ باز که آن یار نه دلگیر شود — ۹

ردیف دال ہندی

اگر انھین ہے اپنی صورت پر گھمنڈ — ہمکو ہے اپنی محبت پر گھمنڈ

میرے اُنکے پھر بھلا کیونکر بنے — ختم ہے دونون کی خصلت پر گھمنڈ

کیا نہین دیکھی بلندی آہ کی — کیون فلک کرتا ہے رفعت پر گھمنڈ

کام قارون کے نہ آیا مال و زر — منعمو بیجا ہے دولت پر گھمنڈ

بادشاہِ ہفت کشور ہے تو کیا
کر نہ دو دن کی حکومت پر گھمنڈ

دیکھکر آئینہ مجکو دنگ ہے
مجکو بھی ہے اپنی حیرت پر گھمنڈ

انکو اپنی صبح محشر پر ہے ناز
ہمکو اپنی شامِ فرقت پر گھمنڈ

چھپ چھپا کر دیکھ بھی لینگے تمھین
ہمکو بھی ہے اپنی جرأت پر گھمنڈ
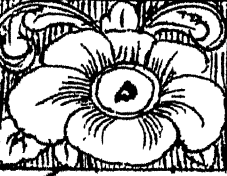
کچھ نہین کر سکتا انجم آپکا
آسمان کو ہے جو حسرت پر گھمنڈ
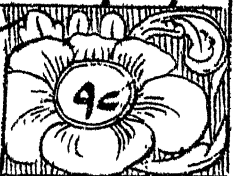
آپ ہم سے جو کیا کرتے ہین بیکار گمینڈ
چاہنے والے سے لازم نہین اے یار گمینڈ

وعدۂ وصل پہ بھی کہتا ہے انشاء اللہ
تیری ہر بات مین ہے اوبت عیار گمینڈ

آج مین تمکو کسی طرح نہ جانے دونگا
ہم کیا کرتے ہو ہمسے یہ ہین ہر بار گمینڈ

میرے دروازے سے کترا کے چلا جاتا ہے
تجکو سکھلاتی ہے ظالم تری رفتار گمینڈ
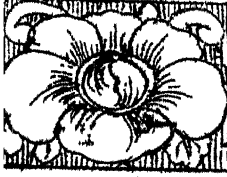
جس سے مطلب ہے ہمین وہ رہے سیدھا ہمسے
آسمان کرنے دو کرتے ہین جو اغیار گمینڈ
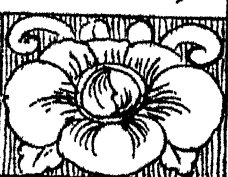
سیکھے تیری کہین وہ ستم ایجادانہ انیڈ
باغ مین دیکھکے تو سرو کو شمشادانہ انیڈ

ردیف ذال معجمہ
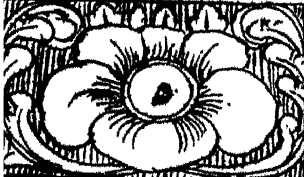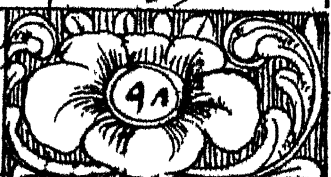
ہاتھ لگ جائے الٰہی کوئی ایسا تعویذ
میرے سینے پہ ہے یار کے سر کا تعویذ

تھک گئے ہم تو فسون سا زبان کرتے کرتے
آسپہ چلتا نہین مطلق کوئی گنڈا تعویذ

کشتۂ عشق و محبت ہون لحد پر میری — بدلے تاریخ کے لکھدو کوئی حب کا تعویذ
ہوا عامل بھی تری سنگ دلی کا قائل — لکھ کے پتھر کے تلے اُسنے دبایا تعویذ

۹۹ — ۸

کیون نہ تاثیر ہو تعویذ کی اُلٹی انجم
باندھا بازو پہ ہے اُس شوخ نے اُلٹا تعویذ

ردیف رائے

شبیہِ خنجرِ قاتل بنا کر — رکھی سینے مین ہمنے دل بنا کر
جنون دلکو نہ میرے بیٹھنے دے — اُٹھا دے ست لا یعقل بنا کر
نگاہِ بد کا اندیشہ ہے مجکو — وہ بیٹھے ہین جبین پر تل بنا کر
جو قابو تجھپہ ہوتا میرا ایجان — تجھے پہلو مین رکھتا دل بنا کر
ڈرایا پرسشِ محشر سے ناحق — پشیمان ہون تجھے قاتل بنا کر
اُٹھایا حشر مین بھی مجکو اُسنے — سوال و دید کا سائل بنا کر
اُڑا لیچل ہوائے شوق مجکو — غبارِ رہروِ منزل بنا کر

۱۰۰ — ۱

نکالا آرزوے دل کو انجم
تمناے دلِ بسمل بنا کر

لطف تو کرتا ہے مجھپر تو صنم اتنا تو کر — سیر ہو جائے مرا دل بھی ستم اتنا تو کر
حال کھلجائے زمانے مین محبت کا مری — قاتلا تجکو مرے سر کی قسم اتنا تو کر

خط کو پڑھتے ہی مرے آنکھ میں وہ بھر لائے اشک
اے جنون جوش محبت کا تقاضا یہ نہیں ۱۰۱

اے قلم حال دل اس بت کو رقم اتنا تو کر
سر مراز انو پہ رکھلے وہ صنم اتنا تو کر ۹

دل جو دُکھتے تو نکل جائین نہ آہین کیونکر
بیوفا عہد وفا تجھسے نباہین کیونکر

مرتے دم ہی سر بالین مرے آجا ظالم
دیکھ تو پڑتی ہین حسرت کی نگاہین کیونکر

یک بیک آگئی آفت یہ خدایا کیسی
خود بخود لڑگیئن اُس بت سے نگاہین کیونکر

جان ہی تن مین نہین یون تو کیا دیوین ہم
دل ہی سینے مین نہین رکھتے کراہین کیونکر

دل گیا جان گئی آنکھ ہوئی بند اپنی
آہ مسدود ہوئین ملنے کی راہین کیونکر

کچھ بیان بن نہین پڑتی تو ہی تبلا ﷲ
چاہین کسطرح تجھے اور نہ چاہین کیونکر

یہ فریبی تری چتون یہ سہانی صورت
تو ہی تبلا دے کہ ہم تجھکو نہ چاہین کیونکر

چار ہوتے ہی نگاہون کے قیامت آئی
حشر ہو نکلی نکل آئین یہ راہین کیونکر

۱۰۲
چاہنے والونکی کچھ قدر نہین ہے انجم
تم جنھین چاہو بھلا وہ تمھین چاہین کیونکر
۷

تم ہی تبلاؤ کوئی دلکو سنبھالے کیونکر
جو نہ روئے تو پھر ارمان نکالے کیونکر

نہ تسلی نہ تشفی نہ دلاسا نہ وفا
عمر کو کاٹین ترے چاہنے والے کیونکر

یان تو افشائے محبت نہین کرنا منظور
توڑ کر سینہ نکل جاتے ہین نالے کیونکر

کچھ نہ کچھ چاہیئے ہے تجکو بھی امداد ضرور
سبے ترے بار وفا کوئی اُٹھالے کیونکر

نہ تو کی آہ نہ تڑپے تری فرقت مین ہم
زخم دل ہو گئے کیا جانیے آلے کیونکر

گرمیِ جوشِ محبت تو نہ تھی او قاتل — پڑ گئے پھر تری تلوار میں چھالے کیونکر

۱۰۳ — ۵

جو نہ پابندِ وفا تھا تو بتا اے انجم
بند ہو گئے خونِ جگر سے ترے چھالے کیونکر

ہوئی وصلت میں لڑائی کیونکر — بگڑی کس طرح بنائی کیونکر

ان بتوں کا نہیں بندہ کوئی — پھر یہ کرتے ہیں خدائی کیونکر

ایک بوسے پہ یہ حجت صاحب — اور ہوتی ہے رکھائی کیونکر

مجکو نظروں سے گرا کر مارا — لاش پھر تو نے اٹھائی کیونکر

۱۰۴ — ۸

تو تو مرتا ہی تھا اس بت پر
موت انجم تجھے آئی کیونکر

آسمان چاہ جتائی کیونکر — انکو مطلب کی سنائی کیونکر

ہاتھ ٹوٹیں جو چھوا بھی ہو ہاتھ — دکھ گئی انکی کلائی کیونکر

پردۂ دل میں نہاں تھا وہ یار — دیا آنکھوں کو دکھائی کیونکر

عقل حیران ہے کہ اس خالق نے — میری تقدیر بنائی کیونکر

تیغ کھینچے ہوئے آیا قاتل — دل کی امید بر آئی کیونکر

دل تو نکلا نہ کسی تیر کے ساتھ — حسرتِ دل نکل آئی کیونکر

انکے دل کی نہیں کھل سکتی گرہ — ہو مری عقدہ کشائی کیونکر

دل نہیں صاف تو پھر اے انجم — ہو ترے آنکے صفائی کیونکر

غش آگیا ہے یار کی تنویر دیکھکر
کہدو کہ راستہ چلین رگہیر دیکھکر

دو حصے اور ہوگئی وحشت مری سوا
گردن مین طوق پانون مین زنجیر دیکھکر

وہ شمع رو جلاتا ہے مجھکو تو اسکو کیا
پروانہ کیون جلا مری توقیر دیکھکر

اے جذب عشق ایسا تو نقشہ مرا بنا
ہنس ہنس پڑے وہ شوخ بھی تصویر دیکھکر

چھیڑ نہ میری آہ کا الٹا اثر پڑے
گرنا اگر تو اے فلک پیر دیکھکر

آنکھوں کی راہ نکلا ہے دم انتظار مین
کرنا ہماری لاش کو تشہیر دیکھکر

کی میری آرزو پہ نکیرین نے فغان
خاکِ لحد سے مجھکو بغلگیر دیکھکر

حسرت بھری نگہ جو نظر آگئی انھین
آنسو ٹپک پڑے مری تصویر دیکھکر

۱۰۶

انجم ہماری آہ نے اتنا کیا اثر
رونے لگے وہ خود ہمین دلگیر دیکھکر
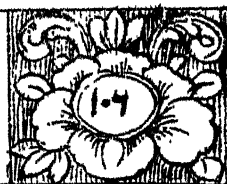
کرین بدنام کیون ناحق ستم کا حال کہہ کہہ کر
اُسے ظالم بنایا آپ ہمنے ظلم سہ سہ کر

جنون عشق اے انجم لگا ہے اپنے قدمو سے
مثال آبلہ ٹپکا ہے اپنے پانون رہ رہ کر

مجھے وہ گالیان دیکر کرے کیونکر نہ دل خالی
بھرے ہین کان اُنکے کچھ نہ کچھ لوگون نے کہہ کہہ کر

کسی دن او ستمگر تو نہ بیٹھا آکے پہلو مین
بلا کا درد اُٹھتا ہے ہمارے دلمین رہ رہ کر

۱۰۷

شکایت آسمان سے مجھکو ہے بیکار اے انجم
ڈبوئی آبرو تیری ترے اشکون نے بہہ بہہ کر

غزل در صنعت ذو بحرین کہ ہر مصرع ش دو وزن سیداد

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل — فاعلاتن فعلاتن فعلن

کبھی انجم اُسے ہشیار تو کر — کوئی نالہ پس دیوار تو کر
دل بیتاب کو تسکین تو ہو — نہ دے بوسہ مگر اقرار تو کر
کہین معشوق تو مشہور تو ہو — ہمین رسوا سر بازار تو کر
تجھے معلوم تو ہو حال میرا — ذرا آنے کا تو انکار تو کر
انھین انجم کبھی تو دیکھ تو لے — کسی دن حال دل اظہار تو کر

مربع

ذراسی بات پر بیکار بیکار — الجھ پڑتے ہو ناحق ہمسے ہر بار
یہ ثابت ہو گیا ہے ہمکو اے یار — دل برخاستہ را عذر بسیار

مطلع

او ستمگر بس خدا کو مان کر — قتل کر سر پر مرے احسان کر

مطلع

مرضی ہے تری میرے تڑپنے مین اگر اور — خالق مرے دیدے مجھے دل اور جگر اور

ردیف رائے ہندی
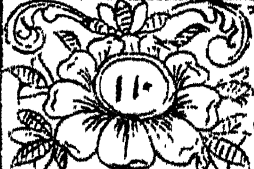
دنیا ہے کوئی چاہنے والا بھی ہمکو چھوڑ — ہم اسکو چھوڑ دینگے نہین دے وہ ہمکو چھوڑ

مرتے ہین سیکڑون تری عدہ وفائی پر
ظالم خدا کو مان کے قول و قسم کو چھوڑ

ہے آپسا کوئی تو بتا دیجیے ہمین
جائین کہان ہم آپکے صاحب قدم کو چھوڑ

ہوجاتا سارا آپکا بیکار حشر نشر
دیتا جو میرا یار جفا و ستم کو چھوڑ

منظور ہے وہی ہین جو کچھ خدا کرے
اب سوے کعبہ جاتے ہین بیت الصنم کو چھوڑ

لکھواتے نام آپ جو مجھ بیقرار کا
دیتے فرشتے ہاتھ سے لوح و قلم کو چھوڑ

١٠٨

پڑتے ہین دلپہ سیکڑون بل اور ہزار پیچ
انجم خیالِ کاکل پُرپیچ و خم کو چھوڑ

١٠٩ ردیف زاے معجمہ ٥

مین تو آتا نہین خطا سے باز
آپ کیون آیئے جفا سے باز

یار پر کوئی بات بار نہو
رکھ زبان حرف مدعا سے باز

کام دیوانگی مرے آئی
رکھ لیا پرسش خدا سے باز

پردے ہی پردے مین تمام کیا
آیا صاحب کی مین حیا سے باز

١١٠

دیکھو کہتے ہین رہ ارے انجم
اُلفت غفلت آشنا سے باز

١٠

پردہ دار د روے نورانی ہنوز
ماہِ کنعانست زندانی ہنوز

چارہ گر چاک گریبان را مدوز
ہست در دل شوقِ عریانی ہنوز

ای دلم بردی بصد ناز و ادا
واے مغروری بنادانی ہنوز

دل ترا دادم کہ جانِ من شوی — واے ہستی دشمنِ جانی ہنوز

زیرِ دیوارِ صنم افتادہ ام — ہست بر من ظلِ سبحانی ہنوز

غرق کردی کشتیِ دل سیلِ اشک — پس چرا این جوشش و طغیانی ہنوز

نقش گشتہ صورتِ تو بر دلم — لیک حسن تست لاثانی ہنوز

بارہا شد امتحانِ عاشقی — واے نادانی کہ تو دانی ہنوز

نقدِ جان در رونمائی دادہ ام — اے دلم در فکرِ مہمانی ہنوز

چاک کردی سینہ و دل بارہا — دستِ انجم در گریبانی ہنوز

مطلع

ہم جو عاشق نہین براے ناز — کیا کوئی بارکش اُٹھاے ناز

۱۱۱ ردیف سین مہملہ ۸

ہو نہ میری چشمِ تر سے شرمسار ابکے برس — پھر برس جا ابرِ تر دو ایک بار ابکے برس

تا بہ دامن کر گریبان تار تار ابکے برس — جوش پر ہے اے جنون فصلِ بہار ابکے برس

تیرے سر سے اُترے سارا بوجھ بھار ابکے برس — اپنے اوپر سے مجھے صدقے اُتار ابکے برس

سال بھر جب بیڑیان رگڑین تجھ آتے دن پھرے — اضطرار اگلے برس تھا انتظار ابکے برس

تلوے کھجلاتے ہین کیا اے جنون پھل مجھے — خارِ صحرا کو نہ رکھ امیدوار ابکے برس

تیرے چھالون کے جو ہم نے کھاے ہین گل جسم پر — پھیکے پھیکے ہو رہے ہین لالہ زار ابکے برس

سنتے ہین پھر دلبری کا شوق ہے انکو ہوا | ہم بھی لے لین دل کسی سے مستعار اک برس

۱۱۲

کیا نہین باقی رہا انجم سا کوئی سرفروش
باندھے پھرتا ہے جو وہ قاتل کٹار اک برس

۹

بنگئی ہے درد درمان کی ہوس | بڑھ گئی ہے صبح ہجران کی ہوس

پھر بہار آئی بڑھے پھر ولولے | ق | پھر ہوئی چاک گریبان کی ہوس

پھر نکالا گھر سے وحشت نے ہمین | پھر ہوئی کوہ و بیابان کی ہوس

تیغ ابرو کا چلا ہے سبزہ وار | تھی جو دلکو تیر مژگان کی ہوس

کیون نہ کھٹکے دلمین کانٹے کیطرح | گل کی بلبل کی گلستان کی ہوس

ہمنشینون کیون نہ روؤن ہجر مین | کچھ تو نکلے چشم گریان کی ہوس

حال جنت سنکے واعظ کیا کرین | ہے ہمین تو کوئے جانان کی ہوس

مر مٹا ہون تیرا جلوہ دیکھکر | گور پر بھی ہے چراغان کی ہوس

۱۱۳
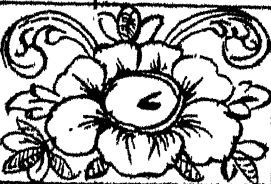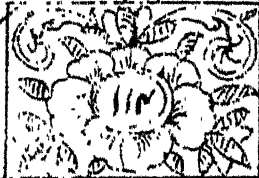
کھینچتی پھرتی ہے کانٹو پر ہمین
آسمان فصل بہاران کی ہوس
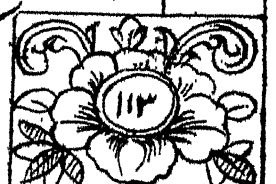
۷

گر نہ ہوتا ہمین وفا کا پاس | دیکھ لیتے تری حیا کا پاس

دل نہ توڑو یہ ہے خدا کا گھر | کیا نہین ہے تو خدا کا پاس

کیجیے ذبح دم لبون پہ ہے | آپ کیون کرتے ہین قضا کا پاس

کبھی بھولے سے پوچھ لے ظالم | چاہیے کچھ تو آشنا کا پاس

نام رکھتے ہو قاضی الحاجات
تو کرو میری التجا کا پاس

پاؤن دھو دھو کے پیتے قاتل کے
گر نہوتا اُسے خدا کا پاس

١١٤ کیون نہین گھر مین آتے انجم کے
کیا نہین اپنے مبتلا کا پاس ٧

ردیف الشین المعجمہ

نہین ہمکو انجم کسیکی تلاش
جو ہے بھی تو بس آپ ہی کی تلاش

ترے واسطے ہم تو کھوئے گئے
ہماری نہ تو نے کبھی کی تلاش

سنا ہے وہ آتے ہین خنجر بکف
ہوئی ہے ہمین جان بری کی تلاش

انگوٹھی سلیمان کی در کار ہے
کہ ہے آدمی کو پری کی تلاش

جسے دوست سمجھے تھے دشمن ہے وہ
نہین اب ہمین دوستی کی تلاش

گھٹا اٹھی ہے آج مستانہ خوب
کرو میکشو میکشی کی تلاش

١١٥ بگڑتا ہے ناحق تو زہرہ جبین
ہے انجم کو تیری خوشی کی تلاش ٥

ہے دلمین اُنکے وصل کی تکرار کی خلش
ہمسے نکالتے ہین وہ بیکار کی خلش

کیونکر رقیب کھٹکے نہ اپنی نگاہ مین
بلبل کے دل سے پوچھے کوئی خار کی خلش

مرقد مین بھی نہ آئی ہمین نیند چین سے
مرنے پہ بھی رہی مژہ یار کی خلش

آنے نہ پائے لاش پہ بھی وہ ہزار حیف
جاتی نہین کسیطرح اغیار کی خلش

١١٦ سینے سے دلکو پھینک دے انجم نکالکے
جھگڑا چکے مٹے کہین ہر بار کی خلش ٥

انکو بغل مین دیکھکر جاتا رہو تو جائے ہوش
زلف سُنگھا رہے ہین وہ یارب ابھی نہ آئے ہوش

سیر چمن کو گر کبھی آئے مرا وہ سرو قد
بلبل و گل کے باغبان چٹکیون مین اُڑائے ہوش

ہوش نہ جب رہے بجا آئے وہ ہمکو دیکھنے
غش نے تو یہ دکھا دیا اور نہ کچھ دکھائے ہوش

اپنا جنون منحصر فصل بہار پر نہین
یان تو خزان مین بھی کبھی ہمنے بجا نہ پائے ہوش

ایسا ہے بیخود اس تو بھولگیا خود اپنا نام
یاد نے کسکی آسمان ایسے ترے اُڑائے ہوش

مطلع

اب اور نہین کچھ دل بیمار کی خواہش
باقی ہے فقط اک ترے دیدار کی خواہش

۱۱۷ ردیف صاد مہملہ ۹

پئے گناہ ہے تیری پناہ کی تخصیص
کہ ہے تجھی پہ ہر اک دادخواہ کی تخصیص

جو آپ سمجھے ہین مجرم ہمین تو کچھ نہین ڈر
کہ کی ہے آپہی نے دو گواہ کی تخصیص

فراق یار مین سب روئے بن نہین پڑتی
اثر کیواسطے کر دی ہے آہ کی تخصیص

نہ دل چراتے ہمارا نہ تم خجل ہوتے
پئے حجاب ہے نیچی نگاہ کی تخصیص

دکھا دے اور کوئی اپنا یار زہرہ جبین
جو آسمان نہین اُس رشک ماہ کی تخصیص

پہونچ ہی جاتے کبھی پھر پھرا کے در پہ ترے
یہ تونے کاہیکو کی ایک راہ کی تخصیص

تمام خلق خدا تجھکو چاہنے لگتی
لگا نہ دیتا اگر تو نباہ کی تخصیص

وہ مجھسے کہتے ہین تم چاہتے نہین مجکو
مرے ڈبونیکو کرتے ہین چاہ کی تخصیص

۱۱۸ — ۵

ہے تیری ذرہ نوازی کی یہ دلیل ادنا
کہ آسمان کے ہے ہمراہ جاہ کی تخصیص

بدلا نہ مجھ فقیر کی تقدیر کا خواص
تھا خاک پاے یار مین اکسیر کا خواص

جاتی ہے جان سیکڑون کی اک اشارہ مین
ابروے یار رکھتے ہین شمشیر کا خواص

دل پیچ وتاب مین جو رہا کرتا ہے مدام
سیکھا ہے کسکی زلف گرہ گیر کا خواص

تیری وفا کا دل مرا پابند ہو گیا
رکھتی ہے تیری زلف بھی زنجیر کا خواص

سینہ کو توڑ کر نہ کرے دلمین تیرے گھر
انجم نگاہ یار مین ہے تیر کا خواص

ردیف ضاد معجمہ

۱۱۹ — ۶

یان کفر سے غرض ہے نہ اسلام سے غرض
بس ہے اگر غرض تو ترے نام سے غرض

عیش ونشاط زیست ہے سب آپ سے حصول
یان شیشے سے غرض ہے نہ ہے جام سے غرض

تم پاس ہو اگر تو برابر ہے رات دن
کچھ صبح سے غرض ہمین شام سے غرض

دل پھیر دیجیے نہ بگڑیے حضور آپ
یان بوسے سے غرض ہے نہ دشنام سے غرض

پڑ رہنے بھر کو دیجیے در پر ہمین جگہ
راحت سے کچھ غرض ہے نہ آرام سے غرض

آنکھین دلا ملین ہین رونے کیواسطے
ناکامیون سے کام ہے نہ کام سے غرض

۱۲۰ — ۵

انجم کا شعر کہنے سے بکنا مراد ہے
تحسین سے کچھ غرض ہے نہ الزام سے غرض

ہمنے تو کی نہ تھی الم و غم سے احتیاط
پھر کیا سبب جو انکو ہوئی ہمسے احتیاط

دل پر بلا کے پیچ نہ پڑتے ہزارہا
کرتی جو انکھ گیسوئے پرخم سے احتیاط

دشمن تو اک طرف ہمین فرقت مین ہے تری
یار و رفیق و مونس و ہمدم سے احتیاط

ہاتھ آگیا ہے جب سے ترے پانکا اگال
زخم جگر کو ہو گئی مرہم سے احتیاط

انجم ڈبو نہ دے یہ کہین آبرو تری
لازم ہے تجکو دیدۂ پرنم سے احتیاط

ردیف ظائے معجمہ

کچھ ہمارا نہین کرتے کبھی اغیار لحاظ
پر تمھارا ہمین آجاتا ہے ہربار لحاظ

گفتگو کرتے ہین بیباک جو ہمسے ہو کر
کیا کرین وہ کہ اٹھا دیتی ہے تکرار لحاظ

حیف جی بھر کے اُسے دیکھ نہین سکتے ہم
کرنے دیتا نہین آنکھین بھی ہین چار لحاظ

ساتھ اشکون کے بہائیگا کہانتک اِسکو
کچھ لہو کا تو کرا و دیدۂ خونبار لحاظ

وصل پر روز کیا کرتا ہے ٹالے بالے
کب تلک کوئی کرے او بت عیار لحاظ

خواب ہی مین کہین سینے سے لپٹ جا آکر
اپنے عاشق سے ہے پیارے تجھے بیکار لحاظ

وصل کا یار جو وعدہ نہین کرتا انجم
ہونٹھ کھلنے نہین دیتا ہے اقرار لحاظ

نہین ہمکو ساقی کسیکا لحاظ
اگر ہے تو کچھ بیخودی کا لحاظ

اٹھاتے ہین باتین جو غیرون کی ہم
ہے صاحب سب آپ ہی کا لحاظ

اُٹھا دون ابھی بزم سے غیر کو
مگر ہے تری برہمی کا لحاظ
نہین دشمنی سے اُٹھاتے وہ ہاتھ
کرون کب تلک دوستی کا لحاظ
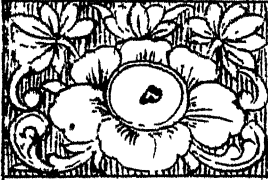
۱۲۵
یون ہی رسم اُنسے جو انجم رہا
نکل جائیگا اُنکے جی کا لحاظ
۵
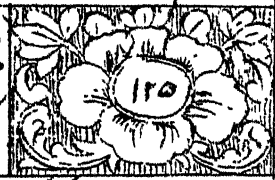
دم رخصت جو اُنسے کہکے مین اُٹھا خدا حافظ
لگے جھنجھلا کے وہ کہنے بہت اچھا خدا حافظ

جو مین جاتا ہون اُٹھکر فی امان اللہ کہتا ہون
ترے مُنھ سے نہ او کافر کبھی نکلا خدا حافظ

کہا ہے کسنے تمسے چوسو چاٹو جاکے پتھر کو
تمھارے زاہد و اب دین و ایمان کا خدا حافظ

حفاظت مین وہ دیکھے غیر کی تجھکو قیامت ہے
کبھی جو بدگمانی سے نہو کہتا خدا حافظ

۱۲۶
سُنا ہے آج وہ بت خوب ہی بن ٹھن کے آتا ہے
ترے دلکا ارے او انجم شیدا خدا حافظ
۵

ایک دل ہی نہین اُلفت کے اثر سے محفوظ
کان تک تیرے ہین مرنے کی خبر سے محفوظ
اُسنے مفتون کیا چن چنکے خدائی بھر کو
نرہا کوئی تری شوخ نظر سے محفوظ
اک نہ اک عیب لگا ہی دیا تونے ادل
وہ بشر کون ہے جو ہے تری شر سے محفوظ

کیون نہو نام خدا آپکا کورا پنڈا | کہ ہے دل داغ محبت کے اثر سے محفوظ

ہم بیان کس سے کرین انکی [illegible] انجم
آبرو [illegible] تیرے سے محفوظ رہا

ردیف عین مہملہ ۱۲۷ — ۷

گر جفا کی نہو وفا مانع | [illegible] ظالم نہو [illegible] مانع

چارہ گر کے اٹھی ہو نہین یا تجھ | [illegible] اس سے مانع

سامنے تیرے دم نہ نکلا ہاے | حسرتون [illegible] ہوئی قضا مانع

کیون نہ الٹی نقاب چہرے سے | شرم کیون ہو گئی [illegible] مانع

کیون نہ پھیری چھری رگ گلو پر | تیرا جلاد کون تھا مانع

چھوڑ کر پردہ ہٹ گیا وہ شوخ | نالہ بیدار کا ہوا ساطع

۱۲۸ — ۹

آسمان اُس قمر کے آنے کا | ہوا اظہار مدعا مانع

بیوفائی کے لیے گر نہین پیمان مانع | جو ستم چاہو کرو کون ہے [illegible] مانع

ہوتے ہم دیکھکے پہلو مین انھین شادی مرگ | گر شب وصل نہوتا غم ہجران مانع

اپنے ملبوس ہی کے نیچے انھین [illegible] کبھی | تیرے نظارے کے ہین دیدہ گریان مانع

غیر ممکن تھا ترے ہجر مین جینا لیکن | آئینہ [illegible] کے ہین سیکڑون ارمان مانع

ہاے کیون چھوڑ دیا سینے مین تونے قاتل | حسرت دل کے نکلنے کا ہے پیکان مانع

نالوں سے آ نکے باغبان کیون نہ اڑین غلونکے ہوش
بھر گئی ہے دماغ مین بلبلون کے ہواے باغ

کس مین ہین ایسی قدرتین سمجھے ہین تیرے باغبان
باغ کو تو بناے دشت دشت کو تو بناے باغ

خون سے ہمارے قاتلا جوہرون کا چمن کھلا
تیغ کی دھار پر ترے زخمی نے ہین لگاے باغ

دلکو تمھارے آسمان لے گیا کون غنچہ لب
سینے پہ ہاتھ رکھکے کیون کہتے ہو تم کہ ہاے باغ

۱۳۱ ردیف فا ی

لیچلی وحشت بیابان کیطرف
ہاتھ دوڑا جیب و دامان کیطرف

اے مسیحا آنکھ اٹھا کر دیکھ لے
اک نظر بیمار ہجران کیطرف

دل نہین لیتے تو یہ بتلایئے
میل ہے ایجان کیا جان کیطرف

دیکھ لو میرے دل پر داغ کو
کیون چلے صاحب گلستان کیطرف

جذب مقناطیس ہے الفت مین بھی
دل کھنچا جاتا ہے پیکان کیطرف

رات گذری تارے ہی گنتے ہمین
پڑ گئی تھی آنکھ افشان کیطرف

۱۳۲ ی

آسمان آنسو تو تھمتے ہی نہین
دیکھون کیونکر روے جانان کیطرف

نہ تھا دل ہمارا کبھی غمسے واقف
مگر اب ہوا آپکے دم سے واقف

یہ تبلاؤ ہمکو بھی پہچانتے ہو
نہین کیا جو ہو سارے عالم سے واقف

عبث آتی ہے روز گھر گھر کے بدلی
نہین کیا مرے دیدۂ نم سے واقف

انھین حال دل کسطرح لکھکے بھیجین
نہ ہم انسے واقف نہ وہ ہمسے واقف

۱۲۳ ۵

دکھایا اثر آہ نے اپنی انجم
کہ ہوتے چلے ہین وہ اب ہمسے واقف

کیا ہمنے نہ اپنی جان کا خوف
رہا لیکن تمھاری آن کا خوف

کیا کرتا ہے توپامال دل کو
نہین کافر تجھے ایمان کا خوف

گلی مین تیری آسکتے نہین ہم
کہ ہے ظالم ترے دربان کا خوف

نہ گھٹتا ایک بوسے مین ترا کچھ
تجھے ناحق ہوا نقصان کا خوف

کبھی دل کھول کر رولیتے انجم
نہ ہوتا گر ہمین طوفان کا خوف

۱۳۴ ردیف قاف ۱۱

ترے ناز تو ہین اٹھانے کے لایق
مگر دل نہین تاب لانے کے لایق

نہ کہنے دیا جوش گریہ نے انسے
جو کچھ حال دل تھا سنانے کے لایق

اسی دل نے آفت مین ڈالا ہے مجکو
یہی ہے تمھارے نشانے کے لایق

رہا تیری فرقت مین اب دل ہمارا
نہ آنیکے لایق نہ جانے کے لایق

ترے ہجر مین دل نہ بیٹھے تو کیا ہو
کہ سر ہی نہین اسکے اٹھانے کے لایق

نالۂ دل کو وہ سنکر نکل آیا ناحق
اُسکے آرام مین انجم خلل آیا ناحق

قتل کرنیکو مرے سیدھی نگہ کافی ہے
تیرے ابرو پہ ستمگار بل آیا ناحق

لوگ کہتے ہین وہ آتے ہین ترے دیکھنے کو
نیل اسوقت مین آنکھون سے ڈھل آیا ناحق

سخت جانی مری اسکو بھی کریگی ناقص
اپنی تلوار کو قاتل بدل آیا ناحق

تھا جو مشتاق تو آنکھونسے تجھے آنا تھا
کوے جانان مین وہ لا سر کے بھل آیا ناحق

مین تو مرتا ہون اداؤن پہ تری او قاتل
کان تک پھر مرے نام اجل آیا ناحق

تھا مرے خون سے ہاتھ اسکو جو رنگین کرنا
منھدی پھر جا کے وہ جلاد مل آیا ناحق

۱۳۷ — ۷

میری فریاد کی تاثیر کا قائل جو نہ تھا
گھر سے انجم وہ تڑپکر نکل آیا ناحق

میری جانب ترا تیر نظر آیا ناحق
توڑ کر سینہ مرے دلمین در آیا ناحق

باتین اغیار کی سن سنکے لگے رونے ہم
کان تو بھر چکے تھے دل بھی بھر آیا ناحق

تھا کھنچا رہنا ہی منظور اگر مجھسے تجھے
عرش سے دلمین مرے پھر اتر آیا ناحق

خود بخود ٹوٹ گئے ٹانکے مرے زخمونکے
دیکھنے کو مرے وہ بد نظر آیا ناحق

ہجر دلدار مین ہے جینے سے مرنا بہتر
چارہ سازی کے لیے چارہ گر آیا ناحق

جان تھوڑی سی ہے باقی ابھی سینے مین
تو خبر لینے کو او نامہ بر آیا ناحق

۱۳۸ — ۹

چاندنی رات مین آنا تھا اُسے گھر میرے
آسمان دن کو وہ رشک قمر آیا ناحق

ترے وحشی کے دم تک تھی تری سرکار کی رونق
کہاں باقی ہے وہ اب کوچہ و بازار کی رونق

اڑی ہیں شہر میں ہر سو مجھے چو رنگ کرنیسے
نکیون دونی ہوا سے قاتل تری تلوار کی رونق

بچائے رکھ جہاں تک ہو سکے گلچین کی نظروں سے
گلوں کے دم سے ہے او باغبان گلزار کی رونق

مرے اشکوں نے کی ہے میری پلکوں کی وہ آرایش
جو دیکھی قطرۂ شبنم سے نوک خار کی رونق

تمھارے عکس رخ سے کیوں نہو سینہ مرا روشن
کہ ہوتی چاندنی سے ہے در و دیوار کی رونق

ہماری حسرت دل نے ہمیں بھی خاک کر ڈالا
جو انجم دیکھی سرمہ سے نگاہ یار کی رونق

ردیف کاف ۱۳۹

مری کیوں زبان کو کاٹا کہ نکر سکوں بیان تک
ارے او ستم کے بانی یہ ترے ستم کہاں تک

مری بیخودی نے مجھ کو کیا محو دید ایسا
کہ پئے ادائے مطلب نہ ہلا سکا زبان تک

ہمیں کسطرح یقین ہو کہ ملے گا یار ہمسے
کہ اثر کا خاتمہ ہے فقط اپنی ہی فغان تک

کبھی ہمنے بت کو پوجا کبھی چوما سنگ اسود
نہ ہوئی مگر رسائی ترے سنگ آستان تک

کھویا دن سپنے خونکا کردن کیا دکھا کے دعویٰ
کہ مٹا یا چارہ گر نے مرے زخم کا نشان تک

تجھے اپنا ز و رباز و بھلا کسطرح ہو ثابت
کہ نہ آیا پوچھنے کوئی تیرے نیمجان تک
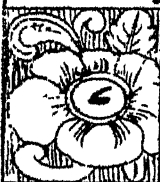
۱۴۰ — ۷
تجھے دلکے جلنے کا کیوں ہوا آسمان تعجب
جو یہی ہے سوز فرقت تو پھکینگی ہڈیاں تک

بیٹھا کرینگے مجھسے ہٹکے حضور کب
معتوب ہی ہونگا میں بےقصور کب

بیتابیوں نے دلکی تاب و توان کو کھویا
تڑپا کریگا ناحق یہ ناصبور کب

ہم آج چھوڑتے ہیں آس تکو پر یہ بتلا
زاہد ملینگے ہمکو حور و قصور کب

اس انتظار کی حد معلوم بھی تو ہو کچھ
بخشیگا تیرا جلوہ آنکھو نکو نور کب

حسن و دروزہ پر تو نازاں عبث ہے اتنا
آخر غرور تیرا او پر غرور کب

تاکے رہینگے جاری آنکھوں سے اپنی آنسو
رحمت سے تیری ہوگا یہ رنج دور کب

۱۴۱ — ۵
جیتا تو دیکھ لیتا انجم وہ شان و شوکت
آخر تمہارا صاحب ہوگا ظہور کب

نہ کیا تو نے کبھی وعدہ ملاقات کا ٹھیک
نہیں اے عہد شکن تیری کسی بات کا ٹھیک

کام رکھتے ہین ترے ہجر مین ہم رونے سے
نہ یہان درد کی تخصیص نہ دن رات کا ٹھیک

کب سزا دے کے لگا ئیگی لگیگی ہمکو
نہ کیا آپنے اظہار مکافات کا ٹھیک

جگر و دل ہی کے جھگڑے مین پڑا رہتا ہون
ملے کچھ ہوتا نہیں آپکی سوغات کا ٹھیک

۱۴۲
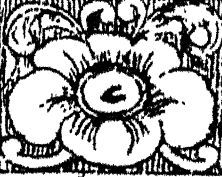
وسوسے سیکڑون سے آئے جو نہ آیا وہ یار
آسمان کچھ نہ رہا اپنے خیالات کا ٹھیک

کل تلک جس ناتوان کا تھا گذر گلزار تک
آج جا سکتا نہیں وہ سایۂ دیوار تک

ضعف سے پھر ناتوان کے پانون اٹھ سکتے نہین
تو ہی لیچل جوش وحشت کوچۂ دلدار تک

مر گئے ہم سر پٹک کر تیرے دروازے پہ حیف
تو نے دکھلایا نہ ہمکو آخری دیدار تک

چپ ہی رہتا ہے سوال وصل پہ وہ ہوشیار
ملے اقرار اک طرف کرتا نہیں انکار تک

دامن و جیب و گریبان پھاڑتا تو اک طرف
توڑ ڈالے ہین جنون نے آنسوؤن کے تار تک

زخم خندان دیکھکر میرے دل رنجور کے
کھل کھلا کر ہنس پڑا وہ قاتل خونخوار تک

۱۴۳
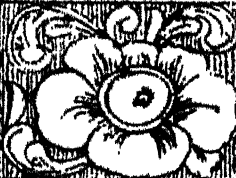
بھیڑ ہوگی عاشقون کی جبکہ نکلیگا وہ ماہ
بند ہو جائینگے انجم کوچہ و بازار تک
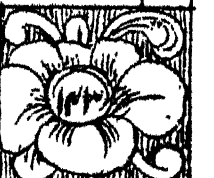
روز تو کرتا ہے ایجاد نیا ایک سے ایک
بڑھتے جاتے ہین ترے جور و جفا ایک سے ایک

وائے محرومی طالع جو لیا نام وصال
ہو گیا ہونٹھ تلک اپنا جدا ایک سے ایک

کس لقب سے مین تجھے یاد کرون بتلا تو
نام اعلیٰ ہے ترا نام خدا ایک سے ایک

دل کو تھاموں ارے ظالم کہ جگر کو رو کون | کہ یہان تو ہین تڑپنے مین عدو ایک سے ایک

١٢٢
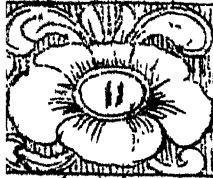
کسطرح ہوش رہین اپنے بجا اے انجم
اسکے ہین ناز و ادا ہوش ربا ایک سے ایک

١١

مجھسے رہیگا جدا یار مرا کب تلک | سینے مین تڑپیگا دل بار خدا کب تلک
پاس سے اٹھکر مرے جاتے تو ہین آپ آج | یہ تو بتا دیجیے آئیے گا کب تلک
مین بھی نہ بولونگا اب تمسے خدا کی قسم | دیکھون تو رہتے ہو تم مجھسے خفا کب تلک
اے صنم سیمبر بہر خدا غور کر | عاشق ناشاد پر جور و جفا کب تلک
آیا نہ وہ یار ادھر اور نہ بلایا مجھے | ہاتھ بھی دکھنے لگے مانگون دعا کب تلک
ایکدن آکتا کے اب جان ہی دیدونگا مین | صدمۂ فرقت سہون روز بھلا کب تلک
دیکھ ہی لونگا تمھین ایک نہ اک دن ضرور | دیکھون تو کرتے ہو تم شرم و حیا کب تلک
کوئی ستارہ شناس آئے تو پوچھون مین | مجھسے ملیگا مرا ماہ لقا کب تلک
ایک دن آنا انھین ہوگا مرے گھر ضرور | دیکھون تو کرتے ہین وہ عذر حنا کب تلک
میرے مسیحا سے یہ جاکے کوئی پوچھ آئے | ہجر کے بیمار کو ہوگی شفا کب تلک
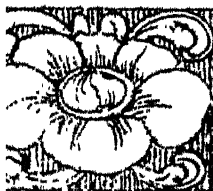
انجم ناشاد کی حاجتین جو کچھ کہ ہین
اے مرے مشکلکشا ہون گی روا کب تلک
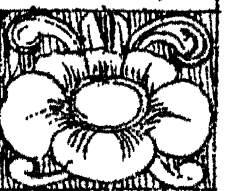
ہمین اور عشق سے توبہ کرے زاہد	٢	یہی جی چاہتا ہے ہر سو لامکان تک
دیکھا کرینگے تمکو ہم گھور گھور کب تک	ق	بھاگا کرو گے ہمسے تم دور دور کب تک

۱۴۵ ردیف کاف فارسی ۹

میری جانب سے انہین جا جا کے سمجھاتے ہین لوگ / وہ نہین سننے کا قصد بیکار رولواتے ہین لوگ

شعلہ خو میرا سنے مجھ دلجلے کا حال کیون / آگ مین آگ اور بھی ناحق لگاتے ہین لوگ

میرے مرنے پر انھین کیون ہے شک پوچھو کوئی / کیون سر بالین مرے بیکار چلاتے ہین لوگ

کوئی کہتا ہے تجھے جلاد کوئی سنگدل / تیری جانب سے مجھے آ آ کے دھمکاتے ہین لوگ

مین تو جیتا ہون نہ مرتا ہون سکتا ہون پڑا / جھوٹ سچ مین تمھارے سامنے کھاتے ہین لوگ

دوستی کے پردے مین کرتے ہین مجھسے دشمنی / تمکو پھر اگلی جفائین یاد دلواتے ہین لوگ

تیری محفل مین مرا آنا جو انکو بار ہے / چھیڑ کر تجھکو مجھے باتین ہی سنواتے ہین لوگ

تم سے اور وعدہ وفا ہو یہ ہمین باور نہین / قسمین دیکر تمکو ناحق جھوٹھ بلواتے ہین لوگ

۱۴۶ باز آیا آسمان انکی ہوا خواہی سے مین / آگ وہ لگی اور بھی آ آ کے بھڑکاتے ہین لوگ ۸

میرے آنے سے تمھارے پاس گھبراتے ہین لوگ
بیٹھتا ہون مین اگر دم بھر تو اٹھ جاتے ہین لوگ

گر کبھی بھولے سے بھی آجاتا ہے میرا خیال
جھوٹ سچ باتین بنا کے انکو بہلاتے ہین لوگ

پانون مین منھدی وہان ملتا ہے جب وہ حیلہ جو
خون کے آنسو ہمین آ آ کے رلواتے ہین لوگ

یون تو اسکے سامنے سب اپنی اپنی کہتے ہین

جب ہمارا ذکر آتا ہے تو اُکتاتے ہین لوگ

ایسے اُلجھیے ہین مجھے دل کی گتھی کسطرح
دیکھکر مجکو انھین باتون مین اُلجھاتے ہین لوگ

تم نہ مانو گر تو کیون عاشق کو پھر روکے کوئی
کھینچتے ہو ہاتھ تم تو پاؤن پھیلاتے ہین لوگ

کیا اُنھون نے کچھ بگاڑا ہے مرا تبلاؤ تو
سامنے آتے ہوے کیون میرے شرماتے ہین لوگ

کردیا مشہور ظالم اُسکو ناحق آسمان
وہ تو خود ایسا نہین پر اُسکو سکھلاتے ہین لوگ

۱۴۷　ردیف لام　۱۴۷

مرغوب ہے جو صحبت اغیار آجکل　جون یہ ہے حضور کا دربار آجکل
ناحق خفا ہے مجھسے مرا یار آجکل　ہے اپنی زندگی سے مجھے دشوار آجکل
پہلو مین اپنے ہے جو وہ دلدار آجکل　پھولون نہین سماتا دل زار آجکل
ہے سرد حسن وعشق کا بازار آجکل　کوئی نہین ہے دل کا خریدار آجکل
اے شوخ تیری بات کا ہے اعتبار کیا　ہے وعدۂ وصال مین تکرار آجکل
وہ دن گئے وہ صحبتین وہ دل لگی کہان　اب بیٹھے روتے ہین پئے دیدار آجکل
ٹھوکر لگا کے یار جگاتا نہین مجھے　سوتے ہین میرے طالع بیدار آجکل

آتا نہ تیرے کوچہ مین ایجان جان کبھی
پر دل نے کردیا مجھے ناچار آجکل

روتے ہین یاد مین دردندان یار کی
ہے چشم تر ہماری گہربار آجکل

جب وے نکلتے ہین مجھکو تو ازراہ طعن
کہتے ہین کیا ہوا تجھے آزار آجکل

سچ سخت جان کے قتل سے کیون ہاتھ اٹھالیا
کیون باندھتے نہین ہین وہ تلوار آجکل

بوسہ جو لے لیا ہے تری چشم مست کا
دشمن ہوے ہین ابروے خمدار آجکل

سینا عبث ہے چاک گریبان کا دوستو
ممکن نہین رہے جو کوئی تار آجکل

یارو رفیق اپنا بجز نالہ وفغان
انجم ہوا نہ کوئی بھی زنہار آجکل

تری جدائی کی اے مسیحا نہین ہے اب دلکو تاب بالکل
شکیب وصبر وقرار نے تو دیا ہے ہمکو جواب بالکل

اٹھا کے بیٹھو تم اپنے رخسے اگر مریجان نقاب بالکل
ابھی تو ہوکر خجل سے چھپے گا یہ ماہ زیر سحاب بالکل

جو تیری الفت یوہین رہیگی نہ چین ہوگا مزار مین بھی
نہ آنے دیگا خیال تیرا ہماری آنکھون مین خواب بالکل

یہ آتش عشق شعلہ رویان جلائیگی آگے دیکھین کیا کیا
دل وجگر تو ابھی سے یارو ہوے ہین جلکر کباب بالکل

اگرچہ فرقت کی تاب ہوتی تو پھرتے آوارہ کسلیے تم

۱۴۹ یہ بیقراری نے دلکی انجم کیا ہے تمکو خراب بالکل ۵

ہمتو ہین اپنی خطا کے قائل
وہ نہین جور و جفا کے قائل

اسکی قدرت مین نہین انکو کلام
بت بھی ہین میرے خدا کے قائل

دلکو کس ناز سے لیجاتا ہے
ہم تو ہین تیری ادا کے قائل

ہمتو قادر یہ ہین کہتے ہین انہین
کیون وہ کرتے ہین دعا کے قائل

۱۵۰ وہ بھی بھرنے لگے انجم آہین
جو نہ تھے آہ رسا کے قائل ۹

الٰہی کوئی ہوا کا جھونک دکھا دے چہرہ اُڑا کے آنچل
کہ جھانکتا بھی ہے وہ ستمگر تو ٹھکر ٹھکری مین لگا کے آنچل

ضرور ڈھائیگا کوئی آفت ضرور فتنہ بپا کرے گا
یہ تیرا اٹکھیلیون سے چلنا جھکا کے گردن اُٹھا کے آنچل

جو تمکو منظور ہے پھر آنا تمھین کہو پھر یہ کیسا جانا
جتا کے غصہ سُنا کے باتین چڑھا کے تیوری چھُڑا کے آنچل

سُنی جو پانون کی میرے آہٹ تو کیا ہی بن ٹھن کے سو رہے وہ
جو مین نے تلوو نمین گدگدایا اُلٹ دیا مسکرا کے آنچل

زمانہ فرقت کا جائے یارب وہ وقت وہ دن بھی آئے یارب
ادا کر و نمین ترا دوگانہ کھڑے رہین وہ بچھا کے آنچل

ضرور ہین کچھ نہ کچھ کشیدہ کہ رہتے ہین وہ دور ہم سے
جو پاس بھی آکے بیٹھتے ہین تو زیر زانو دبا کے آنچل

تمھین سے ہے صاحب لحاظ کسکا یہ کوسنا چپکے چپکے کیسا
دعا کرون مین زرگڑکے ماتھا کہو تم آمین اٹھا کے آنچل

ترا یہ بوٹہ سا قد قیامت یہ چال متوالی آفت آفت
یہ پیاری صورت ستم دوپٹہ غضب کی رنگت ملا کے آنچل

سمجھ لے یہ دلمین آسمان تو وہ لوٹ ہین تیرے لوٹنے پر
جو اوڑھ کر لٹ پٹا دوپٹہ لٹاتے ہین ادا کے آنچل

۱۵۱ ردیف میم ۱۵۱

دیکھکر اُس یار کی تو یر ہم
خود سراپا بنگئے تصویر ہم

کچھ گلہ تجھ سے نہین ہے جانجان
کر رہے ہین شکوۂ تقدیر ہم

ڈر سے ہے آزردہ نہو وہ تند خو
حال دل کیونکر کرین تحریر ہم

مانی و بہزاد خود حیران ہین
کس سے کھنچوائین تری تصویر ہم

یاد جب آتے ہین عارض یار کے
چومتے ہین کھول کے تفسیر ہم

جور اُس بتکے سہینگے کب تلک
تیرے ہاتھون آہ نے تاثیر ہم

مثل نقش پا پڑے ہین خاک پر
تیرے کوچے مین بت بے پیر ہم

آہ وزاری بیقراری شوق وذوق
کرچکے سب یار کو تحریر ہم

مین تو کرتی ہی رہی ہون منتین مگر تم آمین اٹھا کے آنچل

ظلم جو چاہو یہان کرلو تو — ہونگے روز حشر دامنگیر ہم
اے ہوس لاکے خاک پائے یار — کیا بنا سکتے نہین اکسیر ہم
کسطرح اُس دشمن جان سے ہو وصل — کیا کرین اے دوستو تدبیر ہم
مرمٹے اسواسطے اے جانجان — خاک بنکر ہونگے دامنگیر ہم
جس طرف دیکھو ہماری آہ ہے — بنگئے ہین ابر عالمگیر ہم

۱۵۲ — ۱۰

شوق نظارہ جو ہے اُس ترک کا
جاتے ہین انجم مثال تیر ہم
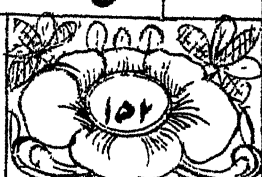
دل تڑپ کر رہگیا تجھ بن صنم — پھر گیا ہونٹون تلک آآکے دم
دل تو میرا لے لیا دے دے کے دم — اُس پہ کہتے ہو نہین دمباز ہم
دے دیا بے عذر دل اُس شوخ کو — سچ یہ ہے ہین لائق تعزیر ہم
کیا خطا مجھسے ہوئی جو آپ نے — کردیا موقوف آنا ایک قلم
تکتے تکتے مین گذر جاتا ہے دن — رات بھر تارے گنا کرتے ہین ہم
درد سر کا یہ بہانہ ہے عبث — مین نہ مانونگا ترے سر کی قسم
اے دل بیتاب بنجا نامہ بر — یار کو ہم نامہ کرتے ہین رقم
وہ مسیحا تو نہ آئیگا کبھی — رک رہا کیون آنکر آنکھون مین دم
حسرت و حرمان کا لشکر ساتھ ہو — لاش بھی اُٹھے تو باجاہ و حشم

آسمان عاشق تمہارا ہے تو — اسقدر کرتے ہو کیون ظلم و ستم

ہے ایک ہزاروں روز کے ظلم و ستم اور ایک ہم
یارب یہ سوبیداد گردو لاکھ غم اور ایک ہم

سارے خدائی ہو تری ہمکو کسی سے کیا غرض
میدان حشر مین بھی ہو اک وہ صنم اور ایک ہم

ہوش مین جب آسمان آتے ہین ہم
اپنے آپے سے گذر جاتے ہین ہم

وصل کی شب بات بھی کی تو یہ کی
رات آئی ہے بہت جاتے ہین ہم

منھ کفن سے ڈھانپ لین ہم کس لیے
اے اجل کیا تجھسے شرماتے ہین ہم

ہجر جانان مین نہ آئی موت بھی
اس ندامت سے موئے جاتے ہین ہم

خون دل پیتے ہین جب یار مین
لخت دل اے دوستو کھاتے ہین ہم

ردیف نون

جو صبح وصل وہ جانیکا نام لیتے ہین
ہم اپنے ہاتھون سے دل اپنا تھام لیتے ہین

یہی تھا حسن کا شہرہ کہ خود بکے یوسف
وہ اک ادا پہ ہزارون غلام لیتے ہین

خدا بھی پوچھے گا مجھسے تو صاف کہدونگا
یہ مجھپہ چاہنے کا اتہام لیتے ہین

صدا چمن سے جو آتی ہے روز چٹ چٹ کی
بلائین غنچے تری صبح و شام لیتے ہین

بھلا جواب سخن کی امید کیا اُنسے
اشارے سے جو ہمارا سلام لیتے ہین

اثر ہوا مرے نالون مین اسقدر انجم
کہ اُنکے دل کو وہ ہاتھون سے تھام لیتے ہین

نہ پھندا ہے نہ کوئی پیچ گیسوئے سلاسل مین
الٰہی آ گیا پھر یہ دل کم بخت کس بل مین

سنا ہے سیر گلشن کو وہ مست ناز آتا ہے
بچھا دین آج ہم بھی وہ جہانکو ایک پل مین

ہمارا ذکر سنکر پیتا ہے انت اک عالم
لگا کر آپ سے دل پڑ گئی ہے جان کل کل مین

ہوے ہم خاک جلکر دل مگر انتک سلگتا ہے
دبا رکھا ہے اس چھوٹی سی چنگاری کو بھوبل مین

یہ کسکے سامنے وہ ہر الیا آنچل ارے ظالم
یہ کسکی آنکھ کے ڈورے پڑے ہین تیری ہیکل مین

نہین اچھا یہ صاحب روز کا عذر فراموشی
کر دو پھر وصل کا وعدہ گرہ دو پہلے آنچل مین

اٹھا کر دونون ہاتھونکو وہ بت انگڑائی لیتا ہے
نہ دیکھا ہوے جسنے دیکھلے وہ چاند کنڈل مین

الٰہی سخت حیران ہون لگی دلکی بجھے کیونکر
نہ کوئی قطرہ آنکھو نمین نہ کوئی بوند بادل مین

پرستش کو بت آتے انکی زاہد منع کرتا ہے
خدائی کے کرشمے ہین بھرے جس شوخ چنچل مین

ارے جادو نگہ کافر نہ ہون گر غیر چشمک زن
ملادون اپنی آنکھونکی سیاہی تیرے کاجل مین

خرام ناز پر تیرے ستمگر کون مرتا ہے
گلے کا کسکے گھنگرو بولتا ہے تیری چھاگل مین

یہ او صیاد کسکو حسرت پرواز نے ملا
یہ کسکی خاک اڑتی ہے بگولے بنکے جنگل مین

۱۵ ابھی سے دلکو اے انجم چکھادی دردکی لذت
یہ کیسا قہر ڈھایا گھن لگایا اٹھتی کونپل مین ۱۲

یون تو خدا کے فضل سے کہنے کو کیا نہین
پر تو نہین تو جینے کا اپنے مزا نہین

جز یار اسمین غیر کے رہنے کی جا نہین
اے آرزو دو دن یہ دل ہے یہ مہمان سرا نہین
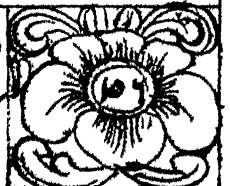
ہم سے تمہارے چاہنے والے ہزار ہا
تم سا مگر ہمارے لیے دوسرا نہین

آجاؤ تم تو درد جدائی ہے کیا بلا
وہ کونسا مرض ہے کہ جسکی دوا نہین

کس دلربا کی دل کو خدایا تلاش تھی
کھویا گیا ہے ایسا کہ ملتا پتا نہین

جینے کی اپنے ہمکو توقع ہو کسطرح
مرتے ہین جسپہ ہم وہ ہمین پوچھتا نہین

دنیا تماشہ گاہ و دروزہ ہے آسمان
آنیکو آئے ہین پہ ٹھہرنے کی جا نہین

بے سمجھے بوجھے مین نے ہے دل اُسکو دیا
میری ہی یہ خطا ہے قصور آپ کا نہین

مین لاکھ چاہتا ہون نہ آؤن تمھارے پاس
پر کیا کرون کہ دل ہی مرا مانتا نہین

دیکھا کبھی نہ نخل تمنا کو بار ور
یہ وہ شجر ہے جو کبھی پھولا پھلا نہین

طوفان نوح اُٹھا بھی اور آکے رہ گیا
لیکن ہماری آنکھ سے آنسو تھما نہین

پامال کر رہے ہو مری حسرتون کو کیون
دل خانۂ خدا ہے کوئی کربلا نہین

۱۵۷ ستار کیون نہ ڈھانپے گا تیرے گناہ کو
کیا آسمان تو پیرو آل عبا نہین ۷

ادھر تو زندگی سے اپنی ہم اکتا سے جاتے ہین
ادھر وہ سخت جانی دیکھکر گھبرائے جاتے ہین

عیان کیوسطے حاجت بیان کی کچھ نہین صاحب
بیان چہرے ہی سے آثار اُلفت پائے جاتے ہین

ارے جلادِ عالم ہم تو تجھپر آپ مرتے ہین
ہمارے قتل پر بیڑے عبث اُٹھوائے جاتے ہین

زہے قسمت زہے شانِ نزول رحمت باری
یہان آنسو وہان تیر ستم برسائے جاتے ہین

سرشک دیدہ تو پہلے یہ دفتر دھو چکا یا رب
ہمارے نامۂ اعمال کیون ڈھونڈھوائے جاتے ہین

پئے تسکین گوارا کی کشاکش ہائے تیغ نالون کی
یہ ظالم آگ مین آگ اور بھی بھڑکائے جاتے ہین

توقع پر اسی دن کی یتو نکے ناز اٹھاتے ہین | یہ کیسا حشر ہی ہمپر ستم کیون ڈھائے جاتے ہین
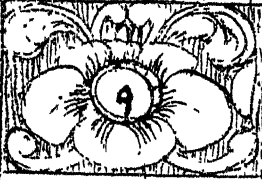
فراق یار مین ہم رنج و غم بھی کھا نہین سکتے
کہ رنج و غم تو انجم ہمکو خود ہی کھائے جاتے ہین

۱۵۸ — ۹

وہ چال اٹھکھیلیون سے چلکر دل و جگر رونڈے ڈالتے ہین
ابھی جوانی کا ہے جو عالم نہ دیکھتے ہین نہ بھالتے ہین

چلا ہے پہلو سے یار اٹھکر غم جدائی کو ٹالتے ہین
کبھی تو ہم دل کو تھامتے ہین کبھی جگر کو سنبھالتے ہین

کبھی نہ جنکو لگایا تھا منھ گلے مین باہین وہ ڈالتے ہین
جو مانگتا ہون مین ایک بوسہ تو آپ آنکھین نکالتے ہین

اگر یہی ہے تلون انکا خدا ہی سے ہے وعدہ ہو جو پورا
کہا تھا کل آج وصل ہوگا وہ آج پھر کل پہ ٹالتے ہین

نہ فتنہ رفتار ناز ڈھائے لچک نہ وقت خرام آئے
خدا ہی نازک کمر بچائے کہ پائنچے وہ سنبھالتے ہین

نہ جان بلب کیون مریض غم ہو پڑے عیادت نہ آئے دیکھو
مسیح کہتے ہین لوگ جنکو وہ جان کر مار ڈالتے ہین

کبھی یہ کہتے ہین درد سر ہے کبھی یہ کہتے ہین اب سحر ہے
ستم یہ مشتاق وصل پر ہے ہزارون حیلے نکالتے ہین

نکالون ارمان کیون نہ پی سکے کہ مست ہون جام عشق پیکے
ہین صدقے اس اپنی بیخودی کے کہ دور کر وہ سنبھالتے ہین

لگے ہے انجم جو ہین سکھانے تو ہین نیا رنگ آن لائے
کہ جیسے شیشے ہین سر جھکائے نہ بولتے ہین نہ چالتے ہین

سیر کو اچھے سے گئے گلزار مین
رہ گیا دل چھد کے نوک خار مین

پہنچ ہین بستر پہ تیرے آن کر
کچھ نہین باقی ترے بیمار مین

بعد مردن بھی رہین آنکھین کھلی
دم جو نکلا تھا خیال یار مین

یا الٰہی حسن کا ہووے برا
بھر دیا جادو نگاہ یار مین

گر قبول افتد زہے عز و شرف
پیش کش ہے دل تری سرکار مین

نام سے اسکے غرض ہے زاہدا
فرق کیا ہے سبحہ و زنار مین

دل کا مین پاتا نہین نام و نشان
ڈھونڈ آیا کوچہ و بازار مین

رنگ لایا خون عاشق قاتلا
پڑ گئے جوہر تری تلوار مین

کام کیا مسجد سے ہے مجھ رند کو
پڑ رہون گا خانۂ خمار مین

دیکھیے یہ پیچ و تاب اچھا نہین
آگیا بل ابروے خمدار مین

ڈھونڈتا ہے دل مرا سینے مین کیون
دیکھ لے پیکان مین سوفار مین

مر گیا جانباز تیرا اے مسیح
رہ گئی حسرت دل بیمار مین

دل نے کیا اچھی جگہ پائی مرے
بنگیا حشو نگاہ یار مین

ناتوانی کا یہ عالم ہے تڑپنا تو کجا
دامن قاتل بھی میرے خون سے بھر سکتا نہین
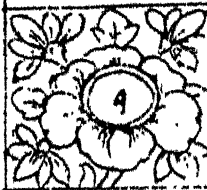
سر کے بل چلتا جو ہے انجم تمہاری راہ مین
باعث ترک ادب ہے پانون دھر سکتا نہین
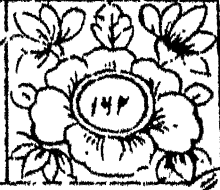
لگی ہو مسی پان کھائے ہوئے ہین
ستانے پہ بیڑا اٹھائے ہوئے ہین

غضب ہے حسینون سے دل کا لگانا
یہ آفت کے پتلے بنائے ہوئے ہین

مرے خط کو پھاڑا رقیبون نے آگے
کسی کی وہ پٹی پڑھائے ہوئے ہین

اُلجھنے سے بالون کے گردونہ صاحب
تمہارے ہی یہ سر چڑھائے ہوئے ہین

کلیجہ ہتیلی پہ رکھ لون تو جاؤن
وہ ہاتھون مین مہندی لگائے ہوئے ہین

شب ہجر جب خواب دیکھا یہ دیکھا
کہ تجھکو گلے سے لگائے ہوئے ہین

تری تیغ کی آب جاتی رہی ہے
مرے زخم پانی چرائے ہوئے ہین

جدھر دیکھتا ہون انھین کا ہے جلوہ
وہ نظرون مین ایسے سمائے ہوئے ہین
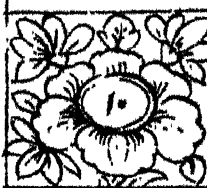
اتارینگے کس کس کو نظرون سے انجم
وہ کیون آج تیوری چڑھائے ہوئے ہین
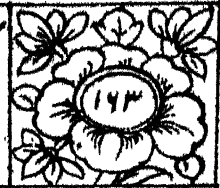
خدایا وہ حرارت دے ہماری آہ سوزان مین
نہو پاسنگ بھی جسکا ترے مہر درخشان مین

پڑے دیکھے جو دھبے خون کے قاتل کے دامان مین
دم بسمل بھر آئے اشک میری چشم گریان مین

ہماری آہ نے ٹھنڈا کیا مہر درخشان کو
تمہارے حسن نے دھبہ لگایا ماہ تابان مین

کئی دن سے تڑپ سینے مین جو تھی وہ نہین پاتا
اُلجھکر رہگیا دل کیا کسی کی زلف پیچان مین

ارے تو یہ نسبت کسنے دی اسکی کلائی سے
لگا دی اور بھی اک شاخ ناحق شاخ مرجان مین

تمھارے باغ مین آکر مرا دل تنگ لایا ہے
ابھی دیکھو نیا گُل آج پھولا ہے گلستان مین

اگر اشک خجالت مغفرت کا میری حیلہ تھا
تو یارب بھر دیا ہوتا سمندر چشم گریان مین

نہ پوچھو کس طرح اپنی بسر اوقات ہوتی ہے
جو شب کاٹی تو حسرت مین جو دن کاٹا تو حرمان مین

الٰہی کیا ہوا کیون ہے یہ شکل آئنہ ششدر
یہ صورت کسکی پھرتی ہے ہماری چشم حیران مین

اگر انصاف سے پوچھو تو انجم دونون حق پر ہین
یہ سب ہے بیکار کا جھگڑا پڑا گبر و مسلمان مین

۱۶۴ ۲۱

جوش پر اپنی مستیان آئین
یاد کسکی یہ شوخیان آئین

باتون باتون مین لے لیا دلکو
تمھین کیونکر یہ پھرتیان آئین

کہین انکو نہ یاد آیا ہون
آج کیون مجھکو ہچکیان آئین

دونون عالم ہوے تہ و بالا
انکو کیون خوش خرامیان آئین

رُک رہا دم جو آکے آنکھونمین
یاد کس بُت کی انکھڑیان آئین

بال کھولے نہار ہے تھے وہ
کیا ہی گھر گھر کے بدلیان آئین

تم جو سوئے تو تلوے سہلانے
میری آنکھون کی پتلیان آئین

پھر لگاتے ہو مہندی ہاتھونمین
یاد پھر رنگ رلیان آئین

جوش وحشت کے دن پھر آپہونچے
مژدہ اے دل کہ بیڑیان آئین

پڑ گیا ہاتھ جب گریبان پر
ہاتھ دو چار دھجیان آئین

غیر سے کچھ نہین کلام ہمین	آپ ہی سے فقط شکایت ہے

۱۲ — ۱۶۶

پھر کرینگے خدا خدا انجم
اتنو ہے ورد اسکا نام ہمین

سوال کیا کرون تجھ سے گناہگار ہون مین
نگاہ چار ہو کیونکر کہ شرمسار ہون مین

روا نہ رکھ کہ جہان مین ذلیل و خوار ہون مین
جو ہون سو ہون پہ ترے در کا خاکسار ہون مین

پڑا ہوا ہون بتون کی گلی مین دل تہامے
صبا سنبھل کے ذرا چل نحیف و زار ہون مین

کسی سے مطلب دل میرا حل نہین ہوتا
سوال مسئلہ جبر و اختیار ہون مین

جفا و ظلم کا اس سے گلا کرون کیونکر
ستم شعار ہے وہ اور وفا شعار ہون مین

تمہین بتاؤ کرے صبر کب تلک کوئی
نہ ہر کسی سے ہنسو تم نہ اشکبار ہون مین

اسی کو کہتے ہین یارب نصیب کی یاری
کہ یار وہ بھی نہوا اور بے دیار ہون مین

وفا کا لطف سے گر ہزار جان ہوا
نثار تجھ پہ مری جان ہزار بار ہون مین

زبان ہو بند زبان سے اگر سوال کرون
قلم ہون ہاتھ اگر مدعا نگار ہون مین

الٰہی جذب محبت مین دے اثر اتنا
کلیجہ تھام لے وہ بھی جو بیقرار ہون مین

ہزار اپنی کہون اسکی ایک بھی نہ سنون
خدا وہ دن کرے اس سے کہین دوچار ہون مین

۱۶۷ — ۱۷

مین مست بادۂ حب علی ہون اے انجم
کبھی بہک نہ سکے جو وہ بادہ خوار ہون مین

عفو تقصیر گنہگار ہوئی یا کہ نہین	محو وہ رات کی تکرار ہوئی یا کہ نہین

پارۂ دل ہی ہیں اور لخت جگر بھی حاضر
کہیے کچھ رونق دربار ہوئی یا کہ نہین

منھ پہ منھ رکھ کے شب وصل وہ فرماتے ہیں
اب تو تسکین دل زار ہوئی یا کہ نہین

آپ لپٹے ہوے سوتے ہین کلیجے سے مرے
کشش طالع بیدار ہوئی یا کہ نہین

جسکا اقرار قسم کھا کے کیا تھا تم نے
پھر اسی بات پہ تکرار ہوئی یا کہ نہین

صور پھونکا جو سرافیل نے تو پوچھنے دو
اسکی پازیب کی جھنکار ہوئی یا کہ نہین

جو نہان دل مین تھا آخر وہی آیا لب پر
کیون زبان واقف اسرار ہوئی یا کہ نہین

دیدۂ تر نے تو اشکون کے بہائے دریا
آہ کچھ تو بھی شرربار ہوئی یا کہ نہین

مر گئے عاشق جانباز تو مرجانے دو
انکی کچھ گرمی بازار ہوئی یا کہ نہین

کوے جانان سے اٹھاؤ نہ ابھی لاش مری
پوچھ لو قبر بھی تیار ہوئی یا کہ نہین

میری میت کے بھی دن پھر گئے مرتے مرتے
سایہ افگن تری دیوار ہوئی یا کہ نہین

بعد مردن بھی خلش ہے یہی دلمین باقی
سیدھی ہم سے نگہ یار ہوئی یا کہ نہین

مین نہ کہتا تھا نہ بھر عشق کا دم اے دل زار
سانس لینی تجھے دشوار ہوئی یا کہ نہین

نیم بسمل سے مجھے چھوڑا تو ہوا کیا حاصل
پھر چھری ذبح کو درکار ہوئی یا کہ نہین

مار ڈالا مجھے دم دے کے مسیحا تو نے
چارہ سازی تری بیکار ہوئی یا کہ نہین

منع کرتے تھے نہ جا سیر چمن کو بلبل
آج آخر کو گرفتار ہوئی یا کہ نہین

١٦٨

عقدے حل ہو گئے اے انجم ترے آئین سب
مدح حیدر کرار ہوئی یا کہ نہین

٧

صاف ہم تمسے آج کہتے ہین / سب تمھین بدمزاج کہتے ہین

تیرے بیمار غم کو ہے وہ مرض / حکما لاعلاج کہتے ہین

میری دھڑکن سے وہ بھی ہین بیچین / ہان اسے اختلاج کہتے ہین

کیا عناصر مین ہے تری قدرت / بس اسے امتزاج کہتے ہین

ہے شہادت کی آرزو قاتل / دلکی ہم احتیاج کہتے ہین

داغ سودا نے سرفراز کیا / ہم اسے اپنا تاج کہتے ہین

۱۶۹

خوب پیدا کیا ہے نام انجم / لوگ عاشق مزاج کہتے ہین

۵

حال دل بھی ابتو کچھ اظہار کر سکتا نہین / آہ تک منہ سے ترا بیمار کر سکتا نہین

یہ سے ہے آوارہ طبیعت اور وہ نازک مزاج / مین دل وارفتہ نذر یار کر سکتا نہین

ہے گوارا آئین موسیٰ کی طرح سو بار غش / اور تو کچھ بھی ترا بیمار کر سکتا نہین

نالۂ پُر درد میرے سُنکے وہ برہم نہون / اسلیے بستر پس دیوار کر سکتا نہین

۱۷۰

کُھل نجائے حال غیرون پر محبت کا کہین / اسلیے انجم وہ آنکھین چار کر سکتا نہین

۱۲

نامہ بر واقف نہین دولتسرا سے کیا کہین / حالِ دردِ دل زبانی ہم صبا سے کیا کہین
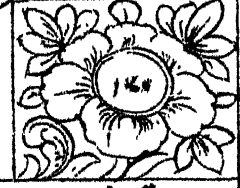
وعدہ آنے ہی کا کر لوٹا لنے کے واسطے / کچھ تو کہتے جاؤ اسے عیسیٰ قضا سے کیا کہین

کوئی تو ظالم اُسے کہتا ہے کوئی سنگدل / ہم تو واقف ہی نہین اُس بیوفا سے کیا کہین

اڑائی اسد رجہ خاک حسرت کمر کمر تک گڑے ہوے ہین
ادھر تو جینے سے ہم ہین عاری اُدھر منگاتے ہو تم سواری
یہ کیسی ہین گرمیان تمھاری پھپھولے دلمین پڑے ہوے ہین

۱۷۶
فریبی آنکھین رسیلی چیتون ادا اشارہ نگاہ رہزن
یہ اپنے دو تین ہین جو دشمن نظر ہین انجم تڑے ہوے ہین
۱۷۷

جب سے پہلو مین وہ نگار نہین
کسی پہلو مجھے قرار نہین

ہان بھلا کس طرح وہ منھ سے کہین
اُنکے سر پر تو ہے سوار نہین

ساقیا جام دے نہ تلچھٹ کا
کچھ مین کم ظرف بادہ خوار نہین

رات بھر کی یہ حسرتین ہین مری
اُنکی گردن مین باسی ہار نہین

نہ ملو چل کے ٹیڑھی ترچھی چال
دل مرا ہے یہ سبزہ زار نہین

ترک اُلفت مین کی بہت کوشش
کیا کرون دلپہ اختیار نہین

جیسا مشہور کرتے ہین اُسے لوگ
وہ تو ایسا جفا شعار نہین

اپنے کُشتون مین دیکھ لے قاتل
کوئی مجھ سا تو دلفگار نہین

لاش کیون دھوم سے اُٹھاتے ہو
مین تو شرمندۂ وقار نہین

جب کہا مین نے تمپہ مرتا ہون
ہنس کے بولے کہ اعتبار نہین

تو جو آئی تو اے اجل بتلا
کیا مقدر مین وصل یار نہین

تم ستم روز کرتے ہو ایجاد
پھر سبب کیا جو ناگوار نہین

مجھکو دم بھر بٹھالو پاس اب جان / اور مطلب کا خواستگار نہین
جرم اُلفت پہ قتل کرتے ہو / مین تو ایسا گنہگار نہین
جسکی جانب ہوا رہا تا زیست / دل مرا ہے مزاج یار نہین
مرتے دم وعدۂ وصال نکر / مجھکو منظور انتظار نہین
دل نہ دینا کسی کو اے انجم / کہ نہین عشق سازوار نہین
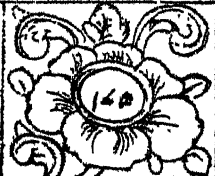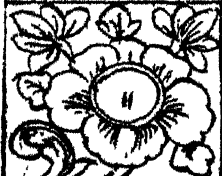
۱۷۳ — ۱۶

تم جو آتے سر مزار نہین / کیا تمھارا مین جان نثار نہین
حال درد جگر کہون کس سے / کوئی دلسوز و غمگسار نہین
مانگا بوسہ تو بولے جھنجھلا کر / کہہ چکے ہم ہزار بار نہین
گردش چشم سرمگین سے سوا / گردش چرخ کجمدار نہین
نور ہے نقش پاے دلبر کا / شمع روشن سر مزار نہین
مین جو کہتا ہون جان دیدونگا / کہتے ہین جاے افتخار نہین
اسقدر وصل مین بڑھی تکرار / اک نہین سے ہوئی ہزار نہین
رہگیا رسم ظاہری اُنسے / چاہ اب وہ نہین وہ پیار نہین
واہ کیا کہنا تیرا دست جنون / کہ گریبان مین ایک تار نہین
خاک تک میری کرچکی برباد / کیون صبا اب تو کچھ غبار نہین
برق میرے لیے تڑپتی ہے / کوئی مجھ سا ہی بیقرار نہین

پھر بھی آئینگے کہگئے ہین وہ — دلکو لیکن مرے قرار نہین
مین وہ کشتہ ہون جسکی تربت پر — پھول تو پھول کوئی خار نہین
آئین وہ قبر پر تو پوچھون مین — طبع نازک پہ ابتو بار نہین
دیکھا سیماب کو بھی برق کو بھی — دل کے مانند بیقرار نہین

۱۷۴ — ۷

دھوم ہے جسکے حُسن کی انجم
کہین تیرا تو وہ نگار نہین

بزم مین اول تو مرضی پاؤن دھرنیکی نہین — اور گئے بھی تو اجازت بات کرنیکی نہین
کل کیا تھا وصل کا اقرار آج انکار ہے — اُس پہ کہتے ہو مجھے عادت مکرنیکی نہین
اب نہ روکینگے سے چلے جانا ذراسی دیر ہے — آرہی ہے جان ہونٹون پر ٹھہرنیکی نہین
مستعد ہین ذبح کرنیکو وہ اپنے ہاتھ سے — کون ہے جسکو تمنا آج مرنیکی نہین
اُس مسیحا سے کرون کسطرح مین اپنا حال — مر رہا ہون مجھ مین طاقت بات کرنیکی نہین
سینہ و دل چھا گیا ہے حسرتون نے اسقدر — اے غم جانان جگہ اب تل بھی دھرنیکی نہین

۱۷۵ — ۱۱

آج بھی ارمان انجم سے لگے دل ہی مین ہے
صبح تک اُس حیلہ جو کی نیند بھرنیکی نہین

آج مہندی لگائے بیٹھے ہین — خوب وہ رنگ لائے بیٹھے ہین
میرے آتے ہی ہوگئے برہم — کچھ کسی کے سکھائے بیٹھے ہین
تیغ کھینچی ہے قتل پر میرے — ہاتھ مجھ سے اٹھائے بیٹھے ہین

مین شکایت جفا کی کرتا ہون
مجھسے وہ سر جھکائے بیٹھے ہین

دم چرائے ہوئے پڑے ہین ہم
وہ جو بالین پہ آئے بیٹھے ہین

امتحان کو کہا تو بولے وہ
ہم تمھین آزمائے بیٹھے ہین

کس کو نظرون سے آج اُتارینگے
کیون وہ تیوری چڑھائے بیٹھے ہین

دیکھیے کب وہ شمع رو آئے
شام سے لَو لگائے بیٹھے ہین

ٹالنا وصل کا جو ہے منظور
خود بخود منھ تھُتھائے بیٹھے ہین

سادہ پن مین ہزار جوبن ہے
بال کھولے نہائے بیٹھے ہین

۱۷۶

کون پہلو سے اُٹھ گیا انجم
آپ کیون دل دبائے بیٹھے ہین

۵

یہ نقشے اور یہ انداز دنیا سے نرالے ہین
تمھارے دست و پا اللہ نے سانچے مین ڈھالے ہین

نہین چھوڑی ہین زلفین تمنے رخسارون پہ اے پیارے
دل عاشق کے ڈسنے کو یہ کالے سانپ پالے ہین

بنا گوش صنم کے حلقے دیتے ہین خبر ہم کو
قمر کے گرد ہالے ہین نہین کانون مین بالے ہین

بوقت امتحان اغیار ٹھہرینگے نہ مقتل مین
ہمین جانباز عاشق جان اپنی دینے والے ہین

۱۷۷

نہین اچھی یہ باتین اے قمر کہتے ہین ہم تمسے
طریقے آسمان سے کیون یہ کاوشکے نکالے ہین

۷

دم نہین دم مین فغان کیونکر کرون
حال دل اُنپر عیان کیونکر کرون

دل نہین پہلو مین تو ارمان کہان
جو گذرتی ہے بیان کیونکر کرون

دل کسی قابل نہیں مجبور ہون
اسکو نذر امتحان کیونکر کرون

گر کہون تم سے نہ اپنا حال زار
تمکو صاحب مہربان کیونکر کرون

اس دل آوارہ کا کیا اعتبار
اسکو اپنا راز دان کیونکر کرون

پاس داری جنون منظور ہے
ہین گریبان دھجیان کیونکر کرون

۱۷۸ — ۲۷

آپ ہون اپنے کیے سے شرمسار
شکوہ تیرا آسمان کیونکر کرون

ق

تنشین تیری صبا کرتے ہین
لاخبر جا کے وہ کیا کرتے ہین

ہمکو گر پوچھین تو یہ کہہ دینا
رات دن آہ و بکا کرتے ہین

رات بھر لوٹتے ہین بستر پر
اشک آنکھون سے بہا کرتے ہین

تنکے چُنتے ہین وہ پھرون دنکو
تارے راتونکو گنا کرتے ہین

دھجیان کرتے ہین اسکی کبھی
گہ گریبان کو سیا کرتے ہین

پھرون دیوانونکے مانند کبھی
آپ ہی آپ بکا کرتے ہین

رونے لگتے ہین کبھی آپ ہی آپ
خود بخود گاہ ہنسا کرتے ہین

ہوکے حیران کبھی آئنہ سان
منھ کو اک اک کے تکا کرتے ہین

کبھی ویرانے مین جا بیٹھتے ہین
کبھی گلیون مین پھرا کرتے ہین

کبھی خاموش ہین مثل تصویر
کبھی نالے ہی کیا کرتے ہین

گر کوئی پوچھتا ہے کیسے ہو
کہتے ہین شکر خدا کرتے ہین

مختصر حال یہ ہے شام و سحر | ہچکی تام [illegible] کرتے ہین

گر ہمی روئیے فرصت کوئی دم | بس غزل کہ وہ پڑہا کرتے ہین

غزل

تم سے عاشق یہ جفا کرتے ہین | [illegible] بھی آپ برا کرتے ہین

ترک کرتے ہین بت سمجھ کے | دیکھیے دیکھیے کیا کرتے ہین

آپ نے خوب نکالی یہ چھیڑ | میرے رونے پہ ہنسا کرتے ہین

زلف دکھلا کے مرے دلکو حضور | کیون گرفتار بلا کرتے ہین

مین جو کچھ حال بیان کرتا ہون | باتون مین ٹال دیا کرتے ہین

دل کے آئینہ مین ہم روز اے جان | آپ کو دیکھ لیا کرتے ہین

ق

واہ کیا خوب ہے طرز گفتار | آپ تو سحر کیا کرتے ہین

مردے بھی اٹھتے ہین جو بات کرین | زندہ در گور رہا کرتے ہین

ق

انکی شوخی کا ہوا قائل مین | خوب وہ وعدہ وفا کرتے ہین

بوسے کا ہوتا ہے اقرار اگر | گالیان مجھکو دیا کرتے ہین

ق

طرز الفت سے وہ آگاہ نہین | بات کرنے مین حیا کرتے ہین

نیچی نظرین ہے گر گاہ بگاہ | اک نظر دیکھ لیا کرتے ہین

ق

دل مرا کہتا ہے مجھ سے انجم | آپ کیون رنج سہا کرتے ہین

چھوڑیے اس بت ہرجائی کو
کیون عبث جان فدا کرتے ہین

ضیق مین پڑ جائیگی دیکھا گلچین کی جان / بات صبا اگر کوئی پڑ گئی بلبل کے کان

مین نے تو شکوہ کبھی تیرا کیا بھی نہ تھا / پھر یہ مری مرتے دم بند ہوئی کیون زبان

جان بھی گر دیوین ہم کوئی نہ پوچھے ہمین / سیکڑون تم پر مرین یہ بھی خدا کی ہے شان

کہنے ہی کو تھے مسیح یا کوئی اچھا ہوا / واہ جی واہ دیکھ لی آپ کی اونچی دکان

تجھکو یقین ہو نہو ہم تو ہین عاشق ترے / مان میان یا نہ مان ہم ہین ترے میہمان

سر پہ تو اپنے یہان آن ہی پہونچی اجل / آپ ابھی تک مگر کرتے رہے امتحان
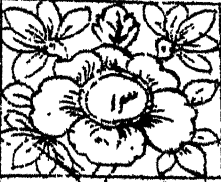
۱۴۰ — اپنی جفاؤن پہ وہ ہونگے نہ نادم کبھی / چھوڑینگے اے آسمان اپنی نہ وہ آن بان — ۱۳

جبسے عاشق ترا ہوا ہون مین / ایک آفت مین مبتلا ہون مین

اے اجل جلد آ خدا کے لیے / دیر سے منتظر ترا ہون مین

تو تو ہے بیوفا و بے پروا / تجھ سے کیونکر بھلا نبا ہون مین

دلربا دلفریب دل آرا / کہو تو کیونکر تجھے نہ چاہون مین

فرقت یار مین رہا زندہ / اس ندامت مین مر رہا ہون مین

ٹیس اوٹھتی ہے دل مین رہ رہ کر / کیون نہ آٹھون پہر کراہون مین

اے بتو اسقدر ستم نہ کرو / آخرش بندۂ خدا ہون مین

ہاتھ دھرتے ہین لوگ کانون پر / گویا ناقوس کی صدا ہون مین

کہین دلکا پتہ نہین ملتا / خاک گلیون کی چھانتا ہون مین

تو لگی ہے کسی کے آنیکی — صورت شمع جل رہا ہون مین
تم تو اچھے رہو زمانے مین — خیر یونہین سہی برا ہون مین
کیون اٹھاتا ہے اپنے کوچے سے — کہین تیرا نقش پا ہون مین

(۱۸۱) بیوفا ہے وہ شوخ اے انجم
کیون نہ مشہور باوفا ہون مین (۷)

ہمین جان کنی سے مفر ہو تو جانین — دلا آجکی شب سحر ہو تو جانین
نظر مین نہین جچتے جور آسمان کے — اگر تجھ سا بیداد گر ہو تو جانین
گئے گر فلک تک یہ نالے تو کیا ہے — جو اس بت کے دل پر اثر ہو تو جانین
شب و روز یون اشک بہنے سے حاصل — کبھی انکا دامن بھی تر ہو تو جانین
جلاتی ہے ناحق ہمین آگ دل کی — اگر سوکھ کر بحر بر ہو تو جانین
ہمین کیا جو ہو کوئی خضر طریقت — ہمارا کوئی راہبر ہو تو جانین

(۱۸۲) جو دم بھر کو انجم وہ آئے تو کیا ہے
اگر عمر یونہی بسر ہو تو جانین (۸)

تم سے بیکار دل لگائے کون — روز صدمے نئے اٹھائے کون
جب نہین کچھ امید دلداری — غم و رنج فراق کھائے کون
بیٹھے بٹھلائے اپنا دل دیکر — دشمن جان تمھین بنائے کون
تمکو تو یاد ہے دل آزاری — پھر تمھین دلربا بنائے کون

بات اتنی بھی اپنی کھو دیوے
تم یہ چاہت بھلا جتائے کون
نہ تسلی نہ کچھ تشفی دو
پھر تمھین درد دل سنائے کون
جب نہین کرتے خود وہ دلجوئی
پوچھنے غم زدونکو آئے کون

آسمان کے سوا تیا تو فلک
تیرے ظلم و ستم اُٹھائے کون

۱۳ ۱۴

نہ یہ شب ہونے دے برسون نہ ہونے دے سحر برسون
برسنے پر جو آجائے تو برسے چشم تر برسون
بھلا اتنا تو کس اُمید پر دین جان ہم اپنی
آیا ایک دن بھی تو ہے وعدے مگر برسون
نہ پوچھو ہم سے فرقت مین بسر اوقات کیونکر کی
یہینون لخت دل کھائے پیا خون جگر برسون
شب فرقت کا کیا تم پوچھتے ہو حال اے یارو
یہ وہ شب ہے نہین ہوتی کبھی جسکی سحر برسون
خط جانان کبھی نو کوئی لیکر آ ہی جائیگا
اسی اُمید پر تکتے رہے دیوار و در برسون
ہمارے دل سے بھولے اور تو سب وصل کے سامان
مگر اک خندہ زیر لب رہا پیش نظر برسون

نہ دکھلاؤ گے جب تک طالبان دید کو جلوا
رہیگا یوہین کوچے مین تمھارے شور و شر برسون

ستمگر تونے دکھلا کر ہمین گردش نگاہونکی
مہینون خاک چھنوائی پھرایا دربدر برسون

وہ ٹھوکر بھی نہین آکر لگاتے اب تو مرقد کو
رہا کرتا تھا زانو جنکا اپنے زیر سر برسون

مقدر کی طرح وہ بیوفا بھی پھر گیا ہم سے
کبھی اب خواب مین بھی وہ نہین آتا نظر برسون

الٰہی کیون ہے اسرافیل نازان صور پر اپنے
مرے نالے دو عالم کو کرین زیر و زبر برسون

نہ منھ اپنا دکھاسینگے تجھے میدان محشر مین
کرینگے ہم تری رحمت کے پردے مین بسر برسون

جو انجم ایک دن بھی آہ دکھلائے اثر اپنا
رہے سینہ بسینہ ہم سے وہ رشک قمر برسون

۱۶۰

تمھارا نام کسے ورد صبح و شام نہین
وہ کون ہے کہ جو کرتا تمھین سلام نہین

چھپا چھپا کے یہ ہم سے کلام کا کرنا
دلیل ہے کہ تری بات کو قیام نہین

وصال و ہجر کی لذت وہان کہان زاہد
سنا ہے ہمنے کہ جنت مین صبح و شام نہین

غضب ہی کرتی ہے اُسکی زبان کی لکنت
کلیم کہنے مین اُسکے ہمین کلام نہین

لیا ہے دل مرا تمنے تمھین سے نالش ہے
جو منتقم ہو تو پھر لیتے انتقام نہین

یہ کیا سمجھکے مجھے آپ کرتے ہین آزاد
حضور آپ کا بندہ کوئی غلام نہین

کہان وہ یار کہان تو کہان وصال اُسکا
یہ اور کیا ہے دلا گر خیال خام نہین

سمایا ہے جو مری آنکھو مین وہ ہرجائی
مری نگاہ کو بھی ایک جا قیام نہین

یہ میرے پاس رسول اپنا تمنے کیون بھیجا
مرے تمھارے تو نامہ نہین پیام نہین

حیا کے پردے مین کرتے ہین وہ جفا مجھپر
کہ میرے سامنے لیتے وہ میرا نام نہین

کہو رقیب کی باتین مین کسطرح کاٹون
مری زبان ہے کچھ تیغ بے نیام نہین

ہماری روح تو مدت کی چل بسی ہوتی
یہ خیر گذری کہ دیکھا ترا خرام نہین

تمھارے ہی لیے اورون سے ملتے جلتے ہین
جو تم ملو تو ہمین کچھ کسی سے کام نہین

جو بھول جائے تجھے تو حرام ہے کھانا
پیے جو یاد مین تیری تو مے حرام نہین

خدا کا گھر اسے کہتے ہین عالم و جاہل
مگر کچھ انکو مرے دلکا احترام نہین

۱۸۶ تمھارے دلکی بھلا بات کسطرح سمجھے
کوئی ولی نہین انجم کوئی امام نہین ۶

الٰہی کھپ گئی کس گلبدن کی گات آنکھو مین
پھرا کرتی ہے پتلی کیطرح دن رات آنکھو مین
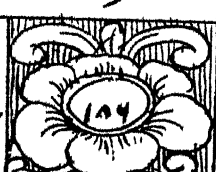
خیال کاکل مشکین نے اک اندھیر ڈھایا ہے
تصور بنگیا ہے پردۂ ظلمات آنکھو مین

تمنا ہے جو وہ خاک قدم قسمت سے ہاتھ آئے
رکھون سرمہ بنا کر قبلۂ حاجات آنکھو مین

نہ آئینگا انھین اک عذر یار دست ہاتھ آیا
کھٹکتی ہے خدایا انسو یہ برسات آنکھو نمین

کرشمے تیری قدرت کے سمجھ مین کچھ نہین آتے
سمائی ہے یہ کیونکر ساری مخلوقات آنکھو نمین
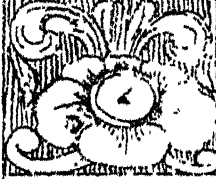
شب ہجران تو کاٹے ہی نہین کٹتی تھی اے انجم
شب وصلت کٹی کسطرح باتون بات آنکھو نمین

۱۸۷ ے

آپ کیون مجھ سے لیتے ہین قسمین
دل تو میرا ہے آپ کے بس مین

مین تو سینے ہی سے لگا رکھتا
آپ ہوتے اگر مرے بس مین

تون مجھو ٹھا کہے انھین جب ہوت
ایک وعدے پہ سیکڑون قسمین

انکے وعدے کی کوئی حد بھی ہے
دل کو کبتک رکھون مین ڈھارس مین

چھوڑا ہے چرخ میرے یار کا رنگ
دھبہ آتا ہے تیری اطلس مین

تم ہمین بوسہ ہم تمھین دل دین
بدلہ ہو جاے یون ہی آپس مین

دلکو کیا سمجھے روتے ہو انجم
جان لیوا ہین چاہ کی رسمین

۱۸۸ ے
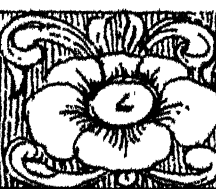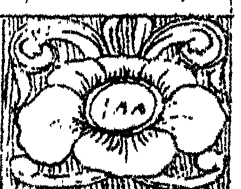
دل سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین
تجھپہ قابو مرا چلتا ہی نہین

نخل امید بھی ہے طرفہ شجر
جو کبھی پھولتا پھلتا ہی نہین

دل کے ارمان بھلا کیا نکلین
دم تو کمبخت نکلتا ہی نہین

جان دینے کو مرے سچ سمجھو
یہ وہ وعدہ ہے جو ٹلتا ہی نہین

چرخ نے رنگ ہزار دن بدلے
انکا انداز بدلتا ہی نہین

نیچا تیرا اُگلتا ہی نہین	ہم اسی غم مین اُگلتے ہین لہو

۹ آسمان آہو نسے پتھر پگھلے ۱۸۹
وہ کسی طرح پگھلتا ہی نہین

بغیر جرم وخطا اجتناب ہمسے کیون	یہ غصہ اور یہ طیش وعتاب ہمسے کیون
یہ ردو قدح عذاب وثواب ہمسے کیون	یہ چھیڑ چھاڑ بھلا شیخ وشاب ہمسے کیون
پھر اسے نکیر سوال وجواب ہمسے کیون	ہزار بار کہا ہمنے اجو ایسے ہے وہ
یہ سرد مہری تری آفتاب ہمسے کیون	ہمین سے ہجر کی شب مُنھ چھپا کے بیٹھ رہا
یہ عشق حضرت عالی جناب ہمسے کیون	کُھلا نہ بھید ذرا ایسے ہو گئے مانوس
یہ طولِ شب کا الٓہی حساب ہمسے کیون	نہ آسے کوئی گنے کوئی ہجر کی گھڑیان
یہ پرسش قلق واضطراب ہمسے کیون	تم اپنی چال سے خود آپ ہو سمجھ سکتے
یہ احتراز یہ شرم وحجاب ہمسے کیون	یہ چھپی چھپی نگاہین رُکی رُکی باتین
خفا ہے پھر دل خانہ خراب ہمسے کیون	اسی کے چلتے تو دی جان ہمنے اے انجم

۲۰ ردیف واو ۱۹۰

جو ہو تاثیر آہو مین تو محنت رائگان کیون ہو	رسائی کا مرے نالونکی مانع آسمان کیون ہو
نہو جب دل ہی پہلو مین تو پھر تاب وتوان کیون ہو	شکایت جب نہو نہ پیا تو پھر منھ مین زبان کیون ہو
نہو گر ہمصفیر اپنی تو بلبل ہم زبان کیون ہو	ہماری بھی نہ بانپر تو ہی نوا وباغبان کیون ہو
جو پردہ دار اُلفت ہو تو جلنے مین دھوان کیون ہو	نہین اپنا عقیدہ او دل پُر آرزو تجھ سے

تم اپنے شعلۂ رخ کے نہیں قائل تو بتلاؤ
نہو سوزش اگر دلمین تو سینے مین طپان کیون ہو

نہو تم بات کے پورے نہو تم قول کے سچے
لگاؤ ہاتھ گر پورا تو کوئی نیمجان کیون ہو

جلانا غیر کا منظور ہے یا مارنا میرا
بتاؤ تو سہی تم آج مجھپر مہربان کیون ہو

ستاتے ہو تلافی کر کے ناحق دے لگاکے زخمونکو
نشانی کچھ تو رہنے دو کہ عاشق بے نشان کیون ہو

نہ کر تو قتل مجھکو جان بلب ہون خود ہی مین غم سے
تری گردن پہ او قاتل مرا بار گران کیون ہو

اجازت سانس لینے کی اگر فرقت مین ہو مجھکو
تو نالہ آکے میرے حلق کا پھر دربان کیون ہو

تلاش یار مین ناحق پھرے کوئی بھی آوارہ
جو ہو تم صاحب خانہ کوئی بے خانمان کیون ہو

یہ ہمسے کج ادائی کیون یہ ہمسے روٹھنا کیسا
نہین عاشق اگر ہم پھر ہمارا امتحان کیون ہو

مکرتے ہو جو دل لیکر بتاؤ تو سبب اسکا
نہین گر دشمن جان تم تو پھر خواہان جان کیون ہو

نہین فصل بہاری گر گریبان ٹکڑے کیون ہوتے
نہو وے جوش وحشت گر تو دامن دھجیان کیون ہو

نہ دل ہی مین جگہ اسکی نہ آنکھون ہی مین جا اسکی
کوئی بتلاؤ تو وہ یار میرا میہمان کیون ہو

ترے میخانہ کو ساقی کرین کیونکر نہ ہم سجدہ
نہوئے گر در کعبہ تو اسکا آستان کیون ہو

زبان کھولون نہ کھولون سامنے غیرون کے بتلاؤ
اجازت دو تو یہ پوچھون کہ مجھسے بدگمان کیون ہو

نہون گر چاہنے والے تو تم یوسف نہ کہلاؤ
نہون گر حسرتین دلمین تو پورا کاروان کیون ہو

نہین گر داور محشر کی پرسش کی تمھین پروا
ہمین بتلاؤ پھر یون مجھسے تم دامن کشان کیون ہو

۱۹۱

سنا ہے ہم نے انجم دلسے دلکو راہ ہوتی ہے
جو یہ سچ ہے تو میرے انکے کوئی درمیان کیون ہو

۸
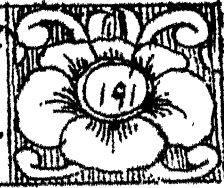
کب کہتا ہون مین بوسہ تم دے کے چلے جاؤ
دل لے کے مرا بدلے بوسے کے چلے جاؤ

تا حشر یہان نیت سیر اپنی نہووے گی
دکھلاے تماشے تم جلوے کے چلے جاؤ

اے شمس و قمر چاہو گر اپنی ضیا دُونی
گرد اُسکے ذرا پھر کر چہرے کے چلے جاؤ

جلدی ہے فرشتو کیا کہدونگا جو کہنا ہے
لکھے ابھی دفتر تم شکوے کے چلے جاؤ

یہ خون بھرا دامن دیکھے نہ کوئی دشمن
تم پاس سے اب میرے لاشے کے چلے جاؤ

کھائی تھی قسم تم نے جانیکی نہین اب ہم
تھی شرطِ وفا یہی جُل دیکے چلے جاؤ

دروازہ نہ کھولینگے ہوتی ہے سحر ہووے
ایسا نہ ہو کُھلتے ہی کھٹکے کے چلے جاؤ
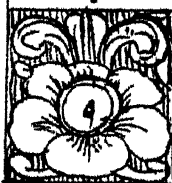
گر اشک بہا دیوین تو اسکا عجب کیا ہے
تم بیچ مین کیون انجم ریلے کے چلے جاؤ

ہان پھیر دو گردن پر تلوار چلے جاؤ	کس منھ سے بھلا کہدون اے یار چلے جاؤ

تم دیکھ تو لو مین کل جیتا ہون کہ مرتا ہون — آنے کا ذرا کرکے انکار چلے جاؤ

جب حشر بپا ہوگا دیدار دکھا دینا — تم روز یوہین کرتے اقرار چلے جاؤ

یہ کسنے کہا آکر تم جان بچا ہی لو — بیمار کو دکھلا کے دیدار چلے جاؤ

بوسہ ابھی لے دیکے تم سر سے بلا ٹالو — بیکار بڑھاتے کیون تکرار چلے جاؤ

مین نے کہا بوسہ پر مین بیچتا ہون دلکو — وہ ہنسکے لگے کہنے بازار چلے جاؤ

کیا پوچھتے ہو ہمسے دیوانونکا حال لیٹے — تم بیڑیونکی سنتے جھنکار چلے جاؤ

ہے یار سر بالین اے آؤ فرشتو تم — تا حشر مرا لکھتے اظہار چلے جاؤ

۱۹۳

جاتے ہو جو کعبے کو جاؤ مگر اے انجم — یہ کسنے کہا تجسے گھربار چلے جاؤ

۱۳

غم و اندوہ کے مارے کو جلاتے جاؤ — ہو مسیحا تو کچھ اعجاز دکھاتے جاؤ

کچھ علاج دل بیمار بتاتے جاؤ — باتین دو چار رہی اے یار سناتے جاؤ

خاک مین مجھکو اگر تم نہ ملاؤ نہ سہی — لاش تو میری ٹھکانے سے لگاتے جاؤ

اسی بیساختہ پن نے تو مجھے مارا ہے — اور ایسی کوئی تلوار لگاتے جاؤ

وعدۂ وصل مین ہر روز بکھیڑا کیسا — طول محشر تو نہین ہے جو بڑھاتے جاؤ

تم نہ آؤگے تو ہم بھی نہین اب جینے کے — یوہین آخری دیدار دکھاتے جاؤ

روح جاجا کے مری تمسے پھری آتی ہے — اپنی آواز نہ للہ سناتے جاؤ

غیر ممکن ہے کہ مین اورجیون فرقت مین — جاؤ پر مجھسے بھی تم ہاتھ اٹھاتے جاؤ

ذبح کرکے نہ مجھے یون ہی تڑپتا چھوڑو / کچھ مرے دل کے بھی ارمان مٹاتے جاؤ

نہین آنا تمھین منظور نہ آنا لیکن / جاتے جاتے تو مرا دل نہ دکھاتے جاؤ

خون دامن سے چھڑا کے نہ مرا دل توڑو / حشر مین ملنے کی کچھ آس لگاتے جاؤ

سنتے ہین قبر مین نام آپکا پوچھینگے ملک / گر یہ سچ ہے تو ہمین نام بتاتے جاؤ

۱۴

حال دل کہنے مین تاخیر نہ کرنا انجم
جسقدر بڑھ سکے اظہار بڑھاتے جاؤ

۱۳

دل خداوندا حسینون پر کبھی مائل نہو / کوئی میری طرح تیغ ناز کا بسمل نہو

چاک کرکے میرا سینہ ڈھونڈھتا ہے تو عبث / دل مرا زیر کف پا تیرے اے قاتل نہو

دیکھکر میرے سویداے دل پر داغ کو / ہنسکے کہتے ہین کسی معشوق کا یہ تل نہو

بال بکھراے کھڑے ہین اپنے کوٹھے پر وہ آج / پھر بلاے تازہ کوئی دیکھیے نازل نہو

دل تو مین لایا ہون صاحب نذر دینے کے لیے / پر یہ ڈرتا ہون کہ شاید آپ کے قابل نہو

تیرے ہی دم سے تو ہے اپنی نشاط زندگی / تو نہو گر بزم مین تو رونق محفل نہو

جب کیا اس سے سوال وصل تب بولا وہ شوخ / یہ وہ مطلب ہے جو ساری عمر بھی حاصل نہو

جسم خاکی کیون بنایا تو نے اے بار الٰہ / یہ کسی لیلی شمائل کا کہین محمل نہو

کر دیے زیر و زبر اک آہ مین دونون جہان / دیکھنا او قاتل کہین تیرا تو یہ بسمل نہو

لے لیا بیتابی دل سے جو بوسہ یار کا / بولا جھنجھلا کر کہ اتنا مست لایعقل نہو

گلہ ہے ماہے تو خبر لے آنکر بہر خدا / اے مسیحا مجھ مریض عشق سے غافل نہو

نبض پہچانے اُسکو دکھلانا یہ پہلے سوچ لو | جسکو سمجھے ہو مسیحا وہ کہین قاتل نہو
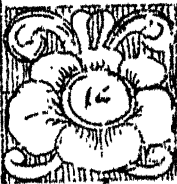
سر بکف انجم چلے جاتے ہو راہ شوق مین
جان دینا سہل سمجھے ہو مگر مشکل نہو
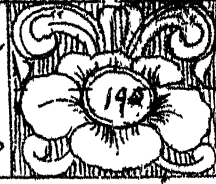
کب مین کہتا ہون دل مرا دے تو | خاک ہی مین اسے ملا دے تو
نام قاتل اگر خدا پوچھے | کیا بتاؤن مجھے بتا دے تو
خط تقدیر گر نہین مٹتا | میرا نام و نشان مٹا دے تو
دیر کیا ہے قیامت آنے مین | پردۂ در ذرا اُٹھا دے تو
روح گھبرا نجا ہے مرقد مین | دل نالان ذرا صدا دے تو
دل تجھے کسنے یون کیا بیچین | اے مرے درد کش دعا دے تو
نہین ممکن اُٹھاؤن تجھ سے ہاتھ | گر مجھے نظرون سے گرا دے تو
میرے زخمون پہ تو نمک تو چھڑک | کچھ تو قاتل مزا چکھا دے تو
دل نخوت پسند کو اے اشک | طرز افتادگی بتا دے تو
حشر مین حشر ہو ابھی برپا | اپنا جلوہ اگر دکھا دے تو
دربدر رہون تلاش مین تیری | راہ سے اب مجھے لگا دے تو
مر کے باقی رہا نشان تو کیا | اے صبا خاک تک اُڑا دے تو
نہ ہٹے پاؤن راہ اُلفت سے | یارب اتنا تو حوصلہ دے تو
اپنے در سے اگر اُٹھاتا ہے | دوسرا کوئی در بتا دے تو

آئے وہ یا نہ آئے اے قاصد — حال جاکر مرا سُنا دے تو
سہل ہوجائے موت کی اُلجھن — جلوۂ آخری دکھا دے تو

۱۹۶ — ۱۱

اشک رُکنے نہ پائیں اے انجم
دل جگر دونوں کو بہا دے تو

کیا اظہار مدعا اہتو — عفو کیجے ہوئی خطا اہتو
باز آیا مین ایسی چاہت سے — ہو نہین سکتی التجا اہتو
جو مسیح آئے بھی تو کیا ہوگا — ہوگیا درد لا دوا اہتو
تیری بیفائدہ نصیحت سے — دم لبون پر ہے ناصحا اہتو
اب بھی باقی ہے وصل ان تکرار — تیرے وعدے پہ مر مٹا اہتو
بوسہ مانگا تو ہنسکے کہنے لگے — نیا سیکھا ہے چوچلا اہتو
کعبۂ دل مین گھر بنایا ہے — ہو گئے بُت بھی باخدا اہتو
بُت پرستی تو کی بہت اے دل — کچھ دنون کر خدا خدا اہتو
مرضِ عشق بڑھ گیا ایسا — نہین ہو سکتی کچھ دوا اہتو
مختصر کر پیام وصل اے دل — لڑکھڑانے لگی صبا اہتو

۱۹۷ — ۲۱

باوفائی پہ میری اے انجم
وہ بھی کہتے ہین مرحبا اہتو

قتل پر کیون ابھی کستے ہو کمر دیکھ تو لو — سیدھی نظرون سے مری جان ادھر دیکھ تو لو

رحم کرنا کہ نہ کرنا یہ تمھاری مرضی
گو کہ بچنا مرا دشوار ہے پر دیکھ تو لو

حشر مین تم بھی ذرا آکے دکھا دو صورت
کون ہوتا ہے اِدھر کون اُدھر دیکھ تو لو

آنا موقوف خوشی پر ہے تمھاری لیکن
ساتھ چلکر مرے پیارے مرا گھر دیکھ تو لو

قتل کرتے ہوے جھجکتے ہوے تم کیون مجھکو
کچھ کسی کا تو نہین خوف و خطر دیکھ تو لو

منھ سے گر بولنا منظور نہین ہے نہ سہی
آنکھ اُٹھا کر مری جان ایک نظر دیکھ تو لو

جان بلب کتنے ہین اور مر گئے کتنے عاشق
بام پر آکے تم اے رشک قمر دیکھ تو لو

بال بکھرے ہوے چہرے سے ہٹا لو اپنے
رات رہتی ہے کہ ہوتی ہے سحر دیکھ تو لو

وہ مکدر ہی رہین یا کہ صفائی ہو جاے
جوش مین آکے تم اے دیدۂ تر دیکھ تو لو

چاک کرکے مرا سینہ تو نہ منھ کو موڑو
دل ہے اے جان تڑپتا کہ جگر دیکھ تو لو

نہ ابھی ظلم سے تم ہاتھ اُٹھاؤ صاحب
نفع ہوتا ہے کہ ہوتا ہے ضرر دیکھ تو لو

اپنے کشتون کی ابھی لاش نہ دفناؤ تم
کوئی مجھ سا تو نہین خستہ جگر دیکھ تو لو

چپکے کیون بیٹھے ہو گردنکو جھکاے صاحب
چار آنکھین نہ کرو ایک نظر دیکھ تو لو

دم بخود چپکے پڑے رہتے ہو انجم ناحق
آہ منھ سے کرو نالون کا اثر دیکھ تو لو

چاک کرتے ہو ابھی کس لیے نامہ لیکر
مرگ عاشق کی نہ لکھی ہو خبر دیکھ تو لو

پائیچون کو نہ جھٹک کر مرے پہلو سے اُٹھو
دل نہ کھا جاے کہین پتلی کمر دیکھ تو لو

امتحان کے لیے آج آنکھ ذرا منھ تو چھوڑو
جان جاتی ہے کہ ہوتی ہے مفر دیکھ تو لو

سوتے سوتے اُٹھے گھبرا کے جو گر کر چلے
دل دھڑکتا ہے کہ بجتا ہے گجر دیکھ تو لو

یہ نہین کہتا کہ تم راہ چلو ادھری سے
گھر بنایا ہے سرِ راہ گذر دیکھ تو لو

درد دل کی ابھی کچھ میری نہ تدبیر کرو
نبض اے چارہ گرو بار دگر دیکھ تو لو
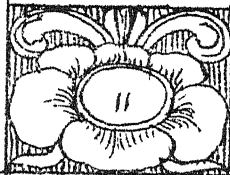
۱۹۸
آج تم بھی چلو دیکھ آؤ اُسے اے انجم
کوئی کہتا ہے پری کوئی بشر دیکھ تو لو
۱۱

آنکھین اپنی ڈھونڈھتی ہین یار کے دیدار کو
اسلیے تکتے ہین پہرون روزن دیوار کو
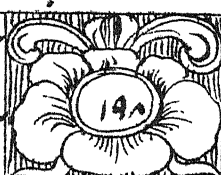
چھوڑ دو تم یا تو صاحب صحبت اغیار کو
یا تسلی دو ہمارے اس دل بیمار کو

درد و غم اور آہ و نالہ یاس حرمان ہین رفیق
یار ہے محفل مین اپنی اب انکھین دچار کو

مانع گریہ جو ہوتے ہو تو مین زار و نحیف
توڑ کب سکتا ہون یارو آنسوؤن کے تار کو

خنجر ابرو لگا یا تم نے مین کرتا ہون آہ
کر چکے تم وار اپنا رو کو میرے وار کو

جیسے دیکھی ہے گل رخسار جانا نکی بہار
آنکھین پھوٹین آجتک دیکھا بھی گلزار کو

دیر چھوڑا اسے تو جاتے ہین اب کعبے کو ہم
ہاتھ مین لے سبحہ پھینکا توڑ کر زنار کو

امتحان عاشقان منظور ہے تمکو اگر
دیر پھر کیا ہے نکالو میانسے تلوار کو

کوچۂ جانان مین جانا ہو تو کہنا اے صبا
غیر ممکن ہے شفا پانا ترے بیمار کو

جسکو پایا اپنے ہی مطلب کا پایا آشنا
آزمایا خوب ہم نے یار اور غمخوار کو
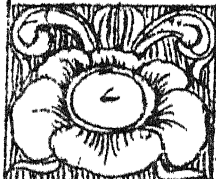
۱۹۹
مشکلین جتنی ہین انجم ہونگی سب آسان تری
جان لے تو حامی اپنا حیدرِ کرار کو
۷

لطف ہو گر تو ہو اور میخانہ ہو
مین ہون اور میرا دل دیوانہ ہو

بس زبان پر ہو ترا افسانہ ہو
کوئی ہو اپنا ہو یا بیگانہ ہو

یہان تو ہے دیدار سے تیری غرض
دیر ہو کعبہ ہو یا بتخانہ ہو

جسکو دیکھا جلتے ہی دیکھا یہان
شمع ہو عاشق ہو یا پروانہ ہو

ہمکو تو دو گز زمین درکار ہے
شہر ہو بستی ہو یا ویرانہ ہو

دور ساقی مین کسے گردش نہین
شیشہ ہو ساغر ہو یا پیمانہ ہو

۲۰۰ کیا قیامت ہو جو انجم حشر مین
کوئی سودائی کوئی دیوانہ ہو ۵

آنکھ ہم سے ذرا ملاؤ تو
کیون خفا ہو سبب بتاؤ تو

مرتے دم آکے دیکھ جاؤ تو
نہ چلانا ہمین پہ آؤ تو

حال کھلجائے تمپہ الفت کا
تم کبھی ہمکو آزماؤ تو

دیکھ لو کیسی ہوتی ہے چاہت
دل کسی سے ذرا لگاؤ تو

۲۰۱ بے سبب کیون خفا ہو انجم سے
جی مین کیا ہے ابھی بتاؤ تو ۵

یہ نہین ممکن کہ تجھ سے ترک اپنی چال ہو
تجھکو کیا پیس جائے کوئی یا کوئی پامال ہو

جوش وحشت اے جنون اتنا تو ابکی سال ہو
طوق گردن میرا انکے پانون کی خلخال ہو

دل مرا قائل نہین محشر کی رستاخیز کا
مجھکو دھوکا ہے کہ انمین بھی نہ کوئی چال ہو

باز آیا ناصحا مین اس نصیحت سے تری
کوئی ایسا ذکر کر جو اپنے حسب حال ہو

تو بھی سینے سے تڑپکر دل ذرا باہر نکل
اُنکے آنیکا اگر منظور استقبال ہو

مجھکو مارا ہے تری اٹھڑپنے کی چال نے
سنگ تربت پر بھی کندہ سورۂ زلزال ہو

۲۰۲

آسمان ہم روتے ہین اک ماہ وش کی یاد مین
چادر مہتاب اپنے ہاتھ کا رومال ہو

نہین کہتا کہ تو آکر بچالے مرنے والونکو
مگر سُن لے کبھی تو کان دھر اُسکے نالونکو

کوئی کہتا ہے آتے ہین کوئی کہتا ہو آئینگے
خدا آباد رکھے وہم لا سا دینے والونکو

مرے دلکی گرہ اکدن نہ کھولی اے بیدردی
یہ طرہ ہے کہ سلجھاتے ہو تم ٹوگر والے بالونکو

قیامت ڈھائی جسنے چاند سے تشبیہ دی اُنکو
لگایا عیب حسن عارضی کیون گورے گالونکو

لحد پر برق و ابر آکے کرجاتے ہین آبادی
خدا خوش رکھے ان دو تڑپنے رونے والونکو

جدھر سے تم نکلتے ہو قیامت ہوتی ہے برپا
خدارا چھوڑ دو ترچھی ترچھی ٹیڑھی چالونکو

جگر او دلکی بیتابی سے میرا ناک مین دم ہے
کہانسے اسقدر قوت ہوئی ان خستہ حالونکو

ابھی تو چشم گریان کیطرح سے پھوٹ بہتے ہین
اگر تم نشتر مژگان سے چھیڑو دلکے چھالونکو

نہ یان کچھ حاصل دنیا نہ وان کچھ حاصل عقبیٰ
غرض کیا ہے جو پوچھے کوئی ہمسے خستہ حالونکو

ذرا ہنس ہنسکے تم بھی تو کرو بجلی کو شرمندہ
کیا ہے مات آنکھون نے مری ساون کے جھالونکو

۲۰۳

اگر کی تمنے مشق عشق تو بیکار کی انجم
نہین اب پوچھتا کوئی یہان صاحب کمالونکو

کارگر کسکے ہوا تیر نظر دیکھین تو
کسکے سینے کو بنایا ہے سپر دیکھین تو

اہل محشر ابھی رہجائین کلیجہ تھامے
او کماندار تری ترچھی نظر دیکھین تو

یون ہی دل تھام کے ہم تالے کیئے جائینگے
بے خبر کب تجھے ہوتی ہے خبر دیکھین تو

دیکھین کسطرح انھین رحم نہین آتا ہے
حال پوچھین کہ نہ پوچھین یہ ادھر دیکھین تو

سیکڑون خواہشین اور ایک دل پُر ارمان
عمر کس طرحسے ہوتی ہے بسر دیکھین تو

قتل عشاق پہ شمشیر وہ پیچھے کھینچین
پہلے کہدو کہ ذرا اپنی کمر دیکھین تو

اُنسے بیرحم سے کی ہین نے محبت انجم
سیرا دل دیکھین ذرا میرا جگر دیکھین تو

دل پہ وہ شوق سے ہنس ہنسکے گرائین بجلی
ہم بھی موجود ہین منہ آنکھوںنسے برسانے کو

گلبدن دلپہ ترے چھلے کے گل کھا کھا کر
ہمنے گلزار بنا رکھا ہے ویرانے کو

ہمکو ممنون اجل کیون کیا تونے ظالم
بس نہ تھا تیر نظر کیا ترا مرجانے کو

ناصحا جی نہ جلا میرا ہوا خواہی سے
ناحق آ بیٹھا دبی آگ کے بھڑکانے کو

جان جاتی ہوئی قالب مین مرے پھر آئی
آپ کیون جاتے ہوے کہتے گئے آنے کو

ولہ

سحر وصل نہو صبح قیامت مجکو
شام فرقت نہ دکھائے مری شامت مجکو

کیا تعجب ہے جو کہلا دُن غریق رحمت
گر ڈبو دین یہ مرے اشک ندامت مجکو

جھوٹ سچ کیلیے کیا یہ کرم حضرت عشق
کوئی بھی تمنے دکھائی نہ کرامت مجکو

دل لے کے بُرائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو
پھر ذکر جدائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

کبھی دیر مین ہین کبھی کعبے مین کبھی دلمین ہین کبھی آنکھونمین
یہ بت بھی خدائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

جو بات بھی کرتے ڈرتے تھے کبھی آنکھین چار نکرتے تھے
وہ ہم سے رکھائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

تا زیست نہ پوچھی بات کبھی اب آکے اٹھائی لاش مری
کب وعدہ وفائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

وہ انجم ملنے کو آئے ساتھ اپنے رقیبونکو لائے
کیا خوب صفائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

یون فغان کر حال دل افشا نہو — دیکھ اے انجم کہین رسوا نہو
اسکی حسرت پر نظر کر بے وفا — تو نے جھوٹون بھی جسے پوچھا نہو
گل چمن مین کرتے ہین سرگوشیان — کچھ ہمارا آپ کا چرچا نہو
یا الٰہی یہ ٹپکتا ہی رہے — حشر تک زخم جگر اچھا نہو
چھپ جاتے ہین وہ میرے نام سے — حیف ہمسا بھی کوئی رسوا نہو
جان پر میری بنے لیکن ترے — دشمنون کا بال بھی بیکا نہو
ہوگیا مین عشق مین ضرب المثل — کیون ہر اک جا پر مرا چرچا نہو
کیون نہ جاگین وصل مین اسکی نصیب — ہجر مین جو چین سے سویا نہو
عشق مین جو کچھ نہونا تھا ہوا — اور آگے دیکھیے کیا کیا نہو

عشق کے ہاتھون ہوا ہے وہ مریض
چارہ گر جسکا کوئی چارا نہو

جان دے جو تیری بے پروائی پر
حیف اُسکی کچھ تجھے پروا نہو

ساری دنیا جسکو کہتی ہے شفق
وہ کسی کے خون کا دھبا نہو

ہے غضب ظالم اُسے تو بھولجائے
مرتے دم تک جو تجھے بھولا نہو

جیسے دھوکا ہے تجھے زنار کا
وہ ہماری آنکھ کا ڈورا نہو

سیر سے گھر مین اور تو آئے بھلا
راستہ ظالم کہین بھولا نہو

کیا قیامت ڈھا سکے ہے انجم وہ شوخ
پرسش محشر کا گر دھڑکا نہو

مطلع

تم اک نگاہ مین صاحب کمال کرتے ہو
کسی کو ذبح کسی کو حلال کرتے ہو

۲۰۰ ردیف ے ۱۰

آپ نے ظلم ڈھائے کیا کیا کچھ
دل کے ارمان مٹائے کیا کیا کچھ

عالم بیخودی مین جا کر ہم
کیا کہین دیکھ آئے کیا کیا کچھ

آئنے نے بگاڑا اُسکا مزاج
اِسنے عشوے سکھائے کیا کیا کچھ

ستیاناس ہو محبت کا
عیب اِسنے لگائے کیا کیا کچھ

کچھ بھی حاصل ہوا نہ اے اشکو
تم نے طوفان اُٹھائے کیا کیا کچھ

مجھپر اُس دیدۂ فسون گر نے
شعبدے آزمائے کیا کیا کچھ

شب وصلت نہ اک فریب چلا
اُسنے فقرے بنائے کیا کیا کچھ

وہ بنا ہے ابھی فقط دلسوز
دیکھیں آگے جلائے کیا کیا کچھ

دل ہی لیجائے کوئی پہلو سے
روگ اسنے لگائے کیا کیا کچھ

۲۰۸ ۵

پرسش حشر سے بچے انجم
رستمیں وحشت میں پائے کیا کیا کچھ

قدر پہلے کچھ نہ جانی تو نے سمجھا تیکی آہ
تاب اب اے جوش گریہ اب نہیں آنیکی آہ

گرمیِ بازار تیری ہو وہ بیچارہ جلے
پھونک دیگی شمع محفل تجکو پروانیکی آہ

شیشۂ و مینا و ساغر کیوں پڑے ہیں خاکپر
لائی کیا بھونچال ساقی تیرے میخانیکی آہ

چونک اٹھا نالۂ دل سنکے وہ آفت خرام
کیا قیامت خیز تھی کمبخت دیوانیکی آہ

۲۰۹ ۶

یار اپنا چاہیئے ہے اپنے اوپر مہربان
کیا کریگی تیرا انجم اپنے بیگانے کی آہ

حاصل ہوا فراغ تری اک نظر کے ساتھ
دل بھی مرا گیا مرے درد جگر کے ساتھ

خورشید تا بہ حشر الٰہی جلا کرے
رخصت ہوا وہ رشک قمر بھی سحر کے ساتھ

کیوں رات دن برستا ہے منہ جھوم جھوم کر
کیا شرط باندھ لی ہے مری چشم تر کے ساتھ

تھا دیکھنا بلندیِ عرش عظیم کو
اے آہ و نالہ کیوں نہ گئے تم اثر کے ساتھ

کچھ آنکھ سے تمھارے سوا سوجھتا نہیں
تار نظر لپٹ گیا موئے کمر کے ساتھ

۲۱۰ ۷

دل بھی دیا تو کیسے ستمگر کو آسمان
الفت جو کی بھی تم نے تو کس بیخبر کے ساتھ

رو جائے کیوں نہ آنسوؤں نے ڈبڈبا کے آنکھ
پچتا رہے ہیں آپ سے صاحب لگا کے آنکھ

نرگس مری طرح سے متحیر ہے کسلیے
حیران بنا دیا اسے کسنے دکھا کے آنکھ

کیا تم نے مجکو اپنی نظر سے گرا دیا
کیوں دیکھتے نہیں مری جانب اٹھا کے آنکھ

ثابت نہو کسی پہ نظر التفات کی
اسواسطے وہ کرتے ہیں باتیں جھکا کے آنکھ

اتنے سے سن میں ہیں تری چالاکیاں غضب
سینے سے کیا نکال لیا دل بچا کے آنکھ

کیا آج تم نے دلپہ لڑائی کی ٹھان لی
باتیں جو ہمسے کرتے ہو صاحب لڑا کے آنکھ
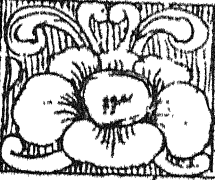
کیونکر نہ اُنپہ دل کے چرانیکا ہو گمان
انجم وہ مسکراتے ہیں ہمسے چرا کے آنکھ
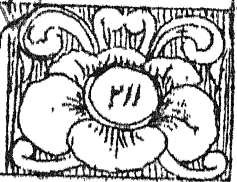
قصور مجھسے ترا کوئی گر ہوا ہو تو کہہ
علاوہ چاہنے کے اور کچھ خطا ہو تو کہہ

یہ کس لیے ہیں نگاہیں پھری پھری مجھسے
خدا نکردہ اگر دل ترا پھرا ہو تو کہہ

ہماری موت ہے ظالم لکھی ترے ہاتھوں
اجل کا نام نہ لے گر تری ادا ہو تو کہہ

ہماری عمر کٹی تجکو سجدے ہی کرتے
جو سنگِ در ترا خالی کبھی رہا ہو تو کہہ

مسیح کہنے کو کوئی جو ہو تو ہمکو کیا
ہمارے دردِ جگر کی اگر دوا ہو تو کہہ

میں اپنے ضعف کے صدقے کہ آبرو رکھلی
کبھی جو بھولوں بھی زانو سے سر اٹھا ہو تو کہہ

ہمارا دل نہیں کیوں تیری نذر کے لایق
ترے سوا جو کسی اور کو دیا ہو تو کہہ

اسے تو مارا ہے عیسی ترے تغافل نے
ترا مریض جو شرمندۂ قضا ہو تو کہہ

ڈبو دیا تجھکو تو ادل تری محبت نے
ہماری آنکھ سے قطرہ کوئی گرا ہو تو کہہ

بلا مین تو نے پھنسایا ہمین عبث ظالم
جو تیری زلف کو ہم نے کبھی چھوا ہو تو کہہ

یہ آج کیا ہے جو تو پاس سے اُٹھا میرے
جو حشر اور کسی دن پہ اُٹھ رہا ہو تو کہہ

کہان تلک ارے جلاد کوئی صبر کرے
ترے ستم کی اگر کوئی انتہا ہو تو کہہ

۲۱۴

کسی کو چاہے کوئی اسمین کیا ترا انجم
بتون کا بندہ اگر بندۂ خدا ہو تو کہہ

۹

یون تو ان آنکھون سے ہم نے ادبت کہنے کو دنیا دیکھی
لیکن ساری خدائی بھر تیری صورت یکتا دیکھی

کھیل گئے کیون جان پہ انجم تم نے ابھی کیا دنیا دیکھی
مرنے لگے خوبان جہان پر تیری دیکھا دیکھی

درد جگر کم تھا کہ نہین تھا یہ تو بتا دم تھا کہ نہین تھا
کہہ تو مریض مین کچھ بھی دیکھا نبض جو تو نے مسیحا دیکھی

اُسکو بھلا کیونکر چین آیا دل کو کیا کہکر سمجھایا
صورت تیری جسنے ستمگر تھام کے اپنا کلیجا دیکھی

وصل کی شب برہم ہی رہا وہ تا بہ سحر اُلجھا ہی کیا وہ
بل نہ گیا ابرو سے اُسکی زلف بھی ہم نے سلجھا دیکھی

واہ رے واہ اے نالۂ سوزان دیکھ لی تیری ٹھنڈی گرمی
دل نہ پسیجا اُس کافر کا آگ بھی تو نے بھڑکا دیکھی

اسکے دل سے گئی نہ کدورت دلکی دلہی مین رہگئی حسرت
ہم نے جھڑی اشکون کی برسون ان آنکھون سے برسا دیکھی
ایک ذرا سے حشر پہ واعظ اسکو ڈراتا افقد اللہ
جسنے بتون کی گلی مین برسون روز قیامت برپا دیکھی

۹ جیسی زیست ہماری گذری دشمن کی بھی یون نہ بسر ہو ۲۱۳
انجم حسرت دل کی بدولت ہم نے مصیبت کیا کیا دیکھی

عرش و کرسی کی خبر لائے ہین لانیوالے
ایک موسیٰ ہی نہ تھے طور کے جانیوالے
طور کو تم نے جلایا تو بڑی بات نکی
آگ پانی مین لگاتے ہین لگانیوالے
میرے مرقد کو بھی آکر کبھی ٹھکرا جانا
ارے او فتنۂ محشر کے جگانیوالے
ایک عالم ترے عاشق نے کیا خاک سیاہ
وہی نالے کیے تھے طور جلانیوالے
کب تلک اپنے کرشمے ہمین دکھلاؤگے
اے سیاں روز نئے طرز دکھانیوالے
میری تقدیر جو پلٹے تو تعجب کیا ہے
سنتے ہین بگڑی بناتے ہین بنانیوالے
تم جو آنکھون مین مری آئے تو احسان کیا
آنکھین کیا دلمین سماتے ہین سمانیوالے
لاکھ ہو مانع فریاد مگر کیا ہوگا
عرش کو سر پہ اٹھا لینگے اٹھانیوالے

۱۰ اپنی قسمت نہین ایسی کہ ہو دیدار انجم ۲۱۴
منتظر جنکے ہین کب آئین وہ آنیوالے
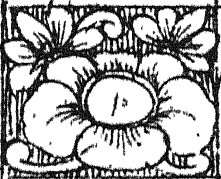
آنیکا آپ ہم سے وعدہ جو کر نہ جاتے
کیون ہم پڑے سسکتے مدتکے مرنجاتے

سوے عدم اگر ہم شوریدہ سر نہ جاتے — تیری گلی سے ہرگز یہ شور و شر نجاتے

دکھلاتے اپنی طاقت اے آسمان تجھے ہم — نالے اگر ہمارے حد سے گذر نجاتے

اچھا ہوا موے ہم آغاز عشق ہی مین — ورنہ تری نظر سے ہم بھی اُتر نجاتے

گر اپنے نالۂ شب پہلو تہی نہ کرتے — آتے جو شام سے وہ پھر تا سحر نجاتے

فردوس سے بھی آتا گر کوئی ہمکو لینے — تیری گلی کو ہرگز ہم چھوڑ کر نجاتے

یہ لطفِ شاعری ہے ورنہ حضور دیکھین — خنجر جو ہوتے ابرو دلمین اُتر نجاتے

تیرے جو نازپیارے لگونا اپنے بھاتے — ابتک ہزار دفتر شکوونسے بھر نجاتے

گر ہوتی جان پیاری کیون مرتے آپ پر ہم — اُلفت کا نام سنکر پہلے ہی ڈر نجاتے

(۲۱۵)
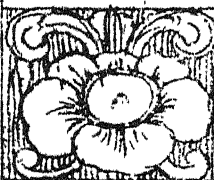
رسوا نہوتا یون وہ ساری خدائی بھر مین
چھپ چھپکے تم جو انجم اُس شوخ کے گھر نجاتے
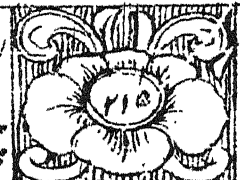
جان دینے کا نہین میرے سوا اور کوئی — بس بدل دیجیے اب طرز ادا اور کوئی

درد بھی مجھکو دیا عشق بھی مجھکو بخشا — تیرا بندہ نہین کیا یار خدا اور کوئی

ہم نے مانا کہ تمھین چاہتے ہین لاکھون پر — یہ تو بتلاؤ کہ رسوا بھی ہوا اور کوئی

ہم ابھی اپنی محبت سے اُٹھاتے ہین ہاتھ — چاہنے والا اگر ہم کو دکھا اور کوئی

مین نے پوچھا کہ تمھین ہو دلِ و جان کے خواہان — ہنسکے وہ عربدہ جو کہنے لگا اور کوئی

قتل بھی ہو چکا لیکن نہین نکلی حسرت — او ستمگار ابھی ہاتھ لگا اور کوئی

سر جھکائے ہوئے حاضر ہین اب دکھو ہم — ہمسا پاؤگے نہ جویاے رضا اور کوئی

۲۱۶
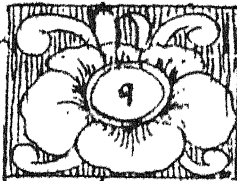
آسمان تونے جو انجم سے نکالی کاوش
کیا زمانہ مین نہین اُسکے سوا اور کوئی

۹
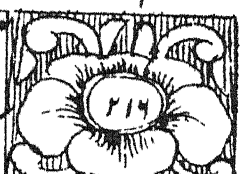
ستم ایجاد و جفا پیشہ و بیداد گرے
جسکی آئی ہو اجل تجھسے محبت وہ کرے

اک اشارہ مین یہان اپنا ہوا کام تمام
لوگ کہتے ہین غلط ایک نظر سے خوش گذرے

جب اجل آئی تو وہ بھی سر بالین آئے
یہ بھی اک اُنکا ستم ہے یہ بطرح دگرے

بیوفا یہ بھی کوئی طرز وفا ہے للہ
تجھکو پروا بھی نہو دوسرا بیموت مرے

تم جو کہتے ہو وہان بھی نہ ملیگی تجھے داد
خیر یونہین سہی خالق مرا وہ دن تو کرے

ابتو اکتا کے لبون پر مرا دم آیا ہے
اے مسیحا ے زمان بہر خدا ایک نظرے

کیا عجب حشر مین بھی حشر بپا کردیوے
تیرا دیوانہ گریبان در و شوریدہ سرے

تا خدا ترس خدارا نہ مجھے ترسا تو
ظلم اتنا تو کیا کر کہ مرا جی تو بھرے

۲۱۷
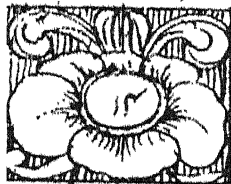
انجم آنکھین تری کاہیکو لگی رہتی ہین
گاہ بر رہ گذرے گاہ سوے بام و درے

۱۴

آنکھین ہو رہے ہین گمان کیسے کیسے
ستم ڈھا رہے ہین فغان کیسے کیسے

سُنے دل لگا کر جو قاتل تو دیکھے
دکھاتی ہے جوہر زبان کیسے کیسے

خزان دامن گل مین آکر چھپی ہے
تجسس مین ہین باغبان کیسے کیسے

نہ اب تک ہوا میری اُلفت کا باور
اسی پر لیے تھے امتحان کیسے کیسے

تصور مین تیرے جو ہین بند آنکھین
نظر آ رہے ہین سمان کیسے کیسے

سلامت رہین میرے دیدے جہانمین ہوے انسے دریا روان کیسے کیسے
نہ دامن تلک ہاتھ پہونچا ہمارا ملے اذن تاب و توان کیسے کیسے
مین ہی کچھ نہین اُسکا بندہ بنا ہون ہین سجدے مین کر و بیان کیسے کیسے
تری سرد مہری نہ کچھ بھی ہوئی کم ہوے نالۂ آتش فشان کیسے کیسے
ہے چاہِ زنخدان ترا چاہ بابل گرے مُنہ کے بھل نکتہ دان کیسے کیسے
ذرا خواب غفلت سے چونکا نہ قاتل کراہے ستم کشتگان کیسے کیسے
شب وصل اُس عربدہ جو نے ارمان کیے زیر دامن نہان کیسے کیسے
نہین چین سے مُردے بھی سونے پاتے غضب کرتی ہین شوخیان کیسے کیسے
۲۱۸ ملے وہ جو میدان محشر مین انجم چلے مجھسے دامن کشان کیسے کیسے

نہ ہوئی صاف طبیعت ہی تو ہے رہ گئی دلمین کدورت ہی تو ہے
بھاگئین دل کو ادائین اُنکی کھپ گئی آنکھو مین صورت ہی تو ہے
میری میت پہ نہ آئے نہ سہی نہ ہوئی آپ کو فرصت ہی تو ہے
نہین کرتا مین جفا کا شکوہ آپ کیا کیجیے عادت ہی تو ہے
نہین آتا کسی پہلو آرام نہین کٹتی شبِ فرقت ہی تو ہے
نکلی قاتل نہ ترے تیر کے ساتھ دل ہی مین رہ گئی حسرت ہی تو ہے
مجھ سے عاصی پہ یہ بخشش یہ کرم بندہ پرور تری رحمت ہی تو ہے
نہ ٹلی سر سے بلائے فرقت پڑ گئی جان پہ آفت ہی تو ہے

ہم نے پھیرا نہ دل اپنا تجھ سے — جان دینے بیٹھے مروت ہی تو ہے
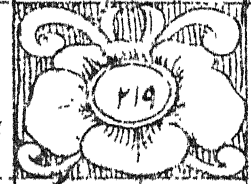
حشر برپا ہے تری قامت سے — یہ بھی انداز قیامت ہی تو ہے

۲۱۹ — ۹

نہ رہا ضبط کا یارا انجم

نہ چھپی ہم سے محبت ہی تو ہے

یار بدظن کہین نہو جائے — دوست دشمن کہین نہو جائے

ضبط کر آہ اے دل سوزان — حال روشن کہین نہو جائے

موت بھی ہمسے کرتی ہے اغماض — تیری چتون کہین نہو جائے

بل نہ دے یار اپنی کاکل کو — دیکھ ناگن کہین نہو جائے

دلمین ظالم خیالِ ظلم نہ کر — موم آہن کہین نہو جائے

اے جنون میری پردہ داری کر — چاک دامن کہین نہو جائے

رشتۂ الفتِ صنم اے دل — طوقِ گردن کہین نہو جائے

لبِ گلرنگ پر دھڑی نہ جما — برگِ سوسن کہین نہو جائے

۲۲۰ — ۵
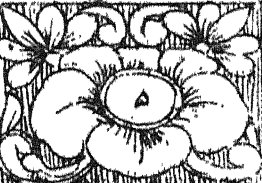
نہ لگا ہاتھ زلف کو انجم

دیکھ الجھن کہین نہو جائے
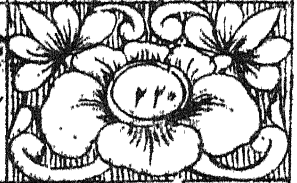
یہ عشقِ بتان غضب نہ ڈھا دے — کافر نہ کہین ہمین بنا دے

یا میری کوئی خطا بتا دے — یا رسم رہِ جفا اٹھا دے

یا نام نہ رکھ مسیح اپنا — یا دردِ جگر مرا مٹا دے

اے اشک تو فرش کو ڈبو دے
اے آہ تو عرش کو ہلا دے

۲۲۱

تا[illegible] کہ خدا مانے یار انجم
اپنی ہی تو کرکے تو دکھا دے

۱۳
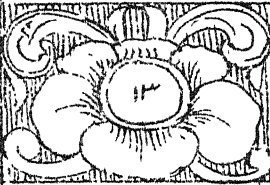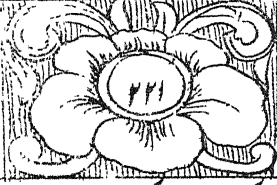
خاک مین ہمکو ملا رکھا ہے
کچھ ابھی اور اٹھا رکھا ہے

کونسی دلمین ہے حسرت جسنے
غمکدہ دلکو بنا رکھا ہے

مر گئے پر ملک الموت آئے
اب یہان پوچھو تو کیا رکھا ہے

جان لے لینے کا سبحان اللہ
آپ نے نام قضا رکھا ہے

کیون چلا کعبے کو تو اے زاہد
کیا وہین خاص خدا رکھا ہے

سارے عالم سے ستمگر تو نے
اپنا انداز جدا رکھا ہے

وصل اگر مرنے ہی پر ہے موقوف
ہمکو کیون تو نے جلا رکھا ہے

سب یہ ہین یارون کی باتین [illegible]
عرش پر تجھکو چڑھا رکھا ہے

ہم جبھی جانین بتاؤ تو بھلا
دلمین کیا ہم نے چھپا رکھا ہے

دیکھیے روشنی طبع ذرا
نام گیسو کا بلا رکھا ہے

چھانتے خاک جو ہین دیوانے
پوچھو تو خاک مین کیا رکھا ہے

ہے برائی بھی بھلائی کی جگہ
کیا محبت مین مزا رکھا ہے

۲۲۲
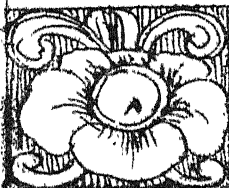
موت سے ہوگئی کیا انجم یاس
تہ خنجر جو گلا رکھا ہے

۸
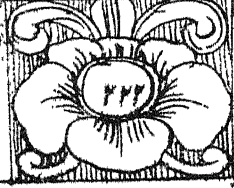
زلف بتان کو کیون چھیڑو کیا اسمین تمھارا رکھا ہے
اس سودے مین ستے ہو انجم مفت خسارا رکھا ہے

قتل کریگا کسکو قاتل آیا تو کیون تیغ بکف
اسکے سر سے پہلے یہان سر اپنا اُتارا رکھا ہے

اُبھرے ہوے ہین بحر فنا سے جبتک ہے یہ تار نفس
اُسنے اے دل ڈوبتے کو تنکے کا سہارا رکھا ہے

عاشق صادق سے وہ پھیرے آنکھ بھلا یہہ ممکن ہے
یہہ بھی دل لینے کا اُسنے ایک اشارا رکھا ہے

تو تو نہ آیا گھر مین ہمارے ہم ہی چلے آئے تو کیا
اسمین بھی او وعدہ شکن کیا تیرا اجارا رکھا ہے

آنکھین ہمکو دے کے یہان دیدار کا تو مشتاق کیا
دیکھے کوئی یہ بیدردی محشر پہ نظارا رکھا ہے

واہ ری قسمت ابتک اُسکو مرنا میرا باور ہی نہین
سارے جہان نے کشتۂ حسرت نام ہمارا رکھا ہے

دیکھ نہ جانا اُس طرف انجم دشت بلا ہے کوچۂ قاتل
کہنا مان ہمارا ورنہ مفت مین مارا رکھا ہے

۹ ۲۲۳
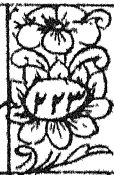
آنکھین آمادہ جو ہین دریا بہانیکے لیے
دل سراپا زخم ہے پانی چرانیکے لیے

صور اسرافیل سے عاشق کو تیری کیا غرض
ایک نالہ بس ہے سو طبقے ہلانیکے لیے

صبر کی بھی انتہا ہے بندہ پرور کب تلک
کیا ہمین پیدا ہوئے ہین آزمانیکے لیے

تیری مرضی گر اسی مین ہے کہ ہو دیدار عام
ہمنے آنکھون پر قدم سارے زمانیکے لیے

ایک ساغر مین نہین چھلکنے کا ہین مست ازل
بھر دیا ہوتا خم گردون چڑھانیکے لیے

جو کہ خود مرنے پہ میرے غش تھے کل سو جانسے
بھیجے وہ آج آئے ہین جلانیکے لیے

اے غم فرقت گھلا دے تن بدن سیر اگر
چھوڑ دے آنکھین فقط آنسو بہانیکے لیے

شوق سے تو پیش کر دامن کے ٹکڑے چشم مین
ہم بھی ٹکڑے دلکے لائے ہین دکھانیکو لیے

۲۲۴

کچھ عذاب حشر کا انجم ہمین کھٹکا نہین
اشک بس ہین آتش دوزخ بجھانیکے لیے

۱۱
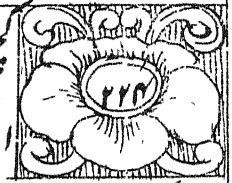
چال کیون چلتے ہو اٹھلائی ہوئی
کیا پسند طبع رعنائی ہوئی

دل چرانے پر گواہی دیتی ہین
چھپی چھپی آنکھین شرمائی ہوئی

ہو گئی ہین بل مری تقدیر کا
تیری کالی زلفین بل کھائی ہوئی

مرتے دم باتین نہ کیجے صلح کی
سوت بھی پھر جائیگی آئی ہوئی

اسکے کوچے سے کہین آئی نہو
کیون صبا پھرتی ہے اترائی ہوئی

دم نکلجائے تو اے دل خوب ہے
جان ہے جینے سے اکتائی ہوئی

دل تو کیا تن بدن پھکنے لگا
آگ ہے یہ کسکی بھڑکائی ہوئی

واہ وا کیا خوب تم نے چال کی
مجھ سے اور میری ہی سکھلائی ہوئی

زندہ در گور ایک عالم ہو گیا
یہ قیامت کسکی ہے ڈھائی ہوئی
آنسوؤن سکا سنھہ نہ کیون برساؤ نین
دل پہ ہے غم کی گھٹا چھائی ہوئی

وہ نہ اپنا ہے نہ ہویگا کبھی
مفت انجم اتنی رسوائی ہوئی

۲۲۵ ۵

دل لے کے ہمارا پھرتا ہے یہ کون وتیرہ تیرا ہے
کرتا ہے چھیڑ چھاڑ کی باتین کیون ہر بات مین تیرا میرا ہے
تم چہرہ اپنا دکھلا دو کچھ راہ خلاصی بتلا دو
اک زلف کا سودا سر مین ہے اک کالی بلا نے گھیرا ہے
اس آنیکی کیا مجکو خوشی پابندی اسمین کاہے کی
کبھو لے سے ادھر بھی آنکلے اک جوگی کا سا پھیرا ہے
ہم آپ ہین ایک بلا سے بد کیا ہم سے کریگا کوئی کد
اغیار کرین ہم سے کاوش منھ ہمکو سارا تیرا ہے
ہم جانتے اپنی جاتے ہین پردے سے یہ جاتا ہی نہین
اس عشق کا ہوئے بُرا انجم کیا اسنے ڈالا ڈیرا ہے

۲۲۶ ۱۹

خود بخود دل ہی بیٹھا جاتا ہے
غش پہ غش آج ہمکو آتا ہے
پیشوائی کو دل جو جاتا ہے
اُسکے کوچے سے کون آتا ہے
میری بگڑی ہوئی بنا ورنہ
کارسازی مین فرق آتا ہے

ہمتو کہتے ہین درد دل اُس سے — وہ ہمین گالیان سُناتا ہے

کیا اُٹھاتے ہمین نکیر بھلا — ہم یہ سمجھے کہ تو جگاتا ہے

یارو ہم خاک کھائین ہجر مین غم — غم ہمین خود ہی کھائے جاتا ہے

ترک عشق بتان نہووے گا — ناصحا کیون ہمین ستاتا ہے

مین تو خود دلسے ہون ترا بندہ — لن ترانی کسے سناتا ہے

ہم بھی جی ہی پہ کھیلے بیٹھے ہین — دیکھین کب تک وہ آزماتا ہے

نخل اُلفت بھی ہے عجیب شجر — روز ایک طرفہ گل کھلاتا ہے

مجھسے پوچھے کوئی ستم کو ترے — کون ظالم تجھے بتاتا ہے

چھوڑ اے سنگدل دل آزاری — دلربائی کا لطف جاتا ہے

کیا لڑائی کی ٹھان لی جی پر — سرمہ آنکھون مین کیون لگاتا ہے

اے جنون جوش مین نہ لا دل کو — سُوتے فتنے کو کیون جگاتا ہے

بات کرنی جسے نہ آتی تھی — چٹکیون مین وہ اب اُڑاتا ہے

ہم نے مرکر بتا دیا اُسکو — دیکھ دم اس طرحسے جاتا ہے

دست رنگین مین آئنہ لیکر — آگ پانی مین وہ لگاتا ہے

ہمتو ہین تیرے دیکھنے والے — کب نظر مین کوئی سماتا ہے

کیا کیا تم نے حیف اے انجم
کوئی بے سمجھے دل لگاتا ہے

نمک ہجر گر تیری صورت نہوتی — تو پیدا دمین یہ حلاوت نہ ہوتی
ہماری عیادت کو آیا زمانہ — جو تم پوچھ لیتے قباحت نہ ہوتی
ہوئی غیر آیا نہ دیوانہ تیرا — قیامت مین کیا کچھ قیامت نہ ہوتی
ابھی اپنے پہلو سے مین پھینکدیتا — جو اس دل مین تیری محبت نہ ہوتی
جو آتا بھی وہ حسب وعدہ تو کیا تھا — سحر تک لڑائی سے فرصت نہ ہوتی
شکایت ہے اس بت سے قاصد کو بیجا — پیمبر جو ہوتا سماعت نہ ہوتی
مری روح آرام پاتی نہ ہرگز — اگر تیرے کوچہ مین تربت نہ ہوتی
مری خاک کو وہ نہ برباد کرتے — اگر اُنکے دلمین کدورت نہ ہوتی
۲۲۸ جو الفت کا اظہار ہوتا نہ انجم — خدا سے بھی تجکو ندامت نہوتی ۸

نہوتا جنون گر محبت نہ ہوتی — یہ نوبت نہ آتی یہ ذلت نہوتی
جو دمساز ہوتا نہ میرا مسیحا — رقیبون سے دم بھر بھی مہلت نہوتی
نہ تھا عذر کچھ دل کے دینے مین مجکو — جو تجھ مین مکرنیکی عادت نہ ہوتی
بلا مین پھنسایا ترے گیسوؤن نے — یہ سودا نہ ہوتا جو الفت نہ ہوتی
ذرا بھی جو وہ چھیڑ دیتے کسی دن — تو پھر ختم دل کی حکایت نہ ہوتی
مرا دل جلانا تھا منظور اُنکو — رقیبون سے کیون گرم صحبت نہ ہوتی
جو غیرون کو وہ سر چڑھاتے نہ اتنا — تو برہم کبھی اُنکی صحبت نہ ہوتی
ترے اک اشارہ مین دلکو نہ دیتا — مروت جو او بے مروت نہ ہوتی

۲۲۹

پریزاد ہوتا جو اے آسمان وہ
تو زنہار یہ آدمیت نہ ہوتی

۷
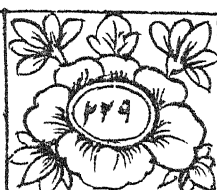
اک ذرا پردے سے باہر آئیے
جلوہ مثلِ ماہ دکھلا جائیے

جذبۂ شوقِ شہادت کہتا ہے
کوچۂ جانان مین سر کٹوائیے

پھیرئیے خنجر گلا کٹجائے جلد
چرکے دیدیکے نہ یون تڑپائیے

طالبِ بوسہ جو مین اُنسے ہوا
ہنسکے بولے پہلے منھ بنوائیے

ہو مریض عشق کو جلدی شفا
کوئی تو ایسی دوا بتلائیے

دل کی حسرت تو نکل جائے مری
خواب ہی مین ایک دن آجائیے

۲۳۰
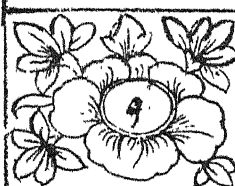
انجم دل خستہ کو شاہ نجف
روضۂ اقدس پہ اب بلوائیے

۹
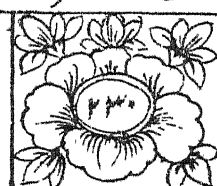
نگہ کیا اور مژہ کیا اے صنم اِسکو بھی اُسکو بھی
سمجھتے ہین قضا کا تیر ہم اِسکو بھی اُسکو بھی

پڑے تھے دل کے پیچھے اُسکو تو غارت کیا تمنے
رہا اب دین و ایمان لو صنم اِسکو بھی اُسکو بھی

اگر لے مول اک بوسے پہ میرا دین و ایمان تو
مین دیدونگا ترے سر کی قسم اِسکو بھی اُسکو بھی

حقیقت مین تفاوت کچھ نہین شیخ و برہمن مین

سُنا ہے ہم نے بھرتے تیرا دم اِسکو بھی اُسکو بھی
گرا دیتا ہے آنکھون سے مری سنبل ہو یا ناگن
تمھاری کاکل پیچان کا خم اِسکو بھی اُسکو بھی
کبھی تیوری چڑھانا اور کبھی مُنھ پھیر کر ہنسنا
ترا عاشق سمجھتا ہے ستم اِسکو بھی اُسکو بھی
ہماری آبرو کیا اور دلِ پُر حوصلہ کیسا
ڈبو دینا اری او چشم نم اِسکو بھی اُسکو بھی
کیا اقرار بوسہ دینے کا دین گالیان تمنے
فقیر عشق ہون سمجھا کرم اِسکو بھی اُسکو بھی

۲۳۱

خط محبوب وپاے نامہ بر قسمت سے ہاتھ آئے
لگا آنکھون سے انجم دمبدم اِسکو بھی اُسکو بھی

۱۱

کونسا طرز جفا ہے جو نہین یاد تجھے
پھیر دی اُلٹی چھری میرے گلے پر تونے
جو ستم تونے کیے دل نے اُٹھائے بخوشی
تونے برباد کیا مجکو تو اسکا نہین غم
رات دن یون مرے تڑپانیسے پھر کیا حاصل
پرسش روز قیامت سے ڈرایا تو کہا

آسمان مان گیا او ستم ایجاد تجھے
ذبح کرنا بھی نہ آیا ارے جلاد تجھے
تیرے ناشاد نے ہر طرح کیا شاد تجھے
میرا اللہ ہمیشہ رکھے آباد تجھے
نہین مرغوب جو ظالم مری فریاد تجھے
ہم جو چاہین تو وہان بھی نہ ملے داد تجھے

بیقراری نہین لازم ہے قفس مین بلبل
لے کے دل خاک مین اک روز ملائیگا ضرور
چاہیے پیروی خاطر صیاد تجھے
خوب سمجھا ہون ارے بانی بیداد تجھے

قید کیون فصل بہاری مین کیا بلبل کو
دیکھ اچھا نہین عشق قد جانان اے دل
موت آجائے الٰہی کہین صیاد تجھے
دار پر کھینچے گا وہ غیرت شمشاد تجھے

یون جلائے حق و ناحق نہ کبھی اے انجم
آدمی زاد جو سمجھے وہ پریزاد تجھے

۲۳۲ ۷

میری جانب یہ گمان لو واہ وا اچھی کہی
ہم تمھین چاہین بھلا ایسا ہمارا منھ کہان
مجھ سے اور یہ امتحان لو واہ وا اچھی کہی
تم کہان اور ہم کہان لو واہ وا اچھی کہی

پوچھتے ہو مجھ سے تم ناحق شب فرقت کا حال
دم تو لے جان جہان رکتا تھا تیرے ہجر مین
مجھسے اور ہووے بیان لو واہ وا اچھی کہی
اب لگی رکنے زبان لو واہ وا اچھی کہی

لیکے دل اب پھیرتے ہو ین گل دیگر شگفت
وصل کی شب میری جان ہے دیکھنا کبھی ہائے
پھینکدو چاہو جہان لو واہ وا اچھی کہی
قول ہووے درمیان لو واہ وا اچھی کہی

چاہ اے انجم چھپائے سے چھپے ممکن نہین
عشق اور رہوئے نہان لو واہ وا اچھی کہی

۲۳۳ ۹

توڑتا ہے دم ترا بیمار اٹھتے بیٹھتے
یاد مین اسکے دُرِ دندان کی روتا ہون جو مین
ٹیستا ہے زخم دل ہر بار اٹھتے بیٹھتے
ٹوٹتا ہے موتیون کا ہار اٹھتے بیٹھتے

گو کہ طاقت ہم مین صلا راہ چلنے کی نہین
آہی جاتے ہین مگر اے یار اٹھتے بیٹھتے

پہلے ایجان بوسہ پر انکار کی عادت نہ تھی — ابتو تو کرنے لگا تکرار اُٹھتے بیٹھتے

دل تو ہے بیتاب لیکن کیا کرون کچھ بس نہین — ورنہ لپٹا کر مین کرتا پیار اُٹھتے بیٹھتے

ناتوانی بڑھگئی ہے اسقدر اب عشق مین — لڑکھڑا جاتا ہون مین اے یار اُٹھتے بیٹھتے

صدقے ہوجاؤن مین اس اٹھلا کے سونے پر ترے — لون بلائین تیری اے دلدار اُٹھتے بیٹھتے

خوف رہتا ہے یہی ایجان سُن لیگا کوئی — ورنہ حال دل کرون اظہار اُٹھتے بیٹھتے

(۲۳۴) کہتے ہین انجم کسی سے دل لگایا ہے ضرور — طعنے دیتے ہین مجھے ہر بار اُٹھتے بیٹھتے (٦)

تڑپا کیا دل بھی غم فرقت مین جگر بھی — اے یار مگر تو نے نہ لی میری خبر بھی

دل لیکے مرا مجھسے کروگے یہ عداوت — مجھکو نہ تھی اصلا بخدا اسکی خبر بھی

مین نے کہا مرجاؤنگا فرقت مین تمھاری — جھنجھلا کے وہ بولے کہین جھگڑا چکے مر بھی

ہم حسرت دیدار مین مرجائین مگر تم — صورت نہ دکھاؤگے ہمین ایک نظر بھی

دل تو تمھین پہلے ہی سے ہم دیچکے ایجان — اسپر بھی نہ راضی ہو تو حاضر ہے جگر بھی

(۲۳۵) اس منزل دنیا سے یونہین چل بسے انجم — افسوس لیا ساتھ نہ کچھ زاد سفر بھی (۱۱)

جب سر شام ترے گیسوے پیچان دیکھے — رات بھر ہم نے عجب خواب پریشان دیکھے

طالب دید ترے جتنے مریجان دیکھے — دربدر خاک بسر چاک گریبان دیکھے

ایسا ڈوبا دل مضطر نہ ملا تھل بیڑا — آج اے دیدۂ گریان ترے طوفان دیکھے

دل نہ پھر حشر تلک قصد کرے جانیکا
خود بخود شوق شہادت مین مرا سر جھک جائے

رات کو چاند گہن کا ہو ادھو کا مجھکو
تارے گن گن کے کرے صبح تمھارا مہجور

جان سے دونون سر دست اُٹھا بیٹھین ہاتھ
ضبط گریہ نہو قاتل سے باین سنگدلی

مجھکو کہتا ہے کہ دل اور سے اُلجھایا ہے

کوچۂ زلف کی گر بھول بھلیان دیکھے
تیغ کو تیری جو قاتل کبھی عریان دیکھے

رُخ پُر نور پہ گیسو جو پریشان دیکھے
گر تھین ہاتھے پہ چنتے ہوئے افشان دیکھے

برہمن دیکھے تجھے خواہ مسلمان دیکھے
چاک کرکے جو مرا سینۂ سوزان دیکھے

جیتے جی دوستو اُس شوخ کے طوفان دیکھے

۲۳۶
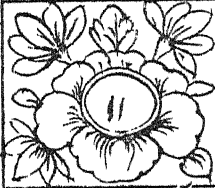
آسمان جو کہ ہوا اُس ماہ کا عاشق کیونکر
آنکھ اُٹھا کر وہ سوئے مہر درخشان دیکھے

۱۱
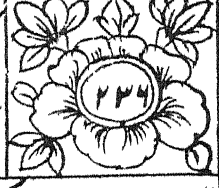
تم خفا ہو اے صنم کس واسطے
روٹھتے ہو دمبدم کس واسطے

ہم تو حاضر ہین تمھاری جو خوشی
پھر یہ ہین ظلم و ستم کس واسطے

میرے رونے پر وہ ہنستا بھی نہین
گریہ پھر اے چشم نم کس واسطے

جبکہ ہر شے کو فنا ہی ہے تو پھر
خواہش جاہ و حشم کس واسطے

وہ تو میت پر بھی آنے کے نہین
جان دین پھر اپنی ہم کس واسطے

تم تو بزم غیر مین خوش خوش پھرو
ہم اُٹھائین رنج و غم کس واسطے

وہ مسیحا تو نہ آئے گا کبھی
رُک گیا آنکھون مین دم کس واسطے

تھی اگر ترک وفا مد نظر
پھر یہ تھے قول و قسم کس واسطے

آپ نے تیوری چڑھائی کس لیے
کھینچ لی تیغ دو دم کس واسطے

کوے جانان چھوڑ کر اے زاہدو
خواہش باغ ارم کس واسطے

۲۳۷ ۳

انجم بے خانمان کو اسقدر
دیتے ہو رنج و الم کس واسطے

آنکھ آہوے صید افگن سے ہے
مردم شوخ دیدہ رہزن ہے

حور بھی دیکھ لے تو شرما جائے
تجھپہ نام خدا وہ جوبن ہے

مر گیا وہ جسے ڈسا اسنے
گیسوے یار ہے کہ ناگن ہے

مین تو کشتہ ہون تیرہ بختی کا
گور پر کیون چراغ روشن ہے

کیا خطا تیری ہمنے کی اے چرخ
بے سبب کیون ہمارا دشمن ہے

رات دن بولتا ہے بے کوکے
دل نالان بھی طرفہ ارگن ہے

دل مین رہنا بھی اسنے چھوڑ دیا
اسقدر یار مجھسے بدظن ہے

حسرتین بیڑیان ہین پانؤن کی
آرزو میری طوق گردن ہے

پھر ہرے ہو گئے ہین داغ جگر
آج کل پھر بہار گلشن ہے

رات دن ہے جو زلف یار کی یاد
کیا بتاؤن جو دل کو الجھن ہے

سبزۂ خط پہ مر مٹا ہون مین
ابر تربت پہ سایہ افگن ہے

روز کرتا ہے اک نیا حیلہ
کسقدر یار شوخ و پرفن ہے

۲۳۸ ۱۲

کچھ کسی کا گلا نہین انجم
دل سوا سب کے اپنا دشمن ہے

یاد کس کسکو کیا ہے نہین معلوم مجھے
آئی کس کسکی قضا ہے نہین معلوم مجھے

مجھ سے دل لیکے وفا کیجیے گا یا کہ جفا
عندیہ آپکا کیا ہے نہین معلوم مجھے

کوئی للہ مرے یار سے پوچھے تو سہی
مجھسے خوش ہے کہ خفا ہے نہین معلوم مجھے

کس سے دل مانگون مین اپنا کرون کس سے شکوہ
کسکے زیر کف پا ہے نہین معلوم مجھے

گالیان کیون نہین دیتے ہین وہ بیباکی سے
آج کیون شرم وحیا ہے نہین معلوم مجھے

دیر سے کام نہ مجھکو نہ حرم سے مطلب
کون بت کون خدا ہے نہین معلوم مجھے

کس جگہ جاؤن کہان ڈھونڈھا کرون کیا تدبیر
کیا ترے گھر کا پتا ہے نہین معلوم مجھے

بال بکھرائے ہوے یار چلا آتا ہے
آئی یہ کیسی بلا ہے نہین معلوم مجھے

حال دل اُنسے جو پوچھا تو کہا جھنجھلا کر
عالم الغیب خدا ہے نہین معلوم مجھے

کسنے دیوانہ کیا چاند سا مُنھ دکھلا کر
کونسا ماہ لقا ہے نہین معلوم مجھے

قتل کس کسکو کیا تیغ ادا سے اُسنے
کون ممنون قضا ہے نہین معلوم مجھے

کیون نہین تیغ ادا سے مجھے بسمل کرتے
کیا تڑپنے مین مزا ہے نہین معلوم مجھے

۲۳۵
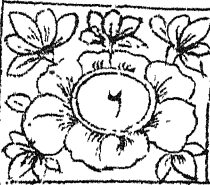
دل اُسے دون کہ نہ دون کچھ تو بتاؤ انجم
وہ بھلا ہے کہ بُرا ہے نہین معلوم مجھے

۶
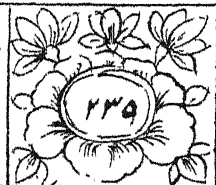
غم ہجر کے گئے دن گذر ہوا آخر اپنا وصال ہی
پہ یہ کیا غضب ہے لیے خدا تجھے آج تک سے ملال ہی

ہے انوکھا اُسکا جمال ہی نہ وہ بدر ہے نہ ہلال ہی

نہین مثل کوئی مثال ہی بلغ العلی بکمالہٖ
مری آہ نے یہ کیا اثر کہ وہ آنکر ہوئے جلوہ گر
شب تار ہجر ہوئی سحر کشف الدجیٰ بجمالہٖ
ہے اسی کی شان مین لافتیٰ ہے اسکی ثنا مین ہل اتیٰ
ہے اسی کی شان مین انما حسنت جمیع خصالہٖ
مین سوال وصل ہون کر رہا وہ یہ کہتا ہے کہ نہ آونگا
یہ عجب طرح کا ہے مخمصا کہ نہ ہجر ہے نہ وصال ہی
مجھے کس طرح نہ خیال ہو کہ نہ انجم انکو ملال ہو
کسی بات کا جو سوال ہو نہین اتنی اپنی مجال ہی

وصل سے تو جدائی بہتر ہے
صلح سے تو لڑائی بہتر ہے
اک ہمین ہین برے ترے آگے
اور ساری خدائی بہتر ہے
آشنا بنکے کون اٹھائے ستم
اس سے نا آشنائی بہتر ہے
ایک عرصے سے منتظر تھا مین
اے اجل تو جو آئی بہتر ہے
مطلب دل حصول ہو کہ نہ ہو
پر وہانتک رسائی بہتر ہے
انکا پنجہ ہے مہر سے پر ضو
یہ نو سے کلائی بہتر ہے
در شبیر پر چلو انجم
اب وہین جبہہ سائی بہتر ہے
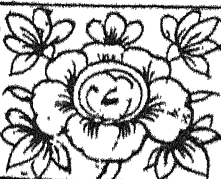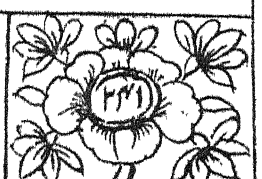
جب صفائی نہین تو پھر کیا ہے
یہ جدائی نہین تو پھر کیا ہے

میرے آگے اشارے غیرونسے
کج ادائی نہین تو پھر کیا ہے

ایک بوسے پہ اسقدر تکرار
یہ رکھائی نہین تو پھر کیا ہے

ہم نے مانا کہ وہ بھی راضی ہون
پر رسائی نہین تو پھر کیا ہے

جان جاتی ہے خوبرویون پر
موت آئی نہین تو پھر کیا ہے

گھٹہ ماتھے پہ ہاتھ مین تسبیح
پارسائی نہین تو پھر کیا ہے

۲۴۳ ۵

لے کے دل وہ مکر گئے انجم
یہ ڈھٹائی نہین تو پھر کیا ہے
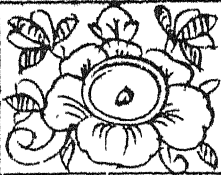
ذرا تو حال دل اے گریہ لب تک آنے دے
فسانۂ شب فرقت انھین سنانے دے
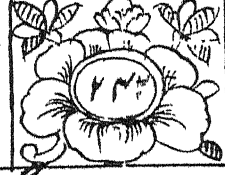
مین سر کے بھل ترے کوچے مین لا کھڑا ہوا
اگر یہ ضعف ذرا بھی قدم اُٹھانے دے

کہا جو مین نے کہ فرقت مین جان جاتی ہے
وہ ہنسکے ناز سے کہنے لگا کہ جانے دے

ہزار چاہا کہ کچھ درد دل کہون اُنسے
مگر تسلسل گریہ بھی لب تک آنے دے

۲۴۴ ۱۱

تو اُسکی یاد نہ دل سے بھلائیو انجم
اگر وہ بھول گیا ہے تو بھول جانے دے
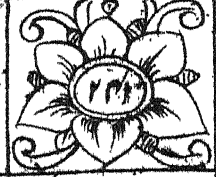
مری جان جدائی نہ ہوگی تو ہوگی
کسی دن لڑائی نہ ہوگی تو ہوگی

اُنھین شرم ہے اور یہان شوق سجدہ
اگر رہنمائی نہ ہوگی تو ہوگی

نہین اتنی جرأت کہ قدمون پہ گر کے
کہ اُنسے صفائی نہ ہوگی تو ہوگی

ذرا جذبۂ دل مدد کر خدا را
جو اُن تک رسائی نہ ہوگی تو ہوگی

نہ کچھ حسن وخوبی مین فرق آیا ہوگا
یہ دولت لٹائی نہ ہوگی تو ہوگی

رہائی اسیرِ محبت کو تیرے
اگر موت آئی نہ ہوگی تو ہوگی

نئے ظلم ایجاد کرتے رہو تم
جہان مین دہائی نہ ہوگی تو ہوگی

نہین باک غیرون سے ملنے مین اُنکو
جو دل مین بُرائی نہ ہوگی تو ہوگی

ہر اک بات پر آفرین جب کہین سب
تو پھر خود ستائی نہ ہوگی تو ہوگی

محبت کی جو آنکھ تھی آگے تیری
جو تو نے چُرائی نہ ہوگی تو ہوگی

۲۴۴

محبت کا گر کھل گیا حال اُنپر
تو انجم رُکھائی نہ ہوگی تو ہوگی

۱۳

میری جانب بھی خدارا دیکھیے
دیکھیے اے ماہ پارا دیکھیے

نشۂ الفت سے ہین عشاق مست
رنگِ بزم اے بزم آرا دیکھیے

آئیے اے رشکِ عیسی آئیے
دم نکلتا ہے ہمارا دیکھیے

اسقدر ظلم وستم اچھا نہین
مر نہ جائے غم کا مارا دیکھیے

تابکے ترچھی نگاہین تابکے
سیدھی نظرون سے خدارا دیکھیے

سامنے کہنا نہ کیجے ذکرِ غیر
حال کھل جائیگا سارا دیکھیے

بوسۂ شمشیر ابرو لے لیا
حوصلہ اے جان ہمارا دیکھیے

شام سے وہ یون ڈراتے ہین مجھے
صبح کا نکلا ہے تارا دیکھیے

چھیڑنے کو کہتے ہین وہ ہر گھڑی
کون ہے کسنے پکارا دیکھیے

بام پر پھر بیٹھتے ہین آکے آپ
پھر رقیبون نے ابھارا دیکھیے

مین نے پوچھا تمکو دل دون یا ندون
ہنسکے بولے استخارا دیکھیے

کھولکر جوڑا لگا کہنے وہ شوخ
سورۂ والیل سارا دیکھیے

۲۴۵

راز الفت اسنے انجم کیون کہا
ہو نہ جاے آشکارا دیکھیے

۱۱

آج کل ایسی ناتوانی ہے
بار سر سے بھی سرگرانی ہے

میرا خط اسکو دے کے کہدینا
تیرے عاشق کی یہ نشانی ہے

کیون نہ آجاے دل حسینون پر
زاہدا عالم جوانی ہے

مجھ مصیبت زدہ کا حال نہ پوچھ
ایک قصہ ہے اک کہانی ہے

آج ہی مار ڈال اے ظالم
آخر اک دن تو جان جانی ہے

خاک اے چشم تر تھمین آنسو
دل ہی سینے مین پانی پانی ہے

کیا گنہ میرا بھا گئی جو مجھے
تیری صورت ہی جی دُکھانی ہے

کہین چھوڑے سے چھوٹتی ہے
ناصحا چاہ اُستخوانی ہے

کیون نہ ہوجاین چھلنی چھلنی پانون
تیرے کوچے کی خاک چھانی ہے

یاالٰہی بھرے نہ زخم جگر
میرے قاتل کی یہ نشانی ہے

۲۴۶

حیف دل اُسپہ آگیا انجم
جو کہ ظلم و ستم کا بانی ہے

۷

کرے جو چھچھے بلبل ہزار بن تیرے
کھلے نہ غنچۂ دل زینہار بن تیرے

یہ بیخودی ہوئی اے شہسوار بن تیرے
چھٹی عنان شکیب و قرار بن تیرے

مثال خار رہا لالہ زار بن تیرے
خزان ہوئی مجھے فصل بہار بن تیرے

تڑپتے گذری شب انتظار بن تیرے
نہ نیند آئی کسی طرح یار بن تیرے

قطعہ

کلیجہ تھام کے ہاتھوں سے یا علیؑ کہکر
مین چیخ چیخ اٹھا بار بار بن تیرے

مریض ہجر کی جلدی خبر لے اے عیسیٰ
لبون پہ آگئی ہے جان زار بن تیرے

۲۴۷
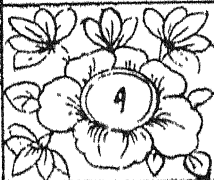
ہر ایک پھول بھی انجم کو اپنے بستر کا
مثال خار ہے اے گلعذار بن تیرے

۹

رہ نجائے کوئی دلمین مرے ارمان باقی
وہ بھی ہو جائے ابھی جو ہو مری جان باقی

کیون ستاتے ہو مجھے وصل کی شب بول اٹھا
ہے ابھی رات بہت مرغ خوش الحان باقی

اپنے بیمار کا کیا خاک کیا تونے علاج
درد دل ہی کا اگر رہگیا درمان باقی

اف زبان سے نہین کرتے نہین کرتے لیکن
دلمین تو ہے خلش ناوک مژگان باقی

کردیا دست جنون نے مجھے بالکل عریان
نہ رکھا نام کو بھی تار گریبان باقی

سر مرا کاٹ کے قاتل نے سبکبار کیا
تا قیامت رہا گردن پہ یہ احسان باقی

نہ بچے گا ترا بیمار ذرا دیکھ آکر
بات رہجائیگی اے عیسیٰ دوران باقی

سب سے چھوٹے پر نہ چھوٹا دوری جانان کا غم
رہگیا اک یہ مری جان کا خواہان باقی

۲۴۸

منھ پہ منھ رکھ کے شب وصل یہ بولا وہ ماہ
سچ کہو اب بھی ہے انجم کوئی ارمان باقی

۶

نہ آج تک تو دلا زور بل قضا کے چلے
ہماری جان چلی لیجیے وہ آ کے چلے

ہٹا لو پھر سے ... پیشان بال
یہ صبح ہوتے ہوے دوپہر ڈھلا کے چلے

تسلیون مین بھی اُنکی ہے ظلم کا پہلو
کلیجہ تھام لیا جب گلے لگا کے چلے

ابھی تو آنکھ لگی تھی ترے تصور مین
نکیرین لیجیے مرقد مین بھی جگا کے چلے

بھلا یہ چوری ہے صاحب کہ سینہ زوری ہے
لڑا کے آنکھ نگاہون مین دل چُرا کے چلے
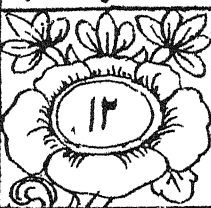
۲۴۹ — یہ ڈر رہا ہون کہ اندھیر کچھ نہ ہو انجم
الٰہی خیر ہو آنکھون مین وہ سما کے چلے — ۱۲

زبان کس طرح باز آئے فغان سے
فغان کو نِسبت ہے میری زبان سے

جلا دل شعلۂ ہجرِ بتان سے
شرر اُٹھنے لگے ہر استخوان سے

مرا نام و نشان گر پوچھنا ہو
تو پوچھو بلبلِ بے خانمان سے

نہین شکوہ ترا آتا زبان پر
کہون مین حال اپنا کس زبان سے

اگر سر پھوڑنا ہی ٹھہرا اے جان
تو پھر کیا کام تیری آستان سے

یہ آزارِ محبت نے کیا زار
نہ اُٹھا نازتک مجھ ناتوان سے

مین ہون شوریدہ سر اُٹھے نہ خدا را
قدم اپنا اُٹھا لے درمیان سے

مجھے بھی ساتھ لیلو جانے والو
رہا جاتا ہون پیچھے کاروان سے

نہ شرماؤ ذرا آنکھین ملاؤ
یہ بتلاؤ کہ آتے ہو کہان سے

تمھارا دل تو پتھر ہے مری جان
مین ایسا دل بھلا لاؤن کہان سے

بھلا او سنگدل کیا پوچھتا ہے | تڑپنے کا مزا مجھ نیم جان سے

۲۵۰

جو سر کاٹا مرا قاتل نے انجم
سبکباری ہوئی بار گران سے

۱۰

حیا و شرم کے صدقے ہنسی منہ پر نہین آتی
یہان آبیٹھو پھر دیکھون تو مین کیونکر نہین آتی

مرے ہی واسطے اندھیر ہے یہ اے مہ تابان
وگرنہ چاندنی راتون کو کس کے گھر نہین آتی

بھروسے پر تری رحمت کے کرتا ہون گنہ لاکھون
ذرا بھی میرے دل مین دہشت محشر نہین آتی

بیان کرتا ہون جب حال شب فرقت تو کہتے ہین
تمھاری سی مجھے بیکار کی ٹر ٹر نہین آتی

کراہت تھی جسے روز نخستین اندر آنے مین
وہی ہے روح جو اب جسم سے باہر نہین آتی

ترے دیوانے بستی سے گئے صحرا کی جانب کو
بہت مدت ہوئی آواز شور و شر نہین آتی

مین خود اپنے دل وحشی کی نادانی کا قائل ہون
حقیقت مین ابھی اسکو محبت کرنی نہین آتی

نہین معلوم کب شمشیر کھینچے ہم پہ وہ قاتل
ہمیشہ سنتے آتے ہین قضا کہکر نہین آتی

نہا کر بال سکھلاتے ہین وہ اور دیکھتا ہون مین
یہ کیسی ہے بلا یارب جو میرے سر نہین آتی

(۲۵۱)
وہ پوچھین یا نہ پوچھین تم تو چاہے جاؤ اے انجم
تمھین نام خدا غیرت تو رتی بھر نہین آتی
(۱۱)

کوچے مین گر جگہ نہ ملیگی مزار کی
مٹی خراب ہو گی ترے خاکسار کی

صورت کوئی نکلتی نہین وصل یار کی
تسکین ہو کس طرح سے دل بیقرار کی

گلشن مین بلبلون نے کیا آکے پھر ہجوم
پلٹی ہوا اُرت آگئی فصل بہار کی

جاتا رہے یقین سے ہے مراد دل سبھی
ملجائے یار و خاک اگر پائے یار کی

پردہ اُٹھا دیا ہے یہ کس بے حجاب نے
برچھی نگہ کی کسنے مرے دل کے پار کی

ہرگز نہ اُسنے صحبت اغیار ترک کی
حالانکہ مین نے یار کی منت ہزار کی

عاشق پٹک کے سر پس دیوار مرگیا
دل تو دیا تھا جان بھی تم پر نثار کی

اصرار اُنسے جب کیا اقرار وصل پر
سو بار گر نہین کی تو ہان ایک بار کی

آسان نہین مقابلہ دندان یار سے
بنجائے آبرو یہ دُر شاہوار کی

ایک ایکدن برس کے مقابل ہے اے صنم
اک اک گھڑی پہر ہے شب انتظار کی

(۲۵۲)
انجم مری مدد کو ہین مشکل کشا علیؑ
پروا نہین ہے کچھ مجھے دُر شمار کی
(۱۲)

اُمید مہر پر اک حسرت دل ہم بھی رکھتے تھے
تمنا وصل کی اے ماہ کامل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی گلزار داغ عشق سے دل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی اک تازہ گلشن اے عنادل ہم بھی رکھتے تھے
کسی دن تو وہ بحر حسن آکر زیب بر ہوتا
کہ آغوش تمنا شکل ساحل ہم بھی رکھتے تھے
الگ تو بزم سے اُٹھکر جو سن لیتا تو کہدیتے
کہ کچھ کچھ التجا اے زیب محفل ہم بھی رکھتے تھے
ہمین بے موت کیون مارا اجل تو کس لیے آئی
ہوا بوسۂ شمشیر قاتل ہم بھی رکھتے تھے
ہمارے دل کا عقدہ کیون نہ اے غنچہ دہن کھولا
ہوس بوسے کی تھی تھوڑی سی مشکل ہم بھی رکھتے تھے
کرین اب کیا کہان ڈھونڈھین گنوایا کھُے گیسو مین
کبھی یادش بخیر اے ہمدمو دل ہم بھی رکھتے تھے
ہمارا امتحان بھی او قدر انداز لازم تھا
دل مجروح و مضطر جان بسمل ہم بھی رکھتے تھے
کیا پامال اُسکو کیون نہ تم نے ساتھ سبزے کے

تمھارے زیر پا ایجان جان دل ہم بھی رکھتے تھے

نہیں اب کثرت داغ جنون سے لائق ہدیہ
کبھی دل پیشکش کرنے کے قابل ہم بھی رکھتے تھے

حقارت سے نہ دیکھو آج ہم کو اے پری رویو
کبھی تم سا کوئی زہرہ شمائل ہم بھی رکھتے تھے

عجب ہے کیا ہوئی الفت دا ایجان دونون جانب کی
یہی دل تم بھی رکھتے تھے یہی دل ہم بھی رکھتے تھے

یونہین شب بھر جلا کرتے تھے یاد شعلۂ رخ مین
یہی سوزش کبھی اے شمع محفل ہم بھی رکھتے تھے

لب جان بخش پر کیا فوق دیتے چشم فتان کو
گدا ہم کچھ تمیز حق و باطل ہم بھی رکھتے تھے

۲۵۱

عفو تقصیر جو ہوئی تو بڑی بات نہ تھی
کوئی مشکل تو یہ اے قبلۂ حاجات نہ تھی

تجکو منظور اگر ہم سے ملاقات نہ تھی
ترک الفت ترے نزدیک تو کچھ بات نہ تھی

سر بسر دور ہوے رنج والم فرقت کے
اور کیا تھا یہ اگر تیری عنایات نہ تھی

خاک ہوتا تر و تازہ مرا نخل امید
میرے اشکوں کی جھڑی تھی کوئی برسات نہ تھی

بیوفا تم ہوے کی ترک محبت مین نے
عشق بازی مرا شیوہ تھا مری ذات نہ تھی

کیون نہ اظہار کیا حال دل اپنا انجم
آج تھا حشر کا دن وصل کی تو رات نہ تھی

نالون کا اذن دے دل ناچار کے لیے
اس درجہ قید تازہ گرفتار کے لیے

کچھ مختصر سا حال نہین میرا اے خدا
دو چار حشر ہون مرے اظہار کے لیے

چھلا ابھی قول کا نہ مجھے آپ نے دیا
اقرار نامے نتو مرے اقرار کے لیے

مجھ ناتوان کے قتل پہ کیون کھینچتے ہو تیغ
کافی ہے اک اشارہ تو دو چار کے لیے

اپنے ہی کوچے مین مجھے دفنانا بعد مرگ
مرتا ہون تیرے سایۂ دیوار کے لیے

قدمون کی تیرے خاک جو آجائے میرے ہاتھ
سرمہ بناؤن دیدۂ بیدار کے لیے

بوسہ دے تو دے مجھے دو چار گالیان
اکسیر ہے یہی ترے بیمار کے لیے

اے آرزوؤ اتنا تو لازم نہین ہجوم
تھوڑی جگہ تو دلمین رہے یار کے لیے

جان حزین و لخت جگر پارہ ہاے دل
لایا ہون نذر دینے کو سرکار کے لیے

پہلے سے مستعد ہین وہ جانیکے واسطے
سوتے سے اٹھ کے بیٹھے ہین تکرار کے لیے

محشر مین کام کچھ ترے دیوانے کا نہ تھا
بلوا لیا ہے رونق بازار کے لیے

چرکے ہزارون دل پہ لگے تیغ ناز کے
بوسے لپٹ لپٹ کے جو تلوار کے لیے

ظالم خدا کے واسطے آنا جو ہو تو آ
آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے

۲۵۵
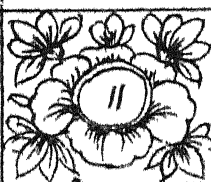
انجم ذرا دکھائیے نازک خیالیان
تشبیہ ڈھونڈھیے کمر یار کے لیے

۱۱
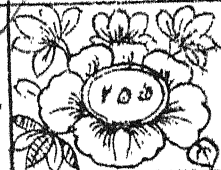
چشم کہتی ہے کہ شرمندہ ہے بارش مجھسے
آہ کہتی ہے خجل رہتی ہے آتش مجھسے

جان و دل سے ہے مجھے پاس رضاجوئی کا
آپ کیون ہوتے ہین ناحق متوحش مجھسے

جان دیدون پس دیوار تڑپکر اے دل
اس سے بڑھکر نہین ہو سکتی ہے کوشش مجھے

خال رخسار کے بوسے پہ بگڑتے ہین حضور
اتنی سی بات پہ لازم نہین رنجش مجھے

کج ادائی سے کیا قتل مجھے پہلے تو
کتنے دن بار ہو اب کرتے ہو نوازش مجھے

حال دل سنکے تجاہل سے وہ فرماتے ہین
مین نہ سمجھا تھا کہ ہوتی ہے گذارش مجھے

سال بھر دیدۂ گریان سے بہائے جو اشک
ابکی برسات مین شدت سے ہے بارش مجھے

اک نظر دیکھنے پر کرتے ہو یہ جور و ستم
یا کوئی اسکے علاوہ بھی ہے کاوش مجھے

بندگی کا نہین کچھ خاک ادا ہوتا حق
ان بتون کی نہین ہو سکتی پرستش مجھے

جذبۂ عشق نے اتنا تو اثر دکھلایا
اب تو خود ملنے کی رکھتے ہین وہ خواہش مجھے
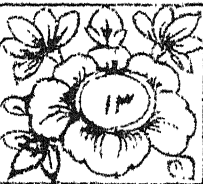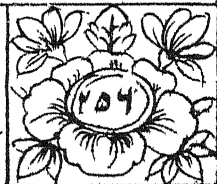
(۲۵۶) نام لے دونگا دل زار کا اپنے انجم
حشر کے دن جو کریگا کوئی پرسش مجھے (۱۳)

دیکھا نہین جب سے تجھے اے ماہ لقا ہے
بیتابیِ دل درد جگر حد سے سوا ہے

معلوم نہین کونسے صنم کونسی جا ہے
مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون نہین ملتا پتا ہے

بیمار محبت ہون مین بیکار دوا ہے
خاک در جانان ہی مجھے خاک شفا ہے

بکھری ہوئی چہرے پہ ترے زلف دوتا ہے
یا چاند پہ چھائی ہوئی یہ کالی گھٹا ہے

گھبرا گیا دم مجھکو بتاؤ تو یہ کیا ہے
یا روئے شب ہجر ہے یا کالی بلا ہے

یہ بندہ تو ہر بات مین راضی برضا ہے
بیجا بھی کہو تم تو مری جان بجا ہے

وہ حسن خداداد ترا نام خدا ہے
جسنے کہ تجھے دیکھا کہا صل علی ہے

کیون مجھسے چھڑایا مرے دلدار کو تونے — بیداے فلک پیر مجھے تجھسے گلا ہے
وہ طرز ملاقات وعنایات ومحبت — سب بھول گئے یاد فقط جور وجفا ہے
بیتابیِ دل اپنی بیان کرتا ہون جب مین — وہ ہنسکے یہ کہتے ہین کہ دیوانہ ہوا ہے
کسواسطے روٹھے ہوے بیٹھے ہین حضور آپ — بتلایئے توکونسی بندے کی خطا ہے
لادے خبر یار رہیگا ترا احسان — تجھسے یہی مطلب مرا اے بادصبا ہے

۲۵۷
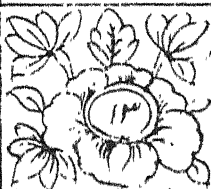
انجم تجھے کچھ خوف نہین روز قیامت — حامی ترا ہر وقت رسولِ دوسرا ہے

۱۳
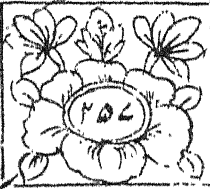
رقیبونکا تری محفل مین کسدن تھا گذر پہلے — عنایت کی نظر انپر کہان تھی اسقدر پہلے
تڑپتا تھا کہان سینے مین دل شام وسحر پہلے — نہ تھے عاشق کسی پر ہم نہ تھا درد جگر پہلے
بڑھایا تھا جو اے دل اسقدر رسم محبت کو — انھین شاید نہ تھی ترک وفا مدنظر پہلے
ترا احسان بھی ہوتا ہماری جان بھی بچتی — قضا سے اے مسیحا توچلا آتا اگر پہلے
نہ دیتا دل کبھی تمکو بلاسے جان ہی جاتی — نہ تھی مجھکو تمھاری بیوفائی کی خبر پہلے
تو دل لیکے اب کرنے لگے بے اعتنائی تم — وہی آخر کو پیش آیا مجھے تھا جسکا ڈر پہلے
گلا میرا ابھی کٹجائے نہ بازو بھی ترا دکھے — ذرا خنجر کو قاتل تو لگا لے سان پر پہلے
کیا شکوہ جو مین نے اگلی باتونکا تو وہ بولے — فقط وہ امتحان تھا ہمکو منظور نظر پہلے
اگر اُس شاہ خوبان کی حضوری مجکو حاصل ہو — تو دونین نذر جاکر دیہم داغ جگر پہلے
بنایا کرتا ہے تو اب تو لاکھون جھوٹ سچ فقرے — کہان آتی تھین یہ باتین تجھے او فتنہ گر پہلے

نہین معلوم ہوتا کچھ پڑا کیا حادثہ اس پر
کبھی ذاتی نہ تھی آنکھون پہ یون چشم تر سے پہلے

پریشان کرتے تھے کب آ گئے مجکو صورت گیسو
الجھ پڑتے نہ تھے اسطرح ہم ہر بات پر پہلے

٢٥٨ — ٥
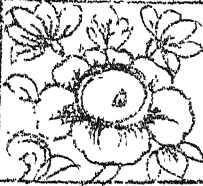
اگر ملک عدم کا قصد تم نے ٹھانے ہوے انجم
مناسب ہے کرو تیار ساماں سفر پہلے
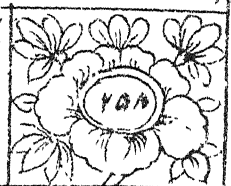
ذبح کرنا نہ اے ظالم مجھے شمشیر سے پہلے
مجھے آگاہ کر دینا مری تقصیر سے پہلے

ازل کے روز سے آشفتۂ گیسوے لیلی ہون
نہ کیونکر سلسلہ ہوتا مجھے زنجیر سے پہلے

اثر دکھلایا کیسا جذبۂ شوق شہادت نے
چھری گردن پہ میری پھر گئی تکبیر سے پہلے

نہ کیونکر بعد عارض خط جانان کا تصور ہو
ہمین درس ہے قرآن کا تفسیر سے پہلے

٢٥٩ — ١٢
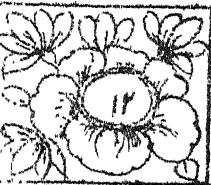
فروغ اپنا نظر آئیگا انجم روز محشر مین
جو ہوگا عشق صادق حضرت شبیر سے پہلے
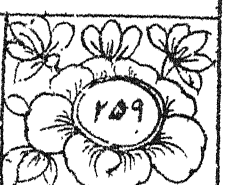
تمھین خیال ہمارا اگر نہین نہ سہی
ہمارے حال کی تمکو خبر نہین نہ سہی

مین اب کبھی نہ کہونگا نہ ملیے غیرونسے
نباہ آپ کو مد نظر نہین نہ سہی

جو آپ آئے یہان آپ ہی کا احسان ہے
ہماری آہ کا صاحب اثر نہین نہ سہی

مری طرف سے تمھین ہے خیال کھوٹ کا
چلو مین عاشق شیدا اگر نہین نہ سہی

ہم اپنی روح کو قاصد بنا کے بھیجینگے
ترا گذر جو وہان نامہ بر نہین نہ سہی

خدا کے واسطے عاشق سے کچھ ہنسو بولو
دہن تو رکھتے ہو صاحب کمر نہین نہ سہی

جفا و ظلم کا ایجان کون مانع ہے
تمہارا اسمین اگر کچھ ضرر نہین نہ سہی

کبھی تو نخل محبت بھی بار ور ہوگا
جو آج اوچمن آرا ثمر نہین نہ سہی

ہم اپنے سر کو کہین اور جاکے پھوڑینگے
ہٹو تمھارا اگر سنگ در نہین نہ سہی

ہوائے حسرت دیدار لے اڑیگی مجھے
مثال مرغ اگر بال و پر نہین نہ سہی

بہت بجا ہے جو وحشی خطاب مجھکو ملا
حضور رحیم جو بندہ بشر نہین نہ سہی

۲۶۰
رسائی آہ جگر سوز کی تو ہے انجم
جو اُنکے کوچے مین اپنا گذر نہین نہ سہی
۲۵

نہ تو گل کوئی نہ بوٹا نظر آتا ہے مجھے
گلشن دل مرا اُجڑا نظر آتا ہے مجھے

دیکھکر کہتا ہے عالم ترے دیوانے کو
کسی دیوار کا سایا نظر آتا ہے مجھے

ملک الموت نہین ہے سر بالین آیا
قاصد اے جان تمھارا نظر آتا ہے مجھے

اُس مسیحا سے جو ظاہر مرض عشق کیا
ہنسکے بولا تجھے سودا نظر آتا ہے مجھے

پھر رقیبون پہ عنایت کی نگاہین ہین وہی
پھر مزاج آپ کا بدلا نظر آتا ہے مجھے

بعد مدت کے جو آئینۂ عارض دیکھا
اپنا بگڑا ہوا نقشا نظر آتا ہے مجھے

اپنے رونے کا تصور جو کبھی کرتا ہون
ایک اُمڈا ہوا دریا نظر آتا ہے مجھے

دیکھنے میرا جنازہ وہ لب بام آئے
اوج پر اپنا ستارا نظر آتا ہے مجھے

ہے یقین اب دل عاشق تہ و بالا ہونگے
کان مین یار کے بالا نظر آتا ہے مجھے

چاندنی مین جو نکلتا ہے مرا مہ پارہ
چاند کا نور سوایا نظر آتا ہے مجھے

بوسے کے دینے مین تو آج ہے ایسی تکرار
وصل مین وعدۂ فردا نظر آتا ہے مجھے

دل مین ہے عشق صنم پر ہے یہ جوشِ وحشت
عین آبادی مین صحرا نظر آتا ہے مجھے

دوڑ جاتا ہون سوئے در وہین ہو کر بیتاب
خواب مین بھی جو وہ آتا نظر آتا ہے مجھے

بیٹھے ہین آج جو خلوت مین وہ بیباکانہ
اسکی قدرت کا تماشا نظر آتا ہے مجھے

تپشِ مہرِ درخشان پہ جو کرتا ہون نگاہ
زخمِ دل کا مرے پھاہا نظر آتا ہے مجھے

میرے لاشے پہ تجاہل سے وہ فرماتے ہین
کسی بیرحم کا مارا نظر آتا ہے مجھے

آج زلفون کے بنانے مین ہین مصروف حضور
دل کہین آپکا الجھا نظر آتا ہے مجھے

لبِ جان بخش سے قم کہکے جلایا مجھکو
تو تو کچھ رشکِ مسیحا نظر آتا ہے مجھے

کون کہتا ہے فلک پر یہ شفق پھولی ہے
خونِ عشاق کا دھبا نظر آتا ہے مجھے

نقدِ دل نذر جو دیتا ہون کبھی مین جاکر
ہنسکے فرماتے ہین کھوٹا نظر آتا ہے مجھے

مجھ سے فرماتے ہین وہ تذکرۂ عشق نہ کر
آج دفتر ہی یہ الٹا نظر آتا ہے مجھے

حال کیا پوچھتے ہو دردِ جگر کا میرے
آج کچھ کل سے زیادہ نظر آتا ہے مجھے

اسنے خلوت مین جو اظہار کیا الفت کا
ہنسکے کہنے لگے فقرا نظر آتا ہے مجھے

کچھ نہ کچھ کی ہے مرے نالۂ دل نے تاثیر
آج منہ آپ کا اترا نظر آتا ہے مجھے

۲۶۱

کہہ گئے تھے وہ ہم آئینگے بشرطِ فرصت
انجم اس وعدے مین دغا نظر آتا ہے مجھے

۸

ایک تیری نگاہ کیا بدلی
سارے عالم ہی کی ہوا بدلی

یہی دو تین ہین جنون انگیز
سبزہ دریا شفق ہوا بدلی

قول جتنے کیے تھے بھول گئے
لے کے دل بات دلربا بدلی

انکے آنکھین کیون خلل ڈالا
ستیاناس ہو ترا بدلی

دل کے بدلے لگی ہماری جان
کیون ادا تو نے کج ادا بدلی

تیرے زخمی کی لاش پہ قاتل
روئی آآ کے بارہا بدلی

دھوپ لی ہمنے دل کے زخمو نپر
اُسنے تلودن کی جب حنا بدلی

۲۶۰

آسمان ہل گئے طبق ساتون
ہم نے کروٹ جو اک ذرا بدلی

۷

نہ کرنا کوئی چارہ تو کہ یہ درد جگر جاوے
تجھے کیا کام اے عیسیٰ جیئے کوئی کہ مر جاوے

کہی ہے کنگھی چوٹی اک قیامت ڈھائی اُسنے
بپا اندھیر ہو کاکل جو چہرے پر بکھر جاوے

چڑھائے بیٹھے ہو کیون آستین ابدار ساقی
ابھی سے ہے زخم دل آلا ذرا دم لو کہ بھر جاوے

مجھے روتے ہوئے دیکھا شب وصلت تو وہ بولا
بھلا ایسے برستے مین کوئی کسطرح گھر جاوے

گیا جو در کے بارے راستے ہی سے پلٹ آیا
تمہارے کان تک صاحب مری کیونکر خبر جاوے

وہ کمسن ہے ابھی کیا جانے مرتا ہے کوئی کیونکر
نہ آوے میری میت پر خدا ناکردہ ڈر جاوے

۲۶۱

تقاضا وصل کا انجم زیادہ نامناسب ہے
کہین ایسا نہو وہ آج پھر انکار کر جاوے

۸

خدا نے وہ صورت بنائی تمہاری
کہ عاشق ہے ساری خدائی تمہاری

کوئی صورت وصل جلدی نکالو
بہت شاق ہے اب جدائی تمہاری

لیا مین نے بوسہ تو کیون اتنا بگڑے / یہ اچھی نہین ہے رُکھائی تمھاری

مرے دلپہ بس ہوگئی نقش اے جان / وہ اُس دن کی بے اعتنائی تمھاری

نہ تھی مجھکو اُمید قسمت سے اپنی / خدا ہی نے صورت دکھائی تمھاری

نہ مارو مجھے پھینک کر پھول اے جان / نہ دُکھ جائے نازک کلائی تمھاری

تمھین بے طلب دیدیا دل جو مین نے / یہ ہے میری جان رونمائی تمھاری
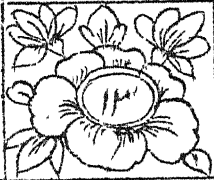
۲۶۲

وہ بولے شبِ وصل جھنجھلا کے انجم / یہ اچھی نہین ہاتھا پائی تمھاری

۱۳

صنم ہے یا خدا کیا جانے کیا ہے / ہمارا دلربا کیا جانے کیا ہے
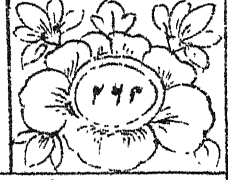
نہ سنبل ہے نہ کالا ہے نہ ناگن / تری زلفِ رسا کیا جانے کیا ہے

کسی پہلو نہین آرام تجھکو / تجھے اے دل ہوا کیا جانے کیا ہے

نہین معلوم کعبہ ہے کہ قبلہ / خمِ ابرو ترا کیا جانے کیا ہے

مرا دل لوگے تم یا جان لوگے / تمھارا عندیہ کیا جانے کیا ہے

جفاؤن سے تری بھرتا نہین دل / تڑپنے مین مزا کیا جانے کیا ہے

نہین تو اُس سے ہے اُمید بخشش / مگر اُسکی رضا کیا جانے کیا ہے

نظر پھیری نہین تونے تو ہم سے / یہ پھر عشوہ نما کیا جانے کیا ہے

تصور مین جو کی ہین بند آنکھین / دکھائی دے رہا کیا جانے کیا ہے

بھلا تو آشنا ہوگا کسی کا / ارے ناآشنا کیا جانے کیا ہے

قیامت ہے قد بالا تمھارا
نگاہ فتنہ زا کیا جانئے کیا ہے

نکلتا ہے دھواں جو آہ کے ساتھ
یہ اے دل جل رہا کیا جانئے کیا ہے

۲۶۵ — ۱۲
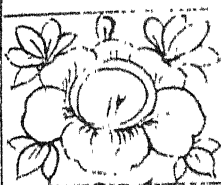
بھلا مین کیا اُسے بتلاؤن انجم
وہ مجھ سے پوچھتا کیا جانئے کیا ہے
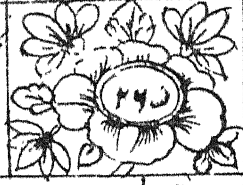
درد دل بھی سُنا نہین سکتے
اُنسے افت جتا نہین سکتے

ذکر اُلفت بھی لا نہین سکتے
ہم زبان تک ہلا نہین سکتے

ضبط کی تاب لا نہین سکتے
راز الفت چھپا نہین سکتے

چار آنکھین جو ہون تجھ کیونکر ہون
شرم سے سر اُٹھا نہین سکتے

کون پہلو سے اُٹھ گیا اے دل
آپ مین ہم جو آ نہین سکتے

آہ وزاری تو ہے خلاف وفا
ہم تمھین منھ دکھا نہین سکتے

ہم تو اُنکے لیے جہان سے گئے
وہ لحد تک بھی آ نہین سکتے

ستیاناس ہو محبت کا
نام قاتل بتا نہین سکتے

عیب مجھکو لگا نہ دے کوئی
اسلیے دل لگا نہین سکتے

بڑھ گئے اسقدر مرے ارمان
دلمین بھی اب سما نہین سکتے

خوف یہ ہے نہ محو ہو جاؤن
نام میرا مٹا نہین سکتے

۲۶۶ — ۱۱

ذبح وہ کس طرح کرین انجم
ہاتھ مجھ سے اُٹھا نہین سکتے
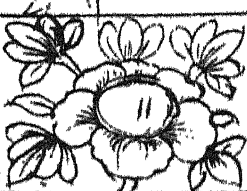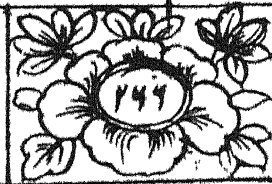
جنون ابھی تو گریبان مین تار باقی ہے — رُکے نہ ہاتھ کہ فصل بہار باقی ہے

شب فراق کی گھڑیان تو گن چکا اے دل — خدا بچائے کہ روز شمار باقی ہے

اُڑاتی پھرتی ہے بیکار خاک گلیون کی — صبا ابھی تو ہمارا غبار باقی ہے

نہین ہے دیر یہان اپنی جان جانے مین — تمھارے آنیکا بس انتظار باقی ہے

ہوئی ہین اور تو سب دلکی حسرتین پوری — بس ایک حسرت دیدار یار باقی ہے

خطِ غبار مین لکھا جو خط ہوا ثابت — کہ دلمین یار کے ابتک غبار باقی ہے

ہزارون گالیون پر بھی نہ نکلی دلکی بھڑاس — یہ دلمین آپ کے کب کا بخار باقی ہے

ذلیل و خوار ہمین کر چکا زمانے مین — ابھی کچھ اور دل بیقرار باقی ہے

لپٹ لپٹ کے نہ کسطرح سوؤن مرقد سے — کہ دلمین آرزوے وصل یار باقی ہے

برائے پنجتن پاک وہ بھی پوری ہو — جو آرزو مری پروردگار باقی ہے
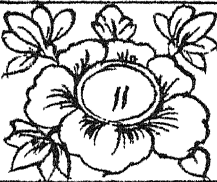
۲۶۵ — نصیب تھا ہمین جو کچھ وہ نذر یار کیا — بس انجم ایک دل داغدار باقی ہے — ۱۱

جو واقف ہو تم دلکے حالات سے — دکھاؤ نہ پھر یون ہر اک بات سے
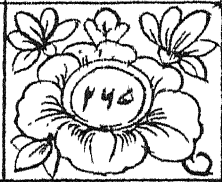
زیادہ جو ہے اپنی اوقات سے — وہ ہے آپ ہی کی عنایات سے

سہے کون ہر روز کا رنج و غم — مین باز آیا ایسی ملاقات سے

نہین مین مسلمان کافر سہی — مگر آپکو کیا مری ذات سے

مرا حال دل تو جو سنتا نہین — بھرے ہین ترے کان کس بات سے
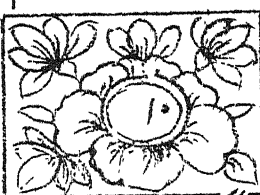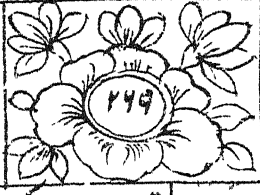
نہ ہوگا میسر کبھی وصل یار
دلا باز آ ان خیالات سے

شب وصل وہ گھڑا جو تھا صبح کا
وہ جاتا گا کیے دو گھڑی رات سے

دیا دل تو اُس بے وفا کو مگر
خدا ہی بچائے گا آفات سے

چلے جوش وحشت میں صحرا کو ہم
جو نکلے بھی کنج خرابات سے

ہٹا دو جو زلفوں کو چہرے سے تم
نکل آئے دن دوپہر رات سے

۲۶۸
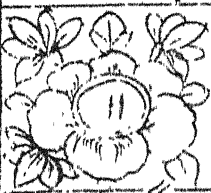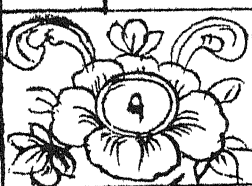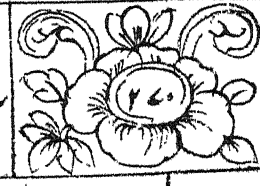
رکھا آسمان اُنکے قدموں پہ سر
لیا بوسہ پا اسی گھات سے

۱۱
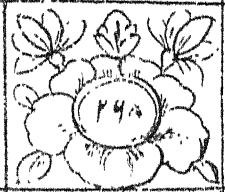
مری آہ بھی پُر اثر ہو گئی
کہ اُس بے خبر کو خبر ہو گئی

گلے پر مرے پھیری قاتل نے تیغ
تلافی دردِ جگر ہو گئی

نہ احسان قاصد گوارہ کیا
مری روح خود نامہ بر ہو گئی

وہ آنے لگے جب مری قبر پر
مری خاک خود راہ بر ہو گئی

وہ کاجل لگاتے ہیں آنکھوں میں اب
لگاوٹ جو مدنظر ہو گئی

پس مرگ بھی جوش وحشت رہا
مری خاک بھی دربدر ہو گئی

نہ آیا ابھی تک وہ وعدہ خلاف
سرِ شام کی دوپہر ہو گئی

لگا پھر ٹپکنے مرا زخم دل
خدا جانے کسکی نظر ہو گئی

میں سمجھا تھا مر جاؤنگا ہجر میں
خدا جانے کیونکر بسر ہو گئی

تری بھولی باتوں نے بسمل کیا
یہ میٹھی چھری کارگر ہو گئی

۲۶۹

نکل جائیگی حسرتین آسمان
جو امداد خیر البشر ہو گئی

۱۰

تم جو وعدہ نہ کر گئے ہوتے
ہمتو مدت کے مر گئے ہوتے

پھول رکھنا نہ تھا جو تربت پر
کاش پتھر ہی دھر گئے ہوتے

در گذر تم نہ کرتے گر صاحب
جان سے ہم گذر گئے ہوتے

آہوون کو جو تم دکھاتے آنکھ
نشے سب کے اتر گئے ہوتے

خیر گذری نہ روئے ہجر مین ہم
ورنہ جل تھل تو بھر گئے ہوتے

ابھی کیون تم نے پھیری تھی نگاہ
زخم دل اور بھر گئے ہوتے

قہر تھا وہ جو آتے محشر مین
حشر ہوتا جدھر گئے ہوتے

کھولدی دلکی چوری آنکھون نے
ورنہ وہ تو مکر گئے ہوتے

تم جو آتے تو کیا نہ مرتا مین
گر اپنی سی کر گئے ہوتے

۲۷۰

دل کو گھر ہی مین چھوڑ جاتے تم
آسمان جب ادھر گئے ہوتے

۹

بطرز دلبری بیداد کیجے
جفاؤن مین ادا ایجاد کیجے

ہماری عاجزی اعجاز ہو جائے
پیمبر ہون اگر آزاد کیجے

یہ کیسا عالم بالا کا جھگڑا
اجی پہلو مرا آباد کیجے

لہو ملکر شہیدون سے ملے ہین
ہمارے نام پر بھی صاد کیجے

تمنا بڑھ نجاے حد سے زائد — ہمین شاہ نجف اب یاد کیجے

ہماری خاک سے صحرا بھرے ہین — جہان تک چاہیے برباد کیجے

اشارون نے تو لیلی جان صاحب — ذرا منھ سے بھی کچھ ارشاد کیجے

پریشان ہے بہت انجم خدارا — شہید کربلا امداد کیجے
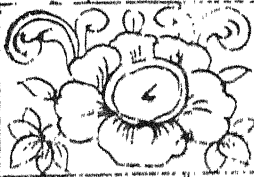
مزاج یار ہو جاے نہ برہم — نہ اے انجم بہت فریاد کیجے

اسنے آنیکا جو وعدہ کیا جاتے جاتے — دم مرا سینے مین رکنے لگا آتے جاتے

خاک مین مجھکو جو تم نے نہ ملایا نہ سہی — لاش ہی میری ٹھکانے سے لگاتے جاتے

تیرے دیوانونکا دیکھے تو کوئی جوش و خروش — سوے محشر بھی ہین اک شور مچاتے جاتے

ہمتو سمجھے تھے کہ نالونسے تسلی ہوگی — یہ تو ہین درد مین درد اور بڑھاتے جاتے

ساتھ لینا تھا ہمین بھی تجھے او پیک صبا — ہم بھی ہمراہ ترے ٹھوکرین کھاتے جاتے

تم نے کاندھا نہ دیا لاش کو میری نہ سہی — ایک ٹھوکر ہی مری جان لگاتے جاتے
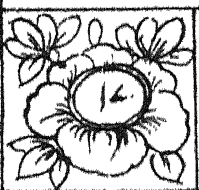
یون نہ جانا تھا انھین پاس سے اٹھکر انجم — کوئی آفت ہی مرے سر پہ ڈھاتے جاتے
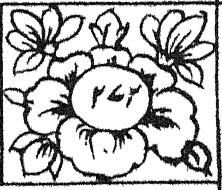
عبث وہ تندخو مجھ سے خفا ہے — کوئی پوچھو تو میری کیا خطا ہے

جہان مین ایک آفت سی بپا ہے — بھلا یہ کونسی تیری ادا ہے

برا ہو اس محبت کا الٰہی — کہ عاشق کے لیے یہ بھی بلا ہے

حسین تمکو بنایا ہے خدا نے | جو ہم عاشق ہوے تو کیا خطا ہے
کیا کرتے جو ہین ہر وقت فریاد | سُنا ہے آہ کو ہم نے رسا ہے
نہ پوچھا اُس مسیحا سے کسی نے | ترے بیمار کی بھی کچھ دوا ہے
کبھی سنتے ہین گر وہ میری آواز | تو ہنس کر کہتے ہین دیکھو تو کیا ہے
ہمارے دل نے ہم پر قہر ڈھایا | تری جلاد اسمین کیا خطا ہے
نہین سُنتا جو میرا حال دل تو | کسی نے تجھ سے کیا کچھ کہدیا ہے
ہماری مشکلین آسان کردو | تمھارا نام تو مشکلکشا ہے
لگادی ہے جو دلمین آگ اُسنے | تو پانی چشم ترمین بھر دیا ہے
جو بلبل کر رہی ہے چہچہے آج | چمن مین کوئی تازہ گُل کھلا ہے
عبث مرتا ہے اُس بیرحم پر تو | دل ناداان یہ تجھکو کیا ہوا ہے
کھڑے ہین چپکے پٹ کی آڑ مین وہ | ہمارے دلمین اک کھٹکا لگا ہے
کرون کیون دل نہ مین رو رو کے خالی | کہ آنکھون مین مری دریا بھرا ہے
کیا کرتا ہے گردش رات دن کیون | ترا اے آسمان کیا سر پھرا ہے

۲۷۳

پیوے خوب جی بھر بھر کے انجم
قیامت تک درِ توبہ کھُلا ہے

۹

نہین زاہد جو کافر جانتا ہے | تو پھر پتھر کو تو کیون مانتا ہے
نہ پوچھا اُسنے مجھکو کون ہے تو | ہوا ثابت کہ وہ پہچانتا ہے

نہ مجھ سے پھیر منھ کافر خدا را | ارے قرآن کیوں گردانتا ہے
کہوں کس سے کہ کیا ہے یار میرا | اسے کچھ میرا جی ہی جانتا ہے
بہت چاہا نہ بولوں یار تجھ سے | مگر ظالم یہ دل کب مانتا ہے
نہیں چھلنی ہمارا دل نہ ہوگا | ہماری بات کیوں تو چھانتا ہے
نہ دینگے جان ہم کہنے پہ اسکے | رقیب روسیہ کیوں تانتا ہے
بھلا کیونکر اسے سمجھائے کوئی | وہ کافر کب کسی کی مانتا ہے
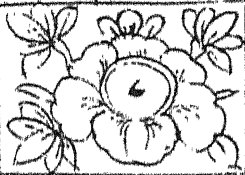
۲۷۴ — غضب ہے چھیڑنا اس فتنہ گر کو
یہ انجم دلمیں کیا تو ٹھانتا ہے — ۷

چل بسے جو کہ تھے جانے والے | اب نہیں پھر کے وہ آنے والے
مجھکو دکھلا دے مرا اختر بخت | چاند سورج کے بنانے والے
لوگ کہتے ہیں تمھیں راحت جان | تم تو ہو دل کے دکھانے والے
ہم سے اور بار مصیبت اُٹھے | ہم تو ہیں ناز اٹھانے والے
تیری رحمت ہے غضب پر غالب | روز محشر کے ڈرانے والے
کبھی بھولے سے ادھر بھی آجا | سوتے فتنے کے جگانے والے
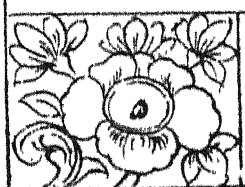
۲۷۵ — دل بھی مل ڈال کبھی انجم کا
ارے منھدی کے لگانے والے — ۵

ترے ہی سر کی مجھے قسم ہے بیان زیادہ نہ اسمیں کم ہے

کہان یہ سنبل مین پیچ وخم ہے جو تیری زلفون مین اے صنم ہے

نہ نکلی اسپر بھی جان مضطر کہ تونے پھیرے ہزارون خنجر
یہ دل مین اپنے سمجھ سمجھ کر ابھی تلک باقی اسمین دم ہے

جفائین تیری اُٹھائین لاکھون کبھی نہ شکوہ زبان سے نکلا
نہ تونے اسپر بھی قدر جانی یہ کیا ستم ہے یہ کیا ستم ہے

ہوا یہ ثابت مری طرف سے ہے اسکے دلمین غبار باقی
غبار کے خط مین اسنے اے دل جواب نامہ کیا رقم ہے

کسی کو خط لکھ رہے ہو کیا تم تمھارے ہوش و حواس ہین گم
یہ آج کیا فکر ہے جو انجم جھکا ہے سر ہاتھ مین قلم ہے

۲۷۷

باعث ترک ملاقات بتاؤ تو سہی
چاہنے والا کوئی ہمسا دکھاؤ تو سہی

کیسی ہوتی ہے محبت نہین معلوم تمھین
ایک دو دن کہین دل تم بھی لگاؤ تو سہی

بیوفائی کی ہے تہمت چلو مانا ہم نے
ہان بھلا ہم سے ذرا آنکھ ملاؤ تو سہی

جان دیدونگا مگر تمکو نہ جانے دونگا
اُٹھ کے پہلو سے بھلا تم سے جاؤ تو سہی

نہین ملنے کی جو مرضی ہے نہ ملنا ہمسے
بات کرنا کہ نہ کرنا مگر آؤ تو سہی

دیکھ لو جیتے ہین یا مرتے ہین مشتاق وصل
اپنی آواز ذرا انکو سناؤ تو سہی

کسطرح بگڑے ہوے بیٹھے ہین جانیکے لیے
آسمان آج کوئی بات بناؤ تو سہی

آسماں ہنس بھی ہے یار گل اندام بھی ہے
مے بھی ہے ساقی بھی ہے شیشہ بھی ہے جام بھی ہے

تجھکو چاہا تو بتا کونسی تقصیر ہوئی
ظلم کے واسطے ظالم کوئی الزام بھی ہے

ہجر مین شب کے کسی نے نہ خبر لی آکر
ایک نالہ وہی جو صبح بھی ہے شام بھی ہے

روز تم بیٹھے کھلاتے ہو شگوفے تازے
یہ تو بتلاؤ تمھین اور کوئی کام بھی ہے

کیون تڑپتا ہے دلا آٹھ پہر سینے مین
ارے کمبخت گھڑی بھر تجھے آرام بھی ہے

کوئی تقصیر بھی بتلاؤ کہ ناحق ناحق
بل بھی ہے تیورونپر ہونٹھون پہ دشنام بھی ہے

آپ کو چاہیے انجم پہ ترحم کرنا
چاہنے والا بھی ہے آپکا بدنام بھی ہے

خدا جانے وہ یار آئے نہ آئے
لحد مین بھی قرار آئے نہ آئے

نہ آئے دو گھڑی کو ایک دن تم
بلا سے دو ہزار آئے نہ آئے

محبت اس لیے ظاہر نہین کی
کہ تمکو اعتبار آئے نہ آئے

نہ آئے تم عیادت کو ہماری
تمھین کیا اور چار آئے نہ آئے

یہ صورت اور یہ بھولی بھولی باتین
تمھین بتلاؤ پیار آئے نہ آئے

تری محفل مین او قتال عالم
یہ تیرا دل فگار آئے نہ آئے

اٹھا دین خاک تیرے در کی اغیار
مرے دلمین غبار آئے نہ آئے

خزان ہی مین دکھا دے جوش وحشت
جنون فصل بہار آئے نہ آئے

ہوے تم عشق مین بدنام انجم
اسے ملنے مین عار آئے نہ آئے

باغ عالم کا یہی اسلوب ہے | کوئی طالب ہے کوئی مطلوب ہے

کون کہتا ہے جفاؤن کو برا | جو ادا ہے تیری خوش اسلوب ہے

کسطرح عاشق انھین راضی کرے | کوئی کیا جانے کہ کیا مرغوب ہے

کیون نہ آنکھون نے لڑا اشکونکے ساتھ | اور سے دل افتادگی ہی خوب ہے

بیخودی مین ہوگئین گستاخیان | مین ہون شرمندہ تو وہ محجوب ہے

اٹھو ہم سے رنج و غم اٹھتے نہین | دم نکلجائے تو ایدل خوب ہے
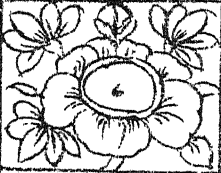
خاک انجم رنگ دیگی غزل
یہ زمین سرتا بہ پا مرطوب ہے

درد سے مملو ہے جو آواز ہے | ہر صدا مین اک طرح کا ساز ہے

خندہ زن مجھپر خلائق کیون نہو | کوئی کیا جانے کہ یہ کیا راز ہے

جور پہ جور اسلیے کرتا ہے وہ | اسکو اپنے ناز پر بھی ناز ہے

کسکا جلوہ دیکھا وقت جانکنی | مرنے پر بھی چشم حیرت باز ہے

اسکے آتے ہی چلے ہم جان سے | لیجیے انجام کا آغاز ہے

حال دل اسنے چھپا سکتا نہین | میری حیرت آپ ہی غماز ہے
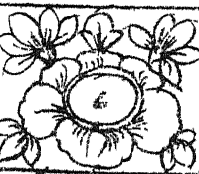
دم ہی دم مین دم ہمارا لے لیا
آسمان کیا یار بھی دمباز ہے

دل آفت رسیدہ پر مرے بیداد کسنے کی | مجھے بھولا ہوا تھا کون کسکی یاد کسنے کی

دکھا دی کسنے صورت تجھکو شیرین آج اے اپنی
جفا تجھپر یہ در پردہ دل ناشاد کرنے کی

قیامت کس لیے آئی یہ محشر کیون ہوا برپا
کلیجہ تھام کر ظالم تری فریاد کرنے کی

تجھے اے دل محبت کا مزا بتلا دیا کسنے
تری مٹی خراب و خانمان برباد کرنے کی

کسے تھی جان دوبھر اپنی ایسا کون بیدل تھا
خدا جانے جہان مین عاشقی ایجاد کرنے کی

نہین آیا سر بالین جو وہ عیسی نفس میرا
بوقت جان کنی پھر یہ مری امداد کرنے کی

۲۸۶
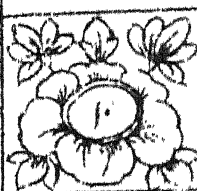
مرے دلمین اے انجم بنایا کسنے گھر اپنا
مری اُجڑی ہوئی بستی یہ پھر آباد کرنے کی

۱۰

پانون ہم اُنکے ایک بار پڑے
گو سنے ہم پہ دو ہزار پڑے

دل سے بندہ بنا دیا بت کا
ایسے دل پر خدا کی مار پڑے

چل بسے اور ساتھ والے سب
رہ گئے ہم نحیف و زار پڑے

کرے وعدہ نہ جب وہ کوئی ٹھیک
دلکو کس طرح پھر قرار پڑے

دیکھکر اپنے در پہ کہتا ہے
ایسے رہتے ہین دو ہزار پڑے

کام سلجھا نہ میرا صورت زلف
پیچ پر پیچ بے شمار پڑے

اُسکے کشتون مین ناتوان ہم ہین
اُٹھ کے کیونکر لہو کی دھار پڑے

ہم نہ چھوڑینگے اس ادا کا عشق
دل پہ چھریان لگین کٹار پڑے

دم مرا گھٹتا ہے اُٹھا ناصح
یہ گریبان کے ہین جو تار پڑے

۲۸۳

مختصر کر پیام وصل انجم
کہ صبا پر نہ کوئی بار پڑے

۹

غضب لائی ہماری ناتوانی
ہوئی مشکل زبان تک بات آنی

ذرا محشر تو ہوے دیکھ لو نگا
دھری رہجائیگی سب لن ترانی

محبت کے لیے سن کی نہین قید
ضعیفی کیسی اور کیسی جوانی

نہین کسطرح جو کچھ دلمین آئے
ہماری تو نے کسدن بات مانی

نہین تیری ادا او بانیِ جور
کوئی تلوار ہے یہ اِصفہانی

مرے دل سے ترا نقشہ وہ کھینچا
کہ حیران رہ گئے بہزاد و مانی

نہین آنکھون پہ یہ پلکین تمھاری
لکھے ہین بیت ابرو کے معانی

رہیگی سرد مہری گر تمھاری
جگر ہوجائیگا گھل گھل کے پانی

۲۸۴

لگا اُس بیوفا پر جان دینے
یہ تو نے آسمان کیا دلمین ٹھانی

۱۰
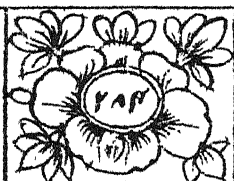
سرخرو ہوتے مری جان ہم تمھارے سامنے
گر نکل جاتا ہمارا دم تمھارے سامنے

اور تو اچھا ہے سب عالم تمھارے سامنے
ہان بُرے گر ہین تو بس اک ہم تمھارے سامنے

دوستی سے کب ہمارا حال کہتے ہین رقیب
ہان تمھارے ہونے کو برہم تمھارے سامنے

بیگناہی کا تو اپنی مجھکو دعوے ہے مگر

ہو ہی جاتا ہے مرا سر خم تمھارے سامنے

مین ہی کیا ہون اور میری گریہ و زاری ہے کیا
کچھ نہ تھا جب گریۂ آدم تمھارے سامنے

واے قسمت جو کہ ہین محرم وہ نامحرم سے بنے
اور نامحرم سے بنے محرم تمھارے سامنے

تم نے مارا ہے تبھی دیکھون جلائے تو بھی
آے تو کوئی مسیحا دم تمھارے سامنے

سچ تو کہتے ہو بھلا کیونکر نہ تم جانو غلط
جب غلط ہو جائے دلکا غم تمھارے سامنے

تمکو خالق نے دیا نور ولائے اہلبیت
کیا ہے انجم نیر اعظم تمھارے سامنے

بیان جو اُسسے کبھی دلکا مدعا کرتے
سوائے جور و ستم آسمان وہ کیا کرتے

ہمارے ہاتھ نہ تھے کاٹنا نہین لازم
کہ ہم انھین سے تمھارے لیے دعا کرتے

ہمارے دلکے عوض کیون نہ رکھدی چنگاری
کہ عمر بھر تری فرقت مین ہم جلا کرتے

ہمارے ساتھ ہی سویا نہ تو کبھی آکر
تمام رات بلائین تری لیا کرتے

گناہ کھولدیے ہمنے سب ترے آگے
کہ شرم آتی تھی تجھسے ہین حیا کرتے

رسائی ہوتی ہماری اگر ترے در تک
تو ہم بھی شکر کا سجدہ کوئی ادا کرتے

بہا دیے مرے ویدے تر ابوگریہ کا
یہ کم تھا آنکھوں کے پردیکھتی پھرا کرتے

ترا میں چاہنے والا نہ تھا تو ہی بتلا
ترا جو نام نہ لیتا تکبیر کیا کرتے

ہزار شکر کہ محشر کا چک گیا جھگڑا
یونہیں وہ سر پہ قیامت بپا کیا کرتے

کسی کا نام زبان پر ضرور ہی رہتا
صنم صنم جو نہ کرتے خدا خدا کرتے
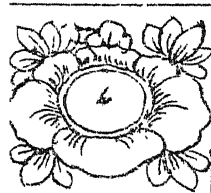
نہ دیکھا یار کو خنجر بکف کبھی انجم
کہ بدلے اور وںکے سر اپنا ہم دیا کرتے
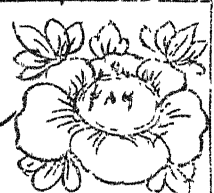
کبھی نہ پوچھا تم نے انجم جیتا ہے یا مرتا ہے
واہ جی وا عاشق سے کوئی ایسی غفلت کرتا ہے

نئی جوانی سنئے نویلے نادان الڑھ اور البیلے
سچ پوچھو تو تمکو صاحب دل دیتے جی ڈرتا ہے

پوچھنے کیا ہو حال ہمارا جینے کا ہے کون سہارا
رو لیتے ہین جی بھر بھر کر جب غم سے جی بھرتا ہے

اُنسے نہین کچھ شکوہ ہمکو اُنسے نہین کچھ رنج وملال
کس سے اےدل عشق کیا کس سے چاہ کو برتا ہے

روتے روتے ہجر مین کیونکر جینے سے دل سیر نہو
کہتے ہین تالاب بھی صاحب چھیون چھیون بھرتا ہے

مجھکو تو دل دینے مین کچھ عذر نہین اے جان جہان

سچ تو یہ ہے دل ہی خود کچھ آگا پیچھا کرتا ہے

۲۸۴
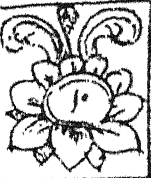
سیل سرشک غم سے انجم خانۂ دل برباد نہو
دیکھو دیکھو کعبہ کی بنیاد مین پانی مرتا ہے

۱۰

یہ خون جگر رائگان ہو رہا ہے — کہ آنکھون سے اپنی روان بہ رہا ہے
ستم کے اٹھانیکی طاقت نہین ہے — ابھی تو یہ دل ناتوان ہو رہا ہے
ابھی تو نہین آئی فصل بہاری — گریبان یہ کیون دھجیان ہو رہا ہے
الٰہی یہ کیا ہے دیا تھا جسے دل — وہ اب اپنا خواہان جان ہو رہا ہے
کہان روز محشر کہان کسکی پرسش — ابھی تو مرا امتحان ہو رہا ہے
چھپائے سے چھپتی نہین دلکی چوری — نگاہون سے تیری عیان ہو رہا ہے
وہ ملجائے تو سر سے سر کو اتارون — کہ اب سر یہ بار گران ہو رہا ہے
کہان مین کہان تو کہان تیری الفت — عبث مجھ سے تو بدگمان ہو رہا ہے
ہوا ہاے شاید کہ خون تمنا — کہ دامن ترا خونچکان ہو رہا ہے
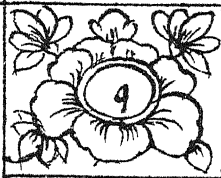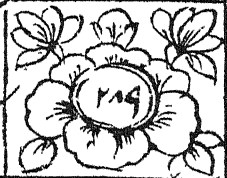
۲۸۴ — سے کہتے ہین انقلاب زمانہ — کہ غیر اب مرا راز دان ہو رہا ہے — ۹

اثر آہ کا اب عیان ہو رہا ہے — وہ نامہربان مہربان ہو رہا ہے
پھرے اب مرا دل نہین مجھکو باور — جہان یہ گیا ہے وہان ہو رہا ہے
نکیرین پوچھین تو بتلاؤنگا کیا — ترا نام ورد زبان ہو رہا ہے
تصور ترا ہے احاطہ سے باہر — مکان اب مرا لامکان ہو رہا ہے

الٰہی سنینگے وہ کیا کان دھر کر
یہ کیون دلمین جوش فغان ہورہا ہے
کہان کی یہ ہے گرمی سوز فرقت
کہ اخگر ہر اک استخوان ہورہا ہے
ہوا تیرہ و تار سارا زمانہ
یہ آہونکا اپنی دھوان ہورہا ہے
فرشتون نے کیا میری فریاد سن لی
یہ کیون الامان الامان ہورہا ہے

(۲۸۹)
کہین پھر بھرا ہے نہ دل تیرا انجم
کہ پھر ذکر تاب و توان ہورہا ہے
(۹)

اگر دم بھی نکل جائے نہ حسرت دل سے نکلیگی
نہ انجم بات تسکین کی لب قاتل سے نکلیگی
نہین اچھی یہ وقت نزع باتین صلح کی ہم سے
ہماری جان اے عیسیٰ نفس مشکل سے نکلیگی
نہ پوچھو مجھسے کوئی کچھ وفا پر مین تو مرتا ہون
شکایت بھی تمنا بنکے میرے دل سے نکلیگی
شب فرقت بلا کیا ہے اگر دم بھر کو آجا تو
تڑپ کر حسرت وصلت دل بسمل سے نکلیگی
مجھے آب بقا سے کیا وہ بد قسمت ہون مین تشنہ
نہ کوئی بوند ہرگز خنجر قاتل سے نکلیگی
جو اپنی ضد پہ تو آجا نہین کچھ بات جان بخشی

اجل ٹھاتے ہوئے داغو تری محفل سے نکلیگی

سمجھ لینا عزیزو تم کہ نکلین حسرتین دل کی
اگر میت ہماری کوچہ قاتل سے نکلیگی

مری آہ سحر کا سا کوئی نالہ تو کر مجنون
کلیجہ تھام کر لیلیٰ ابھی محمل سے نکلیگی

۲۹۰

جو لینا ہے تو لے جان انجم اپنی دیتا ہے
یہ شہرت تیر ہی بنکر تری محفل سے نکلیگی

۱۷

کسیکا نام بڑا ہو کسی کی ذات بڑی
بڑائی جسکو خدا دے اُسکی بات بڑی

مقابلہ شب فرقت کا روز حشر سے کیا
کبھی کے دن بڑے صاحب کبھی کی رات بڑی

ہم اپنی جان تلک تمپہ صدقے کرتے ہین
ہمارے سامنے دل کیا ہے کائنات بڑی

۲۹۱

لگا کے غیر سے دل اُسکو اپنے بسمین کیا
یہی تو آپ نے انجم سے کی ہے گھات بڑی

۱۸

جسپر اپنی جان جاتی ہے وہ دلبر اور ہے
جسکا مائل دل ہے اپنا وہ فسونگر اور ہے

جام میرا اور ہے میکش کا ساغر اور ہے
ساقیِ مے اور ہے ساقیِ کوثر اور ہے

کیون نہ پھیرا باڑھ رکھکر تو نے گردن پر مری
کام جو بے باڑھ کرتا ہے وہ خنجر اور ہے

جان جانے مین نہین کچھ دیر کیون گھبرا گئے
آپکی فرصت مین باقی ایکدم بھر اور ہے

آگ الفت کی اگرچہ نکلیگی بھی تو ایک دل
طور کو جسنے جلایا ہے وہ اخگر اور ہے

آپکی جادونگاہی کا نہین قائل کوئی
جسکے سینے مین دل ہے میرا وہ فسونگر اور ہے

لوگ دلکو کہتے ہین ہمکو تو یہ باور نہین
آپکا جسجا گذر ہوتا ہے وہ گھر اور ہے

سنگ خارا سے کوئی تشبیہ دلکو دیگا کیا
پوجتا ہے جسکو اک عالم وہ پتھر اور ہے

آسمان تمکو برا سمجھے یہ ناحق ہے گمان
کیا زمانے مین کوئی تمسے بھی بہتر اور ہے

آپکے در سے اُٹھائین ہم بھلا ممکن ہے یہ
آپکا سودا نہو جس سر مین وہ سر اور ہے

ہو مبارک آپکو الماس و یاقوت و گہر
جس سے آرائش ہو عاشق کی وہ زیور اور ہے

کیون لگا کرنے عداوت مین رقیبو نسے بھلا
میری قسمت اور ہے اُنکا مقدر اور ہے

مسجد و بتخانہ و دیر و حرم سے ہمکو کیا
سجدہ گاہِ عام کہیے جسکو وہ در اور ہے

بے شب فرقت شب وصلت کا جھگڑا چک گیا
اب ترا بیمار فرقت کوئی دم بھر اور ہے

نامہ و پیغام میرے اور ترے کیونکر بنے
تیرا مرسل اور ہے میرا پیمبر اور ہے

۲۹۲

ایک ٹھوکر مین تو لے لی جان تونے ای مسیح
جان آنیکے لیے بس ایک ٹھوکر اور ہے

۱۱

تیری الفت عجب بلا کی ہے
ابتدا ہی مین انتہا کی ہے

ہم تمھین چاہین تم کرو اغماض
یہ بھی قدرت تو خدا کی ہے

حشر ہے سے چلا وہین دل زار
اک قیامت جہان رہا کی ہے

تمکو ہم چاہین اسے معاذ اللہ
سچ تو یہ ہے بڑی خطا کی ہے

دل پسند آئے یا جگر اُسکو
مرضی اُس تیغ آزما کی ہے

دل ہے حسرت مین کعبہ سے زاہد
اسکی خود آپ نے بنا کی ہے

حسرتین دلمین رہی ہین شہید
سیر کعبہ مین کربلا کی ہے

کون باقی ہے عاشقون مین اب
کیون قیامت بھلا بپا کی ہے

رنگ جمتا نہین محبت کا
یہ بھی شوخی تری حنا کی ہے

لیکے دل ہم کو کردیا بیکار
واہ کیا خوب چیز تاکی ہے

۲۹۳
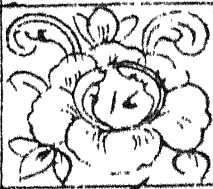
اک ادا تو نہین ہے اُس بت کی
کیون نماز آسمان قضا کی ہے

۱۷

جس ادا کا زمانہ شا کی ہے
آپ کی چشم سرمہ سا کی ہے
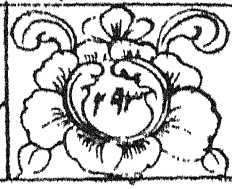
خوب وعدہ کیا تھا وعدہ خلاف
حشر تک دو پہر ڈھلا کی ہے

تھام کر دل کو رہگئے ہین ہم
آنکھ سے آنکھ جب ملا کی ہے

لاش پر تیرے کشتۂ غم کی
مدتون آرزو ہنسا کی ہے

بت پرستی وہان سے چلے کیونکر
ساری خلقت جہان خدا کی ہے

دل ہی پہلو سے لے گیا میرے
واہ کیا خوب چیز تا کی ہے

جسکو کہتے ہین لوگ جان پرور
نکہت اُس گیسوے رسا کی ہے

ہے یہ حیرت نگہ کو کیا کہیے
دلمین کس طرح اسنے جا کی ہے

آج کیا روئین شام فرقت کو
عمر اپنی یونہین کٹا کی ہے

جان سے بڑھکے کیون نہ دل ہو عزیز
اسمین الفت تری رہا کی ہے

کام آیا نہ وائے ناکامی
موت پھر پھر گئی ہے آ آکر
ہمکو بندہ بنا لیا تم نے
جسکو کہتے ہین آنکھ کی پتلی
ٹھوکرین کھائے فتنۂ محشر
مرتے دم بھی کھلی رہین آنکھین

دل پہ اُلٹی چھری پھرا کی ہے
جب نظر آپ کی پھرا کی ہے
یہ بھی قدرت تو خدا کی ہے
صورت اُس صورت آشنا کی ہے
وہ ادا میرے دلربا کی ہے
آرزو کسکے خاک پا کی ہے

۱۹۴ — ۷
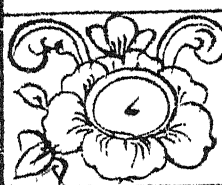
تم نے جب آسمان کیا نالہ
دل تو کیسا زمین ہلا کی ہے

دیکھ لو صاحب ادھر ناز و ادا سے
ہم نے یہ مانا نہین آپ مسیحا
مین نے کہا ہجر مین مر رہا ہوئین
کیون نہ لہو ہو کے دل آنکھون سے بہتا
مجھکو شکایت نہین ظلم و ستم کی
کشمکش آرزو کچھ نہ ہوئی کم

آج ہے جو ہین عجب نام خدا سے
ٹالتے ہین آپ کیون دیکے دلاسے
ہنسکے لگے کہنے وہ مری بلا سے
تیر نگہ تھے تیرے خون کے پیاسے
آپ اُٹھاتے ہین کیون ہاتھ جفا سے
اتنی شکایت رہی آہ رسا سے

۲۹۵ — ۵
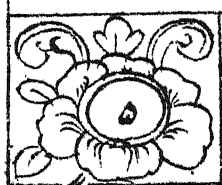
جب نہ تھے تیرے حواس آسمان بجا
تیری شکایت نہین کوئی بھی جا سے

بات تھی وہ کونسی جو بھر موسی رہگئی
اک فقط دیدار کی تیرے تمنا رہگئی

کہتے جاتے ہیں خوشی سے اُڑ لجاؤ گلے
دلبری دلربا تو نے کچھ بھی نہ کی

ولہ

ہم نے گر لپٹا لیا تو آپ کی کیا رہ گئی
ہم سے اوبیوفا تو نے کچھ بھی نہ کی

۲۹۶
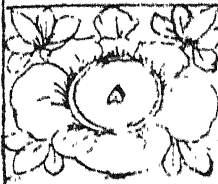
ہم ہوے جان بلب اُنکا بگڑا نہ کچھ
یہ تو نازوادا تو نے کچھ بھی نہ کی

۵
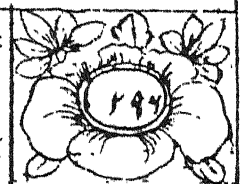
شاید از لطف کند یار نگاہے گاہے
نامرادی زمراد آمدنت مارا نیست
ترسم اے یار کہ گوید کسے غفلت پیشہ
چون کنم قطع ترحم ز دل پُر ارمان

بادل چاک نشینیم سر راہے گاہے
چون تمناے دل آئی و لے گاہے گاہے
نظر انداز مکن جرم گناہے گاہے
تو ئی جلادو توئی پشت پناہے گاہے

۲۹۷
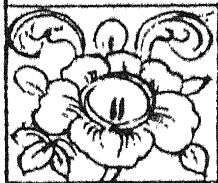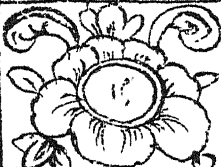
حالت زار بدان یار چسان شرح کنم
میشود بخت سیہ چشم سیاہے گاہے

۱۱
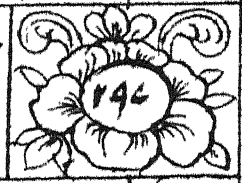
دلم بردی نگار من چہ کردی
چو یار آمد برون رفتی تو از تن
عدادی توتیای خاک پایش
فشاندی بر سر راہ حسینان
مرا مدہوش کردی از مئی عشق
چہ در محشر زتو امید دیدار
کجا انداختی اے جان دلم را

بگو صبر و قرار من چہ کردی
چہ کردی جان زار من چہ کردی
علاج انتظار من چہ کردی
صبا تو با غبار من چہ کردی
چہ کردی بادہ خوار من چہ کردی
بوقت احتضار من چہ کردی
چہ کردی ہمکنار من چہ کردی

از دست ظلم تو فریاد فریاد | خزان باغ و بہار من چہ کردی
اسیر زلف خوبانم نمودی | دل بے اختیار من چہ کردی
مزاج یار برہم شد صد افسوس | چہ کردی اضطرار من چہ کردی
شدہ انجم ز بویت مست مدہوش | نسیم زلف یار من چہ کردی

۲۹۸

لی خبر تو نے نہ قاتل میری | روح تڑپی صفت دل میری
تیغ کھینچی نہ ستمگر تو نے | ہوئی آسان نہ مشکل میری
جوش وحشت نہ اُٹھا لینا قدم | کھو ٹی ہو جائے نہ منزل میری
مین تو مرنے پہ بھی حاضر ہون | مانتا ہی نہین قاتل میری
پھر محبت نے اثر دکھلایا | پھر طبیعت ہوئی مائل میری
مین تو اس بت سے اُٹھا بیٹھون ہاتھ | لیک سنتا نہین یہ دل میری
غرق بحر غم اُلفت ہو نہین | ہوتی تربت لب ساحل میری
میری وحشت سے جو گھبراتی ہے | شور کرتی ہے سلاسل میری
حسرت اے دل نہ نکلنے پائے | اس سے ہے رونق محفل میری
میری پابندی سے گھبرا گھبرا | پانون پڑتی ہے سلاسل میری
اُٹھ گیا پاس سے وہ دل آزار | رہگئی آرزوئے دل میری
مین ترے ہجر مین مر ہی جاتا | موت بھی مجھسے ہے غافل میری

تیغ چلتی نہین گردن پہ مری — سخت جانی کی ہے قائل میری

وعدۂ وصل پہ وہ چپ ہی ہین — بات ہوجائیگی حاصل میری

دل تڑپتا ہے جو سینے مین مرا — روح بھی رہتی ہے بسمل میری

تو جو سنتا نہین میری فریاد — سُن ہی لیگا کوئی عادل میری

دل سے حسرت جو نکلجائیگی — خالی رہجائیگی محفل میری

روز محشر سے ڈرا دن کیا خاک — کوئی سنتا ہے وہ جاہل میری

۲۹۹ — ۸

شب غم ہجر مین تیرے آفت — ہوگئی جان یہ قاتل میری

مانا تو کیا کر ستم ایجاد کسی کی — سنلے گا کبھی تو کوئی فریاد کسی کی

بے وجہ مکدر نہین یہ چرخ ستمگر — مٹی نہ ہوئی ہو کہین برباد کسی کی

ہو صورت آئینہ رہا کرتا ہون حیران — آجاتی ہے صورت جو کبھی یاد کسی کی

ہر روز نئے صدمے اُٹھائے نہین جاتے — اچھی نہین اُلفت دل ناشاد کسی کی

کیون دلکو نہ سمجھون ترے کعبہ کے برابر — ڈالی ہوئی ہے یہ بھی تو بنیاد کسی کی

آتی ہے بہار اور تڑپتی ہین عنادل — سُنتا نہین افسوس وہ صیاد کسی کی

ہر وقت کلیجہ کا دُکھانا نہین اچھا — پڑجاے نہ آہِ دل ناشاد کسی کی

۳۰۰ — ۳
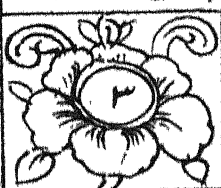
کیون دسے لگے عوض ہو متحمل جگر انجم — کیا وجہ اُٹھائے کوئی افتاد کسی کی

مرے درد کی تمھین کچھ خبر نہین نہین سہی
مری آہ نے کچھ کیا اثر نہین نہین سہی
مرے چاہنے کا یقین اگر نہین نہین سہی
چلو میری طرف سے دلمین گھر نہین نہین سہی

۳۰۱

سبھی بُری بھلی جو ہو سکی اُٹھائی ہم نے
رہی اسپر بھی اگلی سی نظر نہین نہین سہی

۹

دم بھر مری تسکین وہ کر جاتے ہین کیسے
بیکار کے احسان وہ دھر جاتے ہین کیسے
ہم آٹھ پہر در سے لڑائے ہین نگاہین
چھپ چھپ کے وہ نظرونسے گذر جاتے ہین کیسے
زخمونکا نشان تک نہین ہم پاتے ہین کوئی
یہ تیر نگہ دلمین اُتر جاتے ہین کیسے
مشہور ہے دنیا مین کہ دل چور کا کتنا
دیکھون تو وہ دل لیکے کر جاتے ہین کیسے
اللہ رے عاشق سے حسینونکا تلوّن
دو دن کی جوانی پہ بپھر جاتے ہین کیسے
دل تھام کے اظہار محبت مین ہون کرتا
کمسن جو ابھی ہین تو وہ ڈر جاتے ہین کیسے
کیا اُنکو مزا ہے تری تلوار کا قاتل
یہ زخم جگر آنہین بھر جاتے ہین کیسے
سر رکھکے ہتیلی پہ ترے طالب دیدار
سر دینے کو بیخوف و خطر جاتے ہین کیسے

۳۰۲
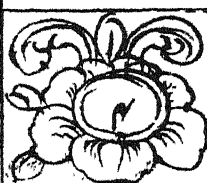
تم آؤ تو انجم ابھی جان صدقے کریگا
تم بھی تو ذرا دیکھ لو مر جاتے ہین کیسے
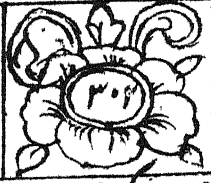
۴

مجھی پر کچھ نہین موقوف کوچہ سے ترے قاتل
پکڑ کر دل کلیجہ تھام کر عالم نکلتا ہے

نہ سمجھو چاہنے والا مگر اتنا تو تم سمجھو
کسیکی جان جاتی ہے کسیکا دم نکلتا ہے

سوا تیرے نظر بھر کر کسی کو بھی نہ دیکھا تھا
سبب کیا ہے جو پھر آنکھوں کے رستے دم نکلتا ہے

یہ مانا جان دینے والے ہوتے ہین بتو لاکھون
جو سچ پوچھو تو مرنے پھرنیوالا کم نکلتا ہے

۳۰۳ ولہ ۳۰

کہو تو انجم تجھے ہوا کیا ہے
دل لگانے سے مدعا کیا ہے

حال الفت سے ہم نہین واقف
ابتدا کیا ہے انتہا کیا ہے

عمر کو کاٹتا ہے تو دم مین
تیرے آگے مرا گلا کیا ہے

حسرت و یاس و کرب و بیتابی
ایک الفت مین لطف کیا کیا ہے

تیری زلفین ہین اک بلائے بد
انکے آگے بھلا بلا کیا ہے

گر نہین پھر دل یہ دام فریب
پھر تری کاکل رسا کیا ہے

نہ گیا اسکے کان تک نالہ
کوئی بتلاؤ تو رسا کیا ہے

حشر ہوتا نہین قیامت ہے
میرے مرنے پہ اٹھا کیا ہے

ظلم سے ہاتھ کیون اٹھاتے ہو
جان جاتی نہین اب رہا کیا ہے

کیون ہون منت کش خلایق ہم
جب خدا ہے تو ناخدا کیا ہے

جان دینے پہ آئے عزرائیل
کوئی پوچھو تو اب دھرا کیا ہے

تم کشیدہ جو ہمسے رہتے ہو
تو یہ آنکھون مین بھر رہا کیا ہے

وصل مین تم جو کرتے ہو تکرار
اور پھر میری التجا کیا ہے

حال تقدیر کچھ نہین کھلتا — اے خدا تو نے لکھ دیا کیا ہے
جان لینے کو بس ہین وہ نظرین — موت کیا چیز ہے قضا کیا ہے
ہم تو کرتے ہین شکوۂ تقدیر — آپکے جور کا گلا کیا ہے
خلش ناوک نگہ کا تری — کس زبان سے کہون مزا کیا ہے
بات سیدھی بھی تم نہین کرتے — یہ تو بتلاؤ عندیہ کیا ہے
دلکو پہلو مین کیون قرار نہین — یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے
آپنے خود لبھا لیا دل کو — اسمین صاحب مری خطا کیا ہے
نہین پھر نیکلا جی ستم سے ترے — او ستم کیش سوچتا کیا ہے
تمکو دل دیکے مول لین ہم غم — یہ تو بتلاؤ فائدہ کیا ہے
دل لگانا اگر نہین اچھا — ناصحا یہ بتا برا کیا ہے
ہاتھ مجھ سے اٹھا ارے ظالم — تجھکو پابندیِ وفا کیا ہے
ہم تو قائل قصور کے ہین مگر — چاہنے کے لیے سزا کیا ہے
بے پڑھے خط کے آگیا غصہ — دیکھ تو لیجیے لکھا کیا ہے
جان دیکر ابھی بتادین ہم — بیوفا پوچھ تو وفا کیا ہے
پردہ داری سے ہے باعث شہرت — پردہ در پھر تجھے حیا کیا ہے
وہ تو کیتائے دہر ہے یارو — اس جفا جو کا پوچھنا کیا ہے
نہ کھلا حال دل غزل سے تری — آسمان تو نے یہ بکا کیا ہے

دل دینے مین اُسکو ہمین کچھ ڈر تو نہین ہے
ہمدم یہ بتا دے وہ ستمگر تو نہین ہے

او باد صبا خاک ہوا جسکے لیے مین
وہ یار مرا مجھسے مکدر تو نہین ہے

اُٹھ اُٹھکے بھلا کس لیے آنکھونپہ قدم لون
قاصد ہے ترا میرا پیمبر تو نہین ہے

کیون بوسے کے لینے مین مجھے جانکا ڈر ہو
ابرو ہے تمھارا کوئی خنجر تو نہین ہے

نالے مرے دکھلائینگے تاثیر کسی روز
دل رکھتے ہو صاحب کوئی پتھر تو نہین ہے

کہتا ہے جو تو تیغ پڑے تجھپہ علیؑ کی
عاشق ترا جبریل کا شہپر تو نہین ہے

رہ رہکے اسے آپ جو پھڑکاتے ہین ہر بار
صاحب یہ مرا دل ہے کبوتر تو نہین ہے

ضد ہے اُنھین لینے کی تو لے لین وہ خوشی سے
دل ہی تو ہے کچھ میر اسقدر تو نہین ہے

لڑتے ہی نگاہونکے اُتر جاتی ہے دلمین
ظالم یہ نظر بھی تری نشتر تو نہین ہے

پھرتی ہے جو کاندھے پہ لیئے خاک ہماری
او باد صبا کچھ تجھے دوبھر تو نہین ہے

اغیار کو جینے پہ مرے رشک ہے ناحق
ساعت کوئی مرنیکی مقرر تو نہین ہے

بیجرم و خطا کاٹتا ہے سر کو ہمارے
قاتل یہ کوئی لفظ مکرر تو نہین ہے

دلمین جو مرے آتا ہے آنکھونسے مری آ
اتنا تو مگر دیکھ لے ٹھوکر تو نہین ہے

بے تیرے ستمگر جو اسے کل نہین پڑتی
دل تیری جفا کا کہین خوگر تو نہین ہے

تو کاٹ کے سر سیر ہوا آپ سبکدوش
قاتل ترا احسان مرے سر پر تو نہین ہے

رونے سے مرے آپ جو گھبراتے ہین صاحب
آنسو ہین مرے کوئی سمندر تو نہین ہے

اک جرعۂ مے کے لیئے دل توڑ نہ میرا
ساقی یہ کوئی شیشہ و ساغر تو نہین ہے

۳۰۵ — ۱۷
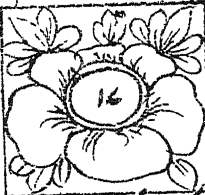
دل لے کے ہمارا جو لگا توڑنے ساقی
او توبہ شکن یہ کوئی ساغر تو نہین ہے
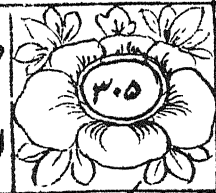
تم آئے تو کچھ درد سے مہلت تو نہین ہے
کچھ فرق ہے ہان کل کی سی شدت تو نہین ہے

حیران ہے عبث تو مری ثابت قدمی پر
ہین پانون مرے تیری طبیعت تو نہین ہے

آزردہ ہوئے آپ عبث سنکے مرا حال
اغیار کی کچھ اسمین شکایت تو نہین ہے

مین عبد ہون معبود ہے تو اے مرے غفار
تقصیر مری مانع رحمت تو نہین ہے

پتلی مین سمجھتا ہون جسے آنکھ کی اپنی
وہ یار کہین تیری ہی صورت تو نہین ہے

ششدر رہی وہ رہتا ہے تیرے سامنے ہردم
آئینہ پہ چھائی ہوئی حیرت تو نہین ہے

اے عیسی تمھارا بھی مسیحا ہے کوئی اور
کچھ تم مین جلا لینے کی قدرت تو نہین ہے

کیون گال پہ تل آپنے کاجل کا بنایا
کچھ عیب لگا لینے مین صنعت تو نہین ہے

دھڑکا سحر وصل کا لیتا ہے مری جان
یہ دغدغہ صبح قیامت تو نہین ہے

کیون جان کے جانیکا مجھے رنج بھلا ہو
مرنے سے مرے تجھکو ندامت تو نہین ہے

کیون ہٹ گئے اغیار مجھے دیکھکے آتے
منظور نظر آپکو خلوت تو نہین ہے

تو ہم سے تعلی کی عبث لیتا ہے قاصد
یہ نامہ بری کوئی نبوت تو نہین ہے

کیون آئے ہین اغیار تسلی مجھے دینے
ڈرتا ہون کہ میری شب فرقت تو نہین ہے

تشہیر جو کرتے ہین مری لاش کو صاحب
منظور کہین آپکو شہرت تو نہین ہے

ہم جان بھی دیتے ہین مگر تم نہین دیتے
اک بوسہ بھی کوئی بڑی دولت تو نہین ہے

مخلوق کہا کرتی ہے جسکو شب معراج
یارب یہ کسی کی شب وصلت تو نہین ہے

۳۰۴
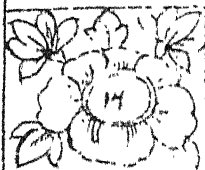
مشہور ہے ناحق ہی یہ خورشید جہانتاب
انجم ترے دلکی سی حرارت تو نہین ہے

۱۶

درد ہو تو دوا کرے کوئی
عشق گر ہو تو کیا کرے کوئی

ہے جو آنا تو اے اجل جلد آ
راہ کب تک تکا کرے کوئی

تم نہ مانو تو دلکو سمجھا لے
دل نہ مانے تو کیا کرے کوئی

وہ مسیحا نہ آئیگا اے دل
جان اپنی دیا کرے کوئی

تم جو دلمین رہو تو پھر ناحق
دربدر کیون پھرا کرے کوئی

کچھ کہانی نہین مرا قصہ
تم سنو اور کہا کرے کوئی

اپنی قسمت ہی کو برا کہیے
آپکا کیون گلا کرے کوئی

مجھپہ جو ہجر مین گذرتی ہے
اُس سے کہدے خدا کرے کوئی

دل تمکو دیا خدا کو جان
فیصلہ اور کیا کرے کوئی

کیون بگڑتے ہو گر کہا معشوق
تمکو کیا ہے کہا کرے کوئی

تم تو نظرون مین پھرتے رہتے ہو
دلمین کسطرح جا کرے کوئی

باوفا سے کبھی نباہتے ہین
بیوفا سے وفا کرے کوئی

دکھ اٹھانیکی حد بھی ہے ظالم
رنج کب تک سہا کرے کوئی

دلدہی بھی تجھے نہین آتی
جان کیونکر فدا کرے کوئی

سا آپکی چال تو قیامت ہے
یون ہی کب تک مٹا کرے کوئی

۳۰۰ ۹

بت بھی انجم کہین ہوے ہین خدا
کہنے کو یون کہا کرے کوئی
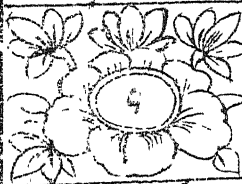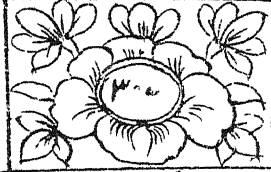
داور حشر کے انصاف سے ڈرنیوالے
تم سلامت ہو الزام کے دھرنیوالے

کون کہتا ہے کہ ہے راہ محبت مسدود
جان دیدے کے گذرتے ہین گذرنیوالے

تم جوانی پہ اگر بھرو تو ہو سکتا ہے
ہم نہین اپنی محبت پہ بھرنیوالے

سیر مرقد سے ہے وہ شوخ قیامت برپا
ہاتھ رکھ لیتے ہین کانون پہ گذرنیوالے

حشر مین کیسے گنہگار کہان اہل نعم اب
جتنے ہین سب ہین ترے نام پہ مرنیوالے

کوئی موسیٰ نہین جو آ سے ہین غش پر غش
ہم تو عاشق ہین ترے نام پہ مرنیوالے

چاہو جنت مین بھرے جائین کہ دوزخ مین جھونکو
ہم بہرحال ہین دم آپکا بھرنیوالے

واہ رے میرے مقدر کہ عداوت سے مری
چڑھ گئے نظرون پہ نظرون سے اترنیوالے

۳۰۱ ۸
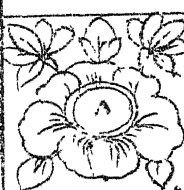
بحر عصیان مین ہوے غرق تم ایسے انجم
غیر تائید علی کب ہو ابھرنے والے
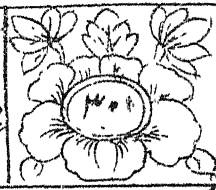
دکھاتا ہے مرا دل سے الف رے
ہوا ہون رنج سے مین بے الف رے

اڑائین دھجیان بھی تو نے لیکن
چھٹا دامن نہ تجھسے خے الف رے

گریبان گیر ہے یہ جوش وحشت
نہ رکھا نام کو بھی فے الف رے

خوشی سے کاٹ لے قاتل مرا سر
ہوا ہے اب تو مجھکو بے الف رے

تنگا ہون کو کہون کیونکر نہ بر چھی
کہ سینے سے ہوئی ہین پار الف سے
الٰہی نے الف سے تو ہوا ہون
یہ چشم غیر مین ہون نے الف رے
لیا ہے دل تمہارا اُسنے انجم
کرے آنکھین وہ کیونکر پے الف سے
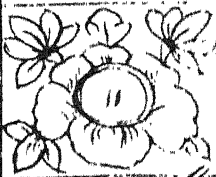
تصور گلرخون کا آسمان کیون
گلے کا ہو گیا سینہ ہے الف رے
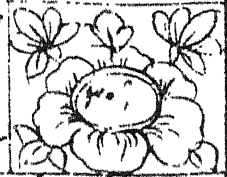
بتا تو دل کے بچانیکی کوئی راہ بھی ہے
تری نگاہ کی ناوک فگن پناہ بھی ہے
سزا کے واسطے اقرار بھی گناہ بھی ہے
اور ایک تسا کوئی دوسرا گواہ بھی ہے
خدا کا گھر بھی ہے دلمین بتونکی یاد بھی ہے
صنم کدہ بھی ہے دل اپنا خانقاہ بھی ہے
عجیب حال ہے دنیا پرست لوگونکا
معاد کا بھی خیال اور فکر جاہ بھی ہے
الٰہی خضر کہون عشق کو کہ غول طریق
کہ راہ بر بھی یہ ہے اور سد راہ بھی ہے
اُسی پہ مرتے ہین ہم اور اُسیکو چاہتے ہین
وہی ہے عالم و داتا وہی گواہ بھی ہے
گلے سے آکے لپٹ جا خدا کو مان او بت
ہے آج تجھپہ بھی جوبن عروج ماہ بھی ہے
مراد تجھسے نہ مانگون تو کس سے مانگون مین
گدا ترے در کا گدا بھی شاہ بھی ہے
اگرچہ دلسے ہون بندہ بتونکا مین لیکن
زبان پہ کلمۂ تحریم لا الٰہ بھی ہے
گناہ بخشدے انجم کے اے رحیم و کریم
کہ پر گناہ بھی ہے اور عذر خواہ بھی ہے
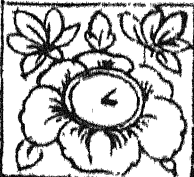
دکھائیگا کیسے محشر مین اپنا منہ انجم
سیاہ کار بھی ہے اور رو سیاہ بھی ہے

کسطرح دیکھینگے انکو بیحجاب آتے ہوئے
خواب مین بھی وہ اگر آئے تو شرماتے ہوئے

آپکے ثابت قدم کی بندھ چلی ہے وہ ہوا
کوہ بھی اڑتے ہین مثل کاہ تھراتے ہوئے

حال دلکا کیا کہین تجھسے ترا دل سوختہ
پھول کو بھی دیکھ لگتی ہے کمھلاتے ہوئے

کیا قیامت کر گئے اے جان جان جاتے ہوئے
سانس بھی رکنے لگی سینے مین آتے ہوئے

کشتنی اور دل الٰہی دیکھیے کب ہو بری
عمر گذری یان جھڑی آنکھون سے ساون بہو

کچھ نہین معلوم ہوتا دلکی الجھن کا سبب
کسکو دیکھا تھا الٰہی بال سلجھاتے ہوئے

۳۱۱ — ۷
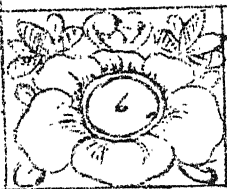
جان سے تو یہ کہ تا دم ہین خطا پر اپنی ہم
ہاتھ جوڑے تیرے آگے آئے تھراتے ہوئے
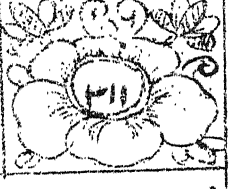
شال چرخ رہا آسمان تو سرگردان
پر آج تک نہ کھلا یہ کہ جستجو کیا ہے

یہان تو کام تمنا ہی مین تمام ہوا
مگر انھون نے نہ پوچھا کہ آرزو کیا ہے

یہ بحث کثرت و وحدت کی ہمسے کیون واعظ
ہماری آنکھون سے تو دیکھ چار سو کیا ہے

کوئی تو چاہیے رخنہ امیدواری کو
برائے چاک جگر حاجت رفو کیا ہے

مثل جہان نہین ہے مشتے نمونہ از خروار
جو ہٹ دھرم نہین تم ہو تو انکی خو کیا ہے

گواہ ہین یہ تری بہکی بہکی باتون کے
یہ جام کیا ہے یہ مے کیا ہے یہ سبو کیا ہے

۳۱۲ — ۸
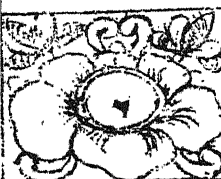
تمھارے دانت نہین ہیرے کی ہین یہ کنیان
تمھارے سامنے موتی کی آبرو کیا ہے

اڑینگے ہوش ساقی کے شراب ناب کی صورت
الٰہی خیر بادا ذکر نوشا نوش ہوتا ہے

جو ہوتے صاحب دل وہ تو قتل ہمارے
یہان عین خزانین بھی ہونگا جوش ہے

اسے کہتے ہیں جو مطلب اُٹھے شیدا کہتے ہیں
ہمارا سا ہو کوئی خود غرض بیہوش ہوتا ہے

یہ ہم سے پردہ کیا باعث یہ چھپنا کس سبب کیا
پھرایا ہے ہمارا دل جبھی پردہ پوش ہوتا ہے

ہمارے قتل پر کیا جانے کب تلوار کھینچے
جو سر گردن پہ بھاری ہے تو بار دوش ہوتا ہے

(۲۱۳)

کھلا ہوتا ہمارے حال اب تک کبکا کھل جاتا
مگر ستار کا دامن بھی پردہ پوش ہوتا ہے

ہمارے خواب میں آیا نہ کیجے
یہ پردہ ستم ڈھایا نہ کیجے

حجاب آلودہ آنکھیں ہیں قیامت
خدارا ہم سے شرمایا نہ کیجے

ہمارے دل کی یہ بچاؤ سے الجھن
یہ بکھرے بال سلجھایا نہ کیجے

دکھا کر عارض تابان کو بسلوہ
آگ کو دل کی بھڑکایا نہ کیجے

اگر آنا نہیں منظور صاحب
تو پھر وعدہ بھی فرمایا نہ کیجے

نہ کیجے آسمان اظہار الفت
اگر قابو میں دل پایا نہ کیجے

(۲۱۴) (۷)

کبھی معشوق انجم ہو وفا میں
محبت کر کے پچھتایا نہ کیجے

سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے
زبان پہ آیۂ رب الفلق ابھی سے ہے

چھڑایا خون جو دامن سے کیا ہوا قاتل
دلیل خون شہیدان شفق ابھی سے ہے

الٰہی کیا مرے نالے کرینگے حشر بپا
کہ زلزلے میں زمین کا طبق ابھی سے ہے

سنا تھا حشر کی گرمی آفتاب کا حال / یہاں تو آتا عرق پر عرق ابھی سے ہے
سنا ہے آکے وہ حسرت نکالینگے دل کی / الٰہی خیر کلیجہ پہ شق سا ابھی سے ہے
حساب لینگے وہ روز حساب لیکن یاں / کتاب عقل کا الٹا ورق ابھی سے ہے
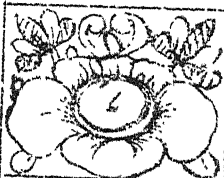
(۳۱۵) (۷)
یہ کیسی روز جزا پہ اٹھا رکھی بخشش
گناہگار ترا مستحق ابھی سے ہے

اسی امید پہ دیدون کو فرش راہ کیا / جو آپ آتے تو آنکھوں پہ ہم قدم لیتے
الٰہی نخل محبت جو بارور ہوتا / کبھی تو سایہ مین اسکے ٹھہر کے دم لیتے
ہماری خاک کو ناحق ابھی کیا برباد / نسیم تخم محبت ذرا تو جم لیتے
ابھی سے آپنے جانیکا کر دیا سامان / ہما سے دیدۂ گریان ذرا تو تھم لیتے
سمجھ لیے ہین کہ ہے جان دینا کفارہ / کہ اپنے ملنے کی ہمسے وہ ہین قسم لیتے
یہ نام لوح پہ کس بیقرار کا ہوگا / فرشتے کانپتے ہین ہاتھ مین قلم لیتے

(۳۱۶) (۹)
ہم ایک کو ہین عہد وفا سے کب ٹلتے
ہزار سینے پہ رنج و غم و الم لیتے

اس سفلہ روزگار مین آنکھین کھلی ہوئی / رہتین تو تھین شمار مین آنکھین کھلی ہوئی
آنکھوں پہ ہاتھ رکھکے مجھے ذبح کیجیے / یہ ظلم اور چار مین آنکھین کھلی ہوئی
دو دن کی یہ جوانی ہے دو دن کا یہ شباب / رکھ حسن مستعار مین آنکھین کھلی ہوئی
سونے مین بھی انھین کا بندھا رہتا ہے خیال / رہتی ہین انتظار مین آنکھین کھلی ہوئی

آنکھون کے بند ہونے پہ بھی ہے ہی خیال
تھین موسم بہار مین آنکھین کھلی ہوئی

سنتے ہین بعد مرگ وہ بالین پہ آئینگے
یارب رہین مزار مین آنکھین کھلی ہوئی

اللہ ری احتیاط چرانے لگے وہ آنکھ
دیکھین جو انتظار مین آنکھین کھلی ہوئی

کیف اسکو کہتے ہین کہ نہ مانی کھینچی گئین
تصویر بادہ خوار مین آنکھین کھلی ہوئی

۳۱۷

بھایا نہ پھوٹی آنکھ سے کوئی ترے سوا
حالانکہ تھین ہزار مین آنکھین کھلی ہوئی
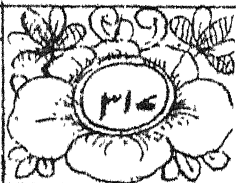
جو بیدرد سے ہے آسپہ شیدا ہوا ہے
ارے آسمان یہ تجھے کیا ہوا ہے

جو عاشق نہ سمجھو تو اتنا تو سمجھو
تمھارے لیے کوئی سودا ہوا ہے

کرشمے بتون کے جچین کیا نظر مین
تماشا خدائی کا دیکھا ہوا ہے

جسے چاہیے کہنا قتال عالم
وہ مشہور رشک مسیحا ہوا ہے

جو چاہے تجھے پھر وہ پوچھے تو نکو
خدا جانے کیا دل مین سمجھا ہوا ہے

مجھے تو نہین خونکا اپنے دعوی
یہ کس واسطے حشر برپا ہوا ہے

کلیجے مین کیا جانے کیون درد اٹھا
ابھی تو وہ پہلو مین بیٹھا ہوا ہے

وہ خنجر کو اب کیون نہین آزماتے
کہ یان سر ہتھیلی پہ رکھا ہوا ہے

بڑا ناسہے آمیر رشکِ مسیحا
دم اُنکا کے ہونٹھون پہ آیا ہوا ہے

حکایات قلب حزین کیا سناؤن
یہ دفتر کا دفتر ہی اُلٹا ہوا ہے

بن اپنے تڑپنے پہ سو جانے صدقے
کہ دل اُس ستمگر کا بہلا ہوا ہے

یہ بیہوشی ہے ہوشیاری سے بہتر
ترا ہاتھ سینے پہ رکھا ہوا ہے

جہنم سے عاشق کو کیا بحث واعظ
کہ یہ تو بتون کا جلایا ہوا ہے

خیائل کے پیرو نہین آیا ہوا ہے
وہ کچھ اور ہی رنگ لایا ہوا ہے

اٹھائین جفاؤن سے وہ ہاتھ کیونکر
محبت ہی سے ہاتھ اٹھایا ہوا ہے

گذر جائے فصل بہاری تو جانین
کہ سودا مرا حد سے گذرا ہوا ہے

شب وصل مین دل نہ دھڑکے تو کیا ہو
سحر کا تو پہلے ہی دھڑکا ہوا ہے

۲۱۸ — ۹

یہ عظمت ملی بت پرستی مین انجم
خدا کی نظر مین سمایا ہوا ہے

ہم نے مانا کہ ہزارون ہین تمہارے شیدا
چاہنے والا کوئی ہمسا مگر ہو تو سہی

دیکھ لینگے تری عیاری و بے پروائی
جذب نالون مین محبت مین اثر ہو تو سہی

جوشِ دل عقدہ کشائے شب فرقت ہوگا
اے جنون چاک گریبان سحر ہو تو سہی

دیکھ لونگا تجھے او ماہ شب چاردہم
میرے پہلو مین مرا رشک قمر ہو تو سہی

مدعا اور ہے یان مشرق و مغرب سے کیا
روئے خورشید جہانتاب ادھر ہو تو سہی

۲۱۹ — ۹

تو تو رہتا ہے سدا دل مین یہ گاہے گاہے
ہم بھی آ نکلینگے دل مین ترے گھر ہو تو سہی

نکہت صبا تمہاری کبھی لائی بھی نہ تھی
الفت کی بو تو ہم نے کبھی پائی بھی نہ تھی

کیون آپ میرے دل کو جلاتے ہین بے سبب
اسمین تو کچھ حضور کی رسوائی بھی نہ تھی

کیا جانے میرا آپ پہ دل آیا کس طرح
مجھکو تو شکل آپنے دکھلائی بھی نہ تھی

بسمل کو اپنے دیکھ کے تو کیون بھڑک گیا
دل کی تڑپ تو رنگ ابھی لائی بھی نہ تھی

توڑا جو تو نے دل مرا کیا تجھکو پھل ملا
دل کی کلی صبا ابھی مرجھائی بھی نہ تھی

کیونکر یقین لاؤن کہ تم نے کیا تھا یاد
ہچکی تو مجھکو کوئی کبھی آئی بھی نہ تھی

بیٹھی چلتی تیری زلفون نے ایسی تو کچھ صبا
دیوانی بھی نہ تھی کوئی سودائی بھی نہ تھی

قاصد کے ہاتھ پہونچے سے ہوتے ہین کیون جدا
اُسنے ابھی خبر کوئی پہونچائی بھی نہ تھی

۳۲۰

جب آپ اُٹھ کھڑے ہوے جانیکے واسطے
ہم نے پلک تلک ابھی جھپکائی بھی نہ تھی

۷

خود بخود عشاق بے مارے ترے مرجاتے ہین
کیا ہے جلاد فلک سفاک تیرے سامنے

تیری ادنی بات مین بھی کاٹ ہے تلوار کا
کون آوے او بت بیباک تیرے سامنے

تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا
کیا ہے ظالم گردش افلاک تیرے سامنے

تو نے پہلے ہی جلا کر خاک کر ڈالا مجھے
اب کہون مین حال دل کیا خاک تیرے سامنے

دل کی بیتابی سے آتا اور بھی دم ناک مین

شرح غم کرتا جو مین غمناک تیرے سامنے
ماہِ نو سے تیرے ابرو کو اگر تشبیہ دون
وہ بھی ہو اک مصرع کا واک تیرے سامنے

(۳۲۱)
چاک ہو جائے گا تیرا دامن صبر و قرار
آؤنگا مین جب گریبان چاک تیرے سامنے
(۲)

جانِ عاشق ہجر مین گھبرا گئی
کس پری رو پر طبیعت آگئی
میرے دلکا حال کچھ پوچھو نہ تم
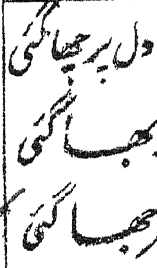
غم کی بدلی میرے دل پر چھا گئی
کونسی تھی وہ ادا جو بھا گئی
اک کلی تھی پھول کی مرجھا گئی
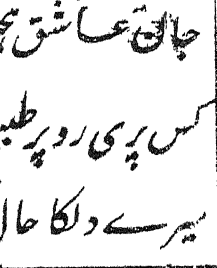
(۳۲۲)
سامنے تیرے نہ نکلی میری جان
پہلی پہلی بات تھی شرما گئی
(۲)

تم جو ایجان نہین آتے جاتے
آنکھ ہم سے نہ لگائی نہ سہی
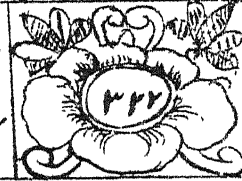
دلمین ارمان ہین سماتے جاتے
ایک برچھی ہی لگاتے جاتے

ولہ تاریخ

دوش انجم زپیر فرزانہ
شرح احباب واقربا فرما
گفتم این عیش و عشرت دنیا
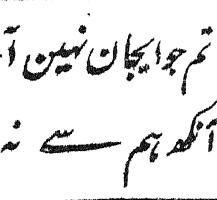
گفت اے مرد زیرک و دانہ
گفت ہر کس زخویش بیگانہ
گفت خواب و خیال و افسانہ
۱۹۰۶

دیگر تاریخ
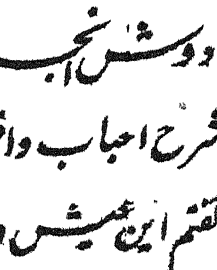
زعقل و ز فہم و ز ادراک روشے نمودہ سوالے سوالے سوالے
ز دولت ز دینار عمر دو روزہ چہ باشد مآلے مآلے مآلے
بہ انجم ہیں از غور و فکر و تامل بگفتا خیالے خیالے خیالے
۱۹۰۲

دیگر تاریخ

آسمان روزے زعقل و فہم خود کردہ خطاب
چیست حال زندگانی وائے گفتہ درجواب
این حیات چند روزہ ہست مانند حباب
باد تا کے باد تا کے باد تا کے فرش آب
۵۸۲ ۲۴۴ ۲۴۴ ۲۴۴
۱۳۱۴

مجموعہ ۱۸۹۷ء

تقریظ از نتائج افکار جناب سید یوسف علی صاحب کاہش لکھنوی حال مقیم بکسر ضلع آرہ

تصرف در مزاج عالم از فیض سخن دارم
چراغی کردہ ام روشن کہ در ہر انجمن دارم

حمد سپاس بیقیاس اُس فصیح بلیغ البیان کو ہی جو ناظم کلیات ہی جسنے صرف ایک لفظ کن سے مسدس زمین و سبع افلاک معشر عقول مثلث ارواح مخمس حواس رباعی عناصر کو ساتھ ایسی صنعت عجیب و غریب کے پیدا کیا جسکا معما آجتک کسی حکیم و فلسفی کی سمجھ مین ہزار کوشش بلیغ کرنے پر بھی نہ آیا خیمہ چرخ برین کو بدیدۂ رفعت و بچشم بصیرت دیکھے تو ضرور کہیگا کہ اسکو باین رفعت وسعت باوصف اس فاصلہ کیری بے ستون کیونکر استاد کیا مطلع کونین مین وہ وہ مضامین حکمیہ و فلسفیہ نظم فرماے کہ جنکا ایک نقطہ بھی کسی زمانہ مین کسی شاعر نازک خیال و دبیر عدیم المثال کے ذہن رسا مین نہ آیا سکا قافیہ تنگ ہی ہر دانشمند اہل شعور اُسکے عجائب و غرائب کرشمہ قدرت کو دیکھکر دنگ ہی گویا گونگے کا خواب ہی ہر ایک لاجواب ہی سخن پر تاثیر کی شہرت اور زینت نعت اُس شہنشاہ بیت نبوت کی ہی کہ جو اس بیت دارین کا وہ مصرعہ برجستہ ہی کہ جسکا ثانی مثل ذات معبود باتھ آنا غیر ممکن الوجود ہی ہم کیا ہماری تعریف کیا اُس اشرف کائنات حبیب خدا ختم رسل سید المرسلین کی صفت و ثنا قرآن مجید فرقان حمید مین موجود ہی۔ انک لعلی خلق عظیم آپ ارشاد معبود ہی

وہ ہزار ہزار تعریف سخن منقبت آس مطلع دیوان خلافت کو ہے جو مصرعۂ ثانی بیت خدا
کالاثانی ہے جسکے ثبوت شرافت و فضیلت میں یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ بربان قرآن ناطق ہے علی و نبی ہر دو
نسبت بہم جو دو تا ہونگی چون زبان قلم ادا ہو اتحاد و یگانگی خاک پایان نادانی
تراب قدیم شعراے صاحب فہم و ادراک یہ ہیچمدان محمد بن ناطق حضرت جوہریان
بازار معانی و سخن سنجان دار العیار نکتہ دانی مین عرض پرداز نگارندہ طراز ہے کہ اندنون
ایک معشوق شوخ چنچل اچپل رشک معشوقان فرخار و چگل سراپا ناز ہے جسکے حسن کی
تعریف محض فضول و بیکار ہے زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر باناز و ادا عنقریب رونما
ہونے والا ہے لاریب عجیب ہے اور غریب دلدار ہے کہ جسکا ثانی مرقع ذہن و خیال شعراے
باکمال مین دشوار ہے آجتک ایسا دلبر پوش ربا ہمنے تو کیا کسی نے بھی نہ دیکھا نہ سنا بلکہ
پیر فلک بھی باین پیرانہ سالی بدیدۂ مہر و ماہ نظر غور سے دیکھتا ہے اور اُسکے لاثانی ہونیکا دم
بھرتا ہے خورشید رخسار گلرو طرحدار مست مخمور فتنہ مین چور حور پیکر جادو نظر دل فریب عیار تمگر
شکیب برق وش ماہ لقا مہر سیما حسن کی صورت نور کی مورت نازنین مہ جبین جوانی کی امنگ
شراب کی ترنگ غنچہ دہن یاسمین بدن خروش آفت خیزی جوش بلا انگیزی دل آرام
نازک اندام غیرت آفتاب حاضر جواب شاہد سخن کا سرتاج شوخ مزاج سرو قامت
معدن الفت دریاے محبت بحر لطافت عشوہ گر نازک کمر حشر رفتار گلشن خوب صورتی
کی تازہ بہار تند خو عربدہ جو رشک پری غیرت حور سرمست بادۂ غرور یوسف جمال آئینہ

پیکر

تمثال یاقوت لب گہر دندان آہو چشم ابرو کمان سے مرا چشمی ست خون افشان ز چشم آن کمان ابرو * جہان پر فتنہ می بینم ازان چشم وازان ابرو * عضو عضو مین چلبلا پن بھرا ہی ہر ادا سے جوبن ٹپکا پڑتا ہی بی مثالی کی خود نظیر ہو دل عاشق اسکا اسیر ہو سے زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم * کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا این جاست * یہ کون محبوب دل نواز سراپا ناز ہی جسکی تعریف مین یہ تحریر بلا تشبیہ صورت اعجاز ہو نام اُس غارتگر کشور دل کا کیا ہی کانون نے ابھی نہین سنا ہی خنجر عشق اگر مین اُسکو کہون تو بجا ہو یہ دیوان اُس آفتاب سخندانی و پادشاہ اقلیم معانی کا ہی جسکی شان و شوکت و بلاغت و فصاحت کی شہرت ملک سخن مین مدت سے ہی وہ کون سیاح بحر عروض دانی سیاح جہان نکتہ رانی سخنور بے مثال شاعر باکمال غیرت فردوسی و انوری و خاقانی فخر شعراے ماضی و حال رشک سعدی شیرازی خلاق معانی عدیم المثال رنگین طبع نازک خیال بلبل گلشن خوش بیانی عندلیب حدیقۂ الفاظ و معانی مطلع قصیدۂ سخنوری مقطع صحیفۂ نکتہ پروری مجموعۂ سخندانی سرنامۂ معانی نقطۂ دائرۂ شعر پردازی دائرۂ نقطۂ نظم طرازی شمع شبستان بلاغت نیر مضامین فصاحت معلی القاب قدر قدرت عالی مرتبت سکندر حشم فریدون خدم خلیل کعبۂ دل برجیس منزل اریکہ آراے حشمت و اقبال مسند پیراے ابہت و اجلال فلک بارگاہ برفس آسمان جاہ بہادر تخلص بہ انجم دام اقبالہ خلف سلطان محمد واجد علی شاہ مرحوم مغفور خلد آشیان بادشاہ اودھ جنکے کلام بلیغ کے طالب قدر دان عالی فطرت و شعراے بلند طبیعت مین فی الحقیقت یہ دیوان لطافت عنوان مرغوب جہان ہی ہر بیت بسان ابروے خوبرویان ہر مصرع

برنگ مصرعۂ قامت خوشخطان ہی و سواد حروف سرمۂ چشم بیاض پیشان ہی بیاض سطور پر زیور
بیاض گردن خوبان کا گمان گذرتا ہی یا کہکشان فلک و حسینون کی مانگ کا شبہہ کیا جاے تو
بجا ہی ؎ نقش مسطر پہ ہی اسطرح سے لفظون کی نشست + بیٹھے ہون جیسے ناز سے ہو کے جسطرح
حسین + الفاظ مفرد و مرکب سے ہجر و وصل کی صورت پیدا ہے گویا ہر جگہ پہ عاشق و معشوق
کا نقشا کھینچا ہی ہر نقطہ مانند خال خوب رویان نقطۂ انتخاب ہی ہر دائرہ ہی مثال دائرۂ چہرۂ
شاہدان نایاب بغیرت بدر رشک وہ آفتاب ہی جو غزل ہی ہر عیب سے پاک سب بےنظیر
جو مضمون ہی با اثر پر تاثیر ہر بیت مثال ابروے معشوق شوخ و شنگ ہی دیوان بے مثالی
مین فرد ہر شعر مین نیا رنگ و ڈھنگ ہی بعد یا دیوان دیکھے ہزارون شعر سنے مگر اسکی
ترکیبین جدید و مضمون نفیس رعایت لفظی بلند پروازیان سنتے تو ہوش جاتے رہے
خاموش ہو گئے دیوان کا ہر شعر پورے سانچون ڈھلا پایا سچے کانٹون تلا پایا بیساختہ یہ
شعر زبان پر آیا ؎ ترے کلام کی انجم مین کیا کرون تعریف + اسی سے چپ ہون کہ گویا
زبان دہن مین نہین —

قطعات تاریخ طبع دیوان سخنور عدیم المثال فخر شعراے ماضی و حال حضور پرنور شہزادہ مرزا آسمان جاہ بہادر ادام اللہ اقبالہم المتخلص بہ انجم

قطعات تاریخ چکیدۂ خامۂ شاعر یکتا ماہر رموز نکتہ جناب قاضی محمد علیم الدین صاحب علیم سررشتہ دار محکمۂ پنچایت ریذیڈنسی جے پور

وصف این دیوان چہ بنویسم علیم
ہست خوب و نادر و نغز و ملیح
کلک من تاریخ ہجری بہر طبع
زود رقم منظومۂ انجم فصیح
۱۳۲۳ھ

ایضاً

چھاپ شد چون بفضل ایزد پاک
این کتاب مسرت افزائے
گو بجری علیم تاریخش
سخن بے مثال زیبائے
۱۳۲۳ھ

ایضاً در علیسوی

چون بہ الطاف ایزد این دیوان
طبع شد بہر فرحت مردم
بمسیحی علیم گفتم سال
سخن نغز جلوۂ انجم
۱۹۰۶ع

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیما جناب منشی کھنولال صاحب ثاقب سرفرازی یافتۂ سلطان دکن از لکھنؤ

دید سے اسکی نہ ہر ایک ہو کیوں مالا مال
شعر ہیں سلک گہر نقطہ ہر اک دُردانہ
طبع کا سال بدیہہ یہ لکھا ثاقب نے
کہ ہی شہزادۂ انجم کا جواہر خانہ
۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر فصیح زمان وحید دوران رشک سحبان و حسان محاورہ دان سیف زبان سحر بیان کرم فرمائے نیازمندان منشی محمد نور خان سلمہ الرحمان از جاوڑہ ملک مالوہ

بندش بھی دلاویز ہے انداز بھی دلکش
نیرنگی مضمون بھی اور سیف زبان بھی

ہر لفظ مین اعجاز ہے ہر شعر مین جادو
قربان ہوے جاتے ہین و لہاے تبان بھی

دل باختہ بیاختہ سن لے جو روانی
کو کو کہے ہر فاختۂ سرو روان بھی

یہ نظم ہے وہ نظم فلک رتبہ کہ انجم
ہے عقد ثریا بھی فدا کاہکشان بھی

یان رنگ نزاکت ہے تو وان شور فصاحت
بیمہری گل نگہتی بلبل کی فغان بھی

جائینگی نہ یہ باد بہاری کی فضائین
ہو باغ سخن نور اگر وقف خزان بھی

سال اُنکے یہ دیوان کا ہے جو جان سخن سے
خلاق معانی بھی ہین الہام بیان بھی
۱۹۰۵ء

دیگر

عیسیٰ فکر تاریخ داعدادین
یہ ہنگامہ ہے جنگ ہے رزم ہے

پر نس آسمان جاہ نازک خیال
تخلص یہ انجم اولوالعزم ہے
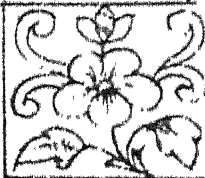
کہو طبع دیوان کا نو رسال
بہار سخن رونق بزم ہے
۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر رفیع الدرجات جامع الکمالات بدیع النکات منبع الصفات پنڈت شیوراج ناتھ صاحب عاشق ٹریزرر مقیم الوٹ علاقہ دیواس ملک مالوہ

فداے جلوۂ دیوان انجم
زادج آسمان عقد ثریا

متاع نقد جان عشقبازان
نثار والہ و مفتون و شیدا

بہار رنگ اشعار شگفتہ
پسند عالم و مرغوب دلہا

نزاکت شوکت الفاظ و بندشش
زبان شوخی رعایت استعارا

اگر ای لکھنو بر خود بنازی
ترا لاریب ناز و فخر زیبا

زگوہر بار آب و تاب شعرش
مضامین ہیچو اندر کوزہ دریا
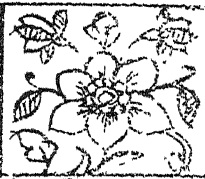
زعاشق گفت ملہم بہر طبعش
فضائے بوستان شوق افزا

۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ چکیدۂ کلک سخنور جناب محمد یوسف صاحب خضر سہارنپوری

جناب اسمان جاہ کی فکر سے
سلامت رکھے انکو رب قدیر

جو دیوان انجم نے پایا ظہور
اشاعت ہوئی مثل ماہ منیر

ہوا اشتہار اسکے چھپنے کے ساتھ
کہ قطعات درکار ہین در اخیر

پئے یادگاری تاریخ طبع
بہت کچھ کہینگے صغیر و کبیر
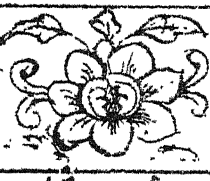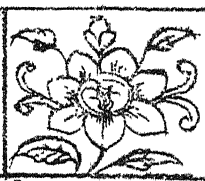
مگر کہہ چکا خضر روز ازل
یہ دیوان ہو آپ اپنی نظیر

۱۳۲۳ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر عالی خاندان والا دودمان زبدۂ ارباب سخن قدوۂ شاعران زمن جناب سید محمد جلال الدین صاحب حسن خلف شاعر پاکیزہ کلام مولانا سید محمد نظام الدین صاحب نظام مصنف عقل و شعور و آفرینش عالم وغیرہ از جاورہ ملک مالوہ

یہ دلکش و جانفزا ترانہ فسون و اعجاز کا خزانہ
ہے کہ جسکی تاثیر مین زمانہ جناب انجم کا ہو وہ دیوان

خیال نازک مقال رنگین نشاط افزا بہار آگین
وفائے بلبل جفائے گلچین گئے بکاوش سے گھبرا مان
خدنگ مژگان کی چارہ سازی جنون و اغیار و عشقبازی
وصال و ہجران و بے نیازی شراب و گلزار و عہد و پیمان
کلام انجم بہ انجمن خوش فروزش شمع در لگن خوش
ہزار پروانہ ہمچو من خوش نثار و وارفتہ از دل و جان
چو ماہ برج فصاحت آمد چو مہر چرخ بلاغت آمد
بجلوہ آمد بطلعت آمد چہ ماہ انور چہ مہر تابان
وہ موسی طور خوش کلامی نظیر آتش مثال جامی
مشہوروں مین ہین جو کہ نامی تخلص انجم پرنس ذیشان
سخن کا وہ بحر ہی سکند ہوا وہی خضر جسکا رہبر
نہ چشمۂ سلسبیل و کوثر نہ آب زمزم نہ آب حیوان
مشام جان جس سے ہو معنبر مکان تن جس سے ہو منور
دماغ دل جس سے ہو معطر یہی گلستان و سنبلستان

سروش انجم کے شعر سنکر سپہر نظمی ہین مدح گستر
کہ آسمان سے ہون اس سخن پر گہر فشان انجم درخشان

۱۹۰۵

دیگر

کسیکے سینے مین درد اور سوزش / کسیکے لب پہ فریاد و فغان ہی

کسیکی روح پر فرقت کا صدمہ / کسیکی آنکھ سے آنسو روان ہی

کہین ہی الوداع عقل و دانش / کسیکی رخصت تاب و توان ہی

کوئی تیغ تغافل سے کسی کی / حزین مجروح مضطر نیمجان ہی

کوئی ہی ڈوبنے کو بحر غم مین / بھنور مین کشتی عمر روان ہی

کسی کا نزع مین رو کر یہ کہنا / خبر لے راحت جان تو کہان ہی

بلاے بد ہی گیسو کا تصور / شب تاریک یا قید گران ہی

خیال روے تابان قہر محشر / کلیجہ جسکی گرمی سے طپان ہی

مصیبت وہ کہ دل ہی دل مین رونا / نہ شیون ہی نہ چشم خون چکان ہی

پسینا بھی ہی غش بھی ہچکیان بھی / دم وصل خدا سے دو جہان ہی

وہ آتش سرد ہی جسمین ہین شعلے / وہ جلنا خاک ہی جسمین دھوان ہی

علاج اندفاع تلخ کامی / مذاق بوسۂ شکر لبان ہی

یہ ای عشق مجازی و حقیقی / ترا افسانہ تیری داستان ہی

طبیعت این ہمہ آوردۂ تست / کہ گاہے دل چنین گاہے چنان ہی

لہذا از پئے تفریح و تسکین / یہی تدبیر تاریخی بیان ہی

دل عشاق سے کہدو یہ نظمی / کلام انجم شیرین بیان ہی

۱۳۲۲ھ

قطعات تاریخ از فکر عالی منزلت والا مرتبت بلبل فصاحت گلبن بلاغت جناب فیاض احمد صاحب فاروقی المتخلص بہ فیاض مقیم جودھپور شاگرد حضرت فصیح الملک بہادر داغ مرحوم

بحمد اللہ چھپا دیوانِ انجم — زمانہ پر کھلی شانِ سخن اب
بھرے ہین اسمین دُر ہاے مضامین — حقیقت مین یہ ہے کانِ سخن اب
مزے لوٹینگے اربابِ معانی — بچھا سکے لیئے خوانِ سخن اب
کرینگے قدرداں سب قدر اسکی — کہ یہ دیوان ہے جانِ سخن اب

لکھا فیاض نے یہ مصرعِ سال
پھلا پھولا ہے بستانِ سخن اب
۱۳۲۲ھ

دیگر

ہوا طبع انجم کا دیوان تو — ہوے شاد اسے دیکھکر اہل فن
لکھا سال تاریخ فیاض نے — ہوئی جلوہ آرا عروسِ سخن
۱۳۲۲ھ

دیگر

کسی سے وصف ہو کیا اس جدید دیوانکا — زبانِ اہل زبان بے زبان و قاصر ہے
لکھو یہ مصرع تاریخ طبع اے فیاض — کلام حضرت انجم یہ در دانہ نادر ہے
۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ از فکر رفیع الدرجات جامع الکمالات جناب سید جہانگیر احمد صاحب خلف اکبر حضرت کاہش لکھنوی رضوی ساکن بکسرہ ضلع آرہ

بتائید غیبی بصد انتظار — جو تھا مدعا دلکا پورا ہوا

برآئی مرے دل کی پوری مراد	فصیح و بلیغ آج دیوان چھپا
	۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شمع بزم سخندانی گوہر دریاے معانی جناب سید نظیر احمد صاحب

خلف اصغر حضرت کاہش لکھنوی

لکھا دیوان وہ آپ نے انجم	ہر سخن دان ہے مدح خوان جسکا
ارسر دل ہے اسکی یہ تاریخ	مخزن عشق یہ کلام ہے کیا
	۱۳۱۹ (تدخلہ ۳) ۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ - از - عالی خاندان والا دودمان سخن فہم سخن دان یگانۂ آفاق

گنجینۂ مذاق - جناب محمد تفضل حسین صاحب بیخود شاگرد حضرت کاہش لکھنوی

واہ کیا دیوان انجم کا چھپا	ہر ورق رشک وہ گلزار ہے
دیکھنے سے دل کو آتا ہے قرار	ہے یہ دیوان یا شبیہ یار ہے

مصرعۂ تاریخ بیخود لکھ یہ تو

چھپ گیا وہ دفتر اشعار ہے

۱۳۲۲ھ

دیگر

حضرت انجم کا دیوان جب چھپا	پر ہوا گوہر سے دامانِ سخن
وہ لکھا بے مثل دیوان لاجواب	اوج پر جس سے ہوئی شانِ سخن

لکھدے ای بیخود پئے تاریخ طبع

آج اب پھولا گلستانِ سخن

۱۳۲۲ھ

دیگر

واہ کیا ہی کلام انجم کا
جسکی شہرت ہوئی ہی دور و قریب
ہاتف غیب نے کہا بیخود
اسکی تاریخ = ہی عجیب و غریب
۱۳۱۲ فصلی

دیگر

جودت دکھائی طبع نے انجم کی واہ کیا
ذہن رسا خدا نے انھیں ہی کیا عطا
کن باتونکی کرے کوئی تعریف اور ثنا
لطف وصال ہی کہین فرقت کا ہی مزا
کہتے ہین سب تسلسل مضمون دیکھکر
دیوان لکھا یا کہ ہی موتی پرو دیا

تاریخ طبع لکھدی یہ بیخود نے عیسوی
اشعار بینظیر آج انجم کا چھپ گیا
۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر سرآمد سخنوران طوطی ہندوستان جناب محمد تجمل حسین صاحب ہشیار۔ خلف حضرت بیخود صاحب شاگرد کاہش ساکن بکسر ضلع آرہ

کروں تعریف مین کیا تیری انجم
حقیقت مین تو فخر شاعران ہی
لکھا دیوان تو نے کیا ہی واللہ
کہ جسکی مدح مین قاصر زبان ہی
جو کی تاریخ کی فکر ہمنے ہشیار
صدا ہاتف نے دی یہ ناگہان ہی

قلم کر کے قد شمشاد لکھ سال
بہار بیخزان یہ بوستان ہی
۱۳۲۷ اخرجہ (۱۴) ۱۳۲۳ھ

دیگر

یہ لکھا انجم نے دیوان لاجواب
اس سے ملکِ نظم کو ہے افتخار
کہتے ہین سب حُسن مضمون دیکھکر
کھچ گئی پیش نظر تصویر یار

از سر انجم لکھدے یہ ہشیار تو
رازِ الفت ہوگیا لو آشکار
۱۳۲۰ (تعظمہ ۲۴) ۱۳ ھ

دیگر

حیرت مین ہون کہ کیا کہون انجم ترے کلام کو
نغمۂ دلکشا کہون یا کہ پیام یار نو
کی فکر سالِ طبع کی جب گلشن خیال مین
بلبل دل یہ بول اُٹھا لکھ = باغ نو بہار نو
۱۳۲۳ھ

دیگر

کیون نہ اس دیوان پر ہو شاعرونکو افتخار
یہ سخن مثل کلام انوری ہے یادگار
لکھ رنگِ گل سے تو اے ہشیار سالِ طبع کو
خوبی گلزار ہے یہ حسن کی تازہ بہار
۱۶۸۰ (تعظمہ ۲۲۰) ۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر ذو الاحترام دقیقہ رس پاکیزہ کلام جناب منشی شیخ امجد علی صاحب کاوش شاگرد حضرت کاہش از بکسرہ ضلع آرہ

انجم کا چھپ رہا ہے وہ دیوان بے نظیر
خوبی کی جسکی چار طرف دھوم دھام ہے
اُس شاہ نکتہ فہم سخندان کا ہے کلام
ملک سخن مین جسکا کہ ہر اک غلام ہے
سعدی و انوری و عراقی و عنصری
ان سب سے بڑھ کے شاعری مین انکا نام ہے
اقلیم شاعری کا یہی کج کلاہ ہے
رکن عروض کا یہی سلطان امام ہے
دنیا مین کون ہے جو نہین جانتا نہین
آگاہ ان سے دہر مین ہر خاص و عام ہے

یہ عندلیب گلشن معانی ہنر و رہین | دیوان انکا غنچۂ مضمون تمام ہو

کاوش تو اپنے دم سے یہ تاریخ اُسکی لکھو
دیوان ہو کہ بلبل باغ کلام ہو
۱۲۷۹ (تدخلہ ۴۴) ۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر بےنظیر و سبنے عدیل جناب سید علی ابراہیم صاحب خلیل ابن مولانا حکیم سید اصغر حسین صاحب رئیس و انریری مجسٹریٹ قصبۂ شاہ گنج بہادی ضلع جون پور

پرنس آسمان جاہ سلطان نژاد | فلک بارگاہ است انجم سپاہ
بسطوت چو دارا سلیمان بقدر | ثریا نظام ست و آصف بجاہ
چہ دیوان اشعار ترتیب داد | ملوک الکلام است بے اشتباہ
بیاض ورق چون بیاض سحر | سوادش بود کحل اہل نگاہ

نوشت این چنین سال کلک خلیل
زہے نظم عالی عالم پناہ
۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر مخزن علم و ہنر معدن دانش و فن معانی گستر جناب محمد قاسم صاحب کوثر خلف جناب مولوی شیخ ذاکر حسین صاحب انصاری متوطن قصبۂ شاہ گنج ضلع بہادی جونپور

آسمان جاہ انجم ذیشان | حبر جاہ لو زہے وحید

یادگار سریر ملک اودھ
وہ جو ترتیب داد دیوانے
گفت از بندۂ ذلیل و جلیل

مثل او آسمان نہ دید و شنید
نوبہار ریاض فکر جدید
سال طبعش چنین سروش سعید

از سر آفرین بگو کوثر
انجم نامی سخن تایید

قطعہائے تاریخ من تصنیف ناظم بلند خیال نازک خیال ذی مرتبت و ذی کمال شاعر شیرین بیان نکتہ رس نکتہ دان۔ عالم رموز سخنوری ماہر نکات شاعری جناب سید یوسف علی صاحب کاہش لکھنوی اثنا عشری شاگرد حضرت یاس لکھنوی ساکن بکبھرہ ضلع آرہ

سبحان اللہ مرزا آسمان جاہ
چھپا وہ آپکا دیوان ہو امسال
بلند ہین چرخ سے مضمون غزل کے
ہر اک نقطہ ہی مثل خال مہوش
بھرے ہین اس مین گلہائے مضامین
کہین نیرنگیٔ الفت کا ہی ذکر
پڑھین خوش ہو کے اہل درد اسکو
کلیجے سے لگالین اسکو وہ لوگ

ہر اک کہتا تمھین سحر البیان ہی
پسند خاطر پیر و جوان ہی
جو مطلع ہی وہ مہر شاعران ہی
جو بیت ہی مثل ابروے بتان ہی
پھلا پھولا ہوا یہ بوستان ہی
کسی جا حال حسن مہوشان ہی
کہ درد دل کی اس مین داستان ہی
کہ جنکو عشق روئے خوشخطان ہی

شال یاد معشوق طرح دار — کلیجے میں یہ لیتا چٹکیاں ہے
پئے تاریخ سال طبع دیوان — ندائے غیب یہ گوہر فشاں ہے
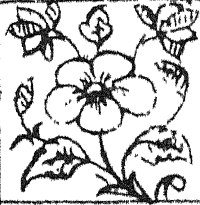
سر انجم سے کاہش لکھ یہ مصرعہ
کلام شاعر شیریں بیاں ہے
۱۳۲۰ھ
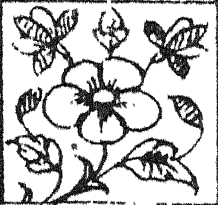
دیگر

الحمد رب العالمین دیوان انجم چھپ گیا — سب خوش ہیں اسکے طبع سے کوئی نہیں اسکے خلاف
اسوقت اسکی طبع کی تاریخ کاہش تو یہ لکھ — یہ گلشن اشعار یہ ہے کلام پاک و صاف
۱۳۲۲ھ

دیگر

نظم دل فراز (سنہ ۱۳۱۲ فصلی) — ساغر ناب (سنہ ۱۳۲۳ قدسی)
اختر شاہدان (سنہ ۱۹۰۵ء) — نشتر حسن (سنہ ۱۹۶۲ بکرمی)
خنجر عشق (۱۳۲۲ھ) — باغ فیض طاب (۱۹۰۴ء)
سخن ہم بری (سنہ ۱۹۶۲ پروشٹ) — بداغ شباب (سنہ ۱۳۱۲ فصلی بنگلہ)

دیگر قطعہ در صنعت منقوط بہر مصرعہ تاریخ پیدا است

رقم کرد انجم چہ پر ضوادیق — کلام خودش را جلیل تمام
سنہ ۱۳۲۳ قدسی — ۱۳۲۲ھ
خوش اسلوب و عمدہ چہ خوش قاعدہ — شدہ طبع در دہر نظم این کلام
۱۹۰۶ء — سنہ ۱۳۱۲ فصلی
ثنا لیش ہر اک کردہ است بر لسان — خوشا نظم نیکو پسند عوام
سنہ ۱۳۱۲ بنگلہ — سنہ ۱۹۶۲ بکرمی
و در دہر شور ثنا این بپاست — خوشش اطوار شد طبع دیوان تمام
سنہ ۱۳۱۴ فارسی — سنہ ۱۹۶۲ پروشٹم

قطعۂ تاریخ در صنعت نادر بہر سال طبع دیوان پرنس آسمان جاہ بہادر انجم دام عنایتکم

بہ از فضل خلاق عالم بدہر	شدہ طبع کاہش گلستان انجم
پئے سال در صنعت نادرہ	بگو = بین نایاب دیوان انجم ۱۳۲۳ھ

نقشہ										
	ب	ی	ن	ن	ا	ی	ا	ب	د	
	دو	دہ	پنجاہ	پنجاہ	یک	دہ	یک	دو	چہار	
	۱۰	۹	۶۱	۶۱	۳۰	۹	۳۰	۱۰	۲۰۹	۴۲۹
	ی	و	ا	ن	ا	ن	ج	م	۰	۱۳۲۳ ہجری
	دہ	شش	یک	پنجاہ	یک	پنجاہ	سہ	چہل	۰	
	۹	۶۰۰	۳۰	۶۱	۳۰	۶۱	۶۵	۳۸	۰	۸۹۴

دیگر

کلام انجم چھپا بصد شان ـ ز فضل خلاق پسند دلہا

ہر اک ہی مداح اس سخن کا ـ ہر اک جگہ پر ہی اسکا چرچا

ہر ایک دم اسکا بھر رہا ہی ـ ہر اک فدا اسپہ ہو رہا ہی

بسان مجنون ہر اک ہی شیدا ـ کلام یہ ہی مثال لیلا

ہر ایک تازہ مضامین اسکا ـ نہین ہی خالی ز لطف واللہ

دکھا رہا ہی عجب تماشا — ہنسا رہا ہی رولا رہا ہی

فسانہ یہ درد عشق کا ہی — ستم رسیدون کا ماجرا ہی

پڑہے پھر اسکو جو دل ہو رکھتا — کلیجہ لے تھام پہلے انسان

کہین یہ اسمین ہی جور خوبان — کہین یہ ہی ذکر صبر عاشق

کہین یہ اسمین ہی حال فرقت — کسی جگہ وصل کا ہی چرچا

یہ سرو گلزار گلرخان ہی — و یا کہ شمشاد خوش قدان ہی

کہ ہی نسیم سحر کا جھونکا — یہ سنبل زلف مہ جبین ہی

یہ عندلیب سخن ہی یارب — کہ یا ہی یہ قمری مضامین

کہ رشک گلزار طبع فصحا — گل بلاغت ہی یا یہ دیوان

ہر ایک شاعر بذہن رنگین — برائے تاریخ طبع گلگون

گل مضامین کو چن رہا ہی — چمن مین مکر رسا مین بیٹھا

ہوئی مجھے فکر سال کی جب — برائے تاریخ بولا ہاتف

سر احد سے یہ لکھدے کاہش — بہار باغ کلام زیبا

۱۳۲۲ (تدخلہ) ۱۳۲۲ھ

دیگر

بحمد اللہ یہ اچھا ہی دیوان — تعالی اللہ کہ اعلی ہی دیوان

تعجب سے ہر اک کہتا ہی کاہش — گل باغ سخن یہ کیا ہی دیوان

۱۹۰۵ء

دیگر

مداح زمانے مین ہر اک ہی اسکا	دیوان یہ بیمثیل ہی اسے علائی یکتا
تاریخ تو اسکی لکھدے کاہش ہجری	مقبول ہی یہ ریاض انجم اچھا

در صنعت نادر قطعۂ تاریخ طبع دیوان انجم جناب مرزا آسمان جاہ بہادر دام اقبالہ وجلالہ

۱۳۲۳ ھ

رقم کرد انجم چہ دیوان خود را	ثنا خوان ہستند برنا و پیرے
و در وصف ہر شعر قاصر زبانم	بشکل محقق مثالِ دبیرے
و ہر مصرعش چون قد مہوشان ست	و ہر صفحہ تصویر شوخِ شریرے
شدہ طبع صد شکر پروردگار	منور شدہ مثل ماہِ منیرے

پئے سال کاہش مکن جستجو

بگو- نادری دستگلے بے نظیرے

۱۹۰۵ ع

ن	ا	د	ر	ی	د	گ	ل	
پنجاہ	یک	چہار	دوصد	دہ	شش	بست	سی	
۶۱	۳۰	۲۰۹	۱۰۴	۹	۶۰۰	۴۶۲	۷۰	۱۵۴۵
ی	ب	ی	ن	ظ	ی	ر	ی	
دہ	دو	دہ	پنجاہ	نہصد	دہ	دوصد	دہ	
۹	۱۰	۹	۶۱	۱۴۹	۹	۱۰۴	۹	۳۶۰

نتیجہ: ۱۹۰۵ ع

قطعۂ تاریخ - از فکر عالی خیال بلند فکر - مہاراج سہاے صاحب ہتر ملازم محکمۂ رزیڈنسی ریاست جے پور

ای سخن سے معلی مرحبا صد مرحبا
آفرین صد آفرین ای شاعر شیرین دہن
جسنے دیکھا اک نظر سو جان سے مفتون ہوا

کیا کلام پاک ہی اور کیا طبیعت ہی رسا
کس فصاحت کس بلاغت سے ہی یہ دیوان لکھا
دلربائی مین ہی یکتا یہ کلام دلربا

مصرعۂ تاریخ برجستہ کہا یہ ہتر نے
حضرت انجم کا ہی دیوان نادر چھپگیا
۱۹۰۰ع

دیگر

فکر طبع جناب انجم سے
سال ہجری کہا یہ ہاتف نے

آج دیوان طبع ہوا ہی عجیب
ہتر لکھ دے بے بہا کلام غریب
۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ از فکر معظم رؤسا محترم اُمرا - افصح الفصحا اکمل الکملا - جناب ٹھاکر گجودھر بخش صاحب شیدا رئیس سجولیا ضلع سیتاپور

شہرۂ انجم ہی تا چرخ برین
رنگین مضمون سُنکے شیدا نے لکھا

شاعر خوشگو و خوش الحان ہے
دفتر حسرت نیا دیوان ہے
۱۹۰۵ع

قطعۂ تاریخ از فکر - شاعر بےنظیر و بے عدیل - مولوی منشی محمد نوح صاحب نوح - خلف خان بہادر مولوی محمد عبد المجید صاحب ساکن

قصبہ بارہ ضلع الہ آباد شاگرد فصیح الملک حضرت داغ

اک زمانے کو تھا جسکا اشتیاق ‫ ‫ اب ہوا وہ دیوان انجم زیب طبع
فکر جو کی تمکو اسکے سال کی ‫ ‫ نوح تم لکھدو عروس شوخ طبع
۱۳۲۲ھ

دیگر

چہ دیوان رشک خورشید درخشان ‫ ‫ چہ دیوان عبرت انجم بشد چاپ
بگوش نوح ہاتف گفت تاریخ ‫ ‫ کلام حضرت انجم بشد چاپ
۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ از فکر بلبل بوستان سخن شمع شبستان انجمن سرآمد شاعران زمن جناب سید ابو الحسن صاحب حسن ساکن موضع چھاتا اختیار ضلع سارن

آسمان جاہ پور شاہ اودھ ‫ ‫ مہر شوکت رئیس ابن رئیس
فکرت آپکی ہے شرمندہ ‫ ‫ فکر سودا و میر و درد و انیس
طرفہ نشتر ہے آپ کا ہر شعر ‫ ‫ سکے ہوتی دل عدو مین ہے ٹیس
خلوت غم مین آپکا دیوان ‫ ‫ دل کا غمخوار جان کا ہے انیس

سال طبع اسکا حسن نے لکھا
نظم انجم چھپی ہے آج نفیس
۱۳۲۲ھ

قطعہاے تاریخ از فکر چراغ ہندوستان واقف اردو زبان فردوسی زمان مقتداے سخنوران حکیم رمضان علی خان صاحب حمید شاگرد

دیگر

وہ چھپا دیوان انجم نور کا — جس سے ہوتے ہیں خجل خورشید و ماہ
طبع کی تاریخ یہ ہے اے ادیب — نظم انجم ہے کمال حسن و جاہ
۱۳۲۲ھ

دیگر

آسمان جاہ بہادر کا چھپا دیوان جب — شاعران نکتہ دان را پسند طبع شد
مصرع سال مسیحی گفت ای ادیب — رشک مہر اوج شرف دیوان انجم طبع شد
۱۹۰۵ع

دیگر

چھپ گیا دیوان انجم جس گھڑی — دیکھکر شاداں ہر اک شاعر ہوا
عیسوی تاریخ اسکی ہے ادیب — شکر ایزد دفتر حسرت چھپا
۱۹۰۵ع

دیگر

جس گھڑی دیوان انجم دفتر حسرت چھپا — غنچہ دل کھل گئے مانند گلہائے بہار
مصرع تاریخ فصلی یہ کہا دل نے ادیب — خوب نادر کیا چھپا دیوان انجم یادگار
۱۳۱۲ فصلی

قطعہ تاریخ دیوان حسرت از جناب شنکر دیال متخلص بہ شاد ناظر عدالت ضلع شیوپور

ہوئے محو نظارہ اہل نظر — جو دیوان حسرت کا دیکھا جمال
وہ ہے شاہد دلربائے سخن — فدا ہیں دل و جان سے رنگین خیال
زبس شوخیٔ شاہد نظم ہے — خجل ہوتی ہیں چشمہائے غزال
ہر اک صفحہ رشک رخ مہوشان — ہر ایک بیت ہے ابروئے خوش جمال